علمِ نحو کو قواعد کے لحاظ سے
یاد کرنے کے لئے لاجواب تحفہ

ضوابط نحویہ

تصنیفِ لطیف

مفتی عطاء الرحمٰن

المکتبۃ الشرعیۃ

شمع کالونی جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ فون-۲۵۹۱۸۳

علمِ نحو کو قواعد کے لحاظ سے
یاد کرنے کے لئے لاجواب تحفہ

ضوابطِ نحویہ

تصنیفِ لطیف

مفتی عطاء الرحمن

المكتبة الشرعية

شمع کالونی جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ فون-۲۵۹۱۸۳

نام کتاب: ضوابط نحویہ

مصنف: مفتی عطاء الرحمٰن

طبع اول: ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

ملنے کے پتے

مدرسہ بحر العلوم توحید آباد مولانا قاری ظفر اللہ صاحب

جامعہ رحمانیہ فرید ٹاؤن ملتان فون: ۵۵۱۷۳۷

مکتبہ رشیدیہ راولپنڈی — مکتبہ سید احمد شہید لاہوری

مکتبہ رحمانیہ لاہور — ادارہ اسلامیات لاہور

المکتبۃ الحسینیہ بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا — کتب خانہ مجیدیہ ملتان

مکتبہ رحمانیہ پشاور — مکتبۃ العارفی فیصل آباد

قدیمی کتب خانہ کراچی — مکتبہ اسلامی کراچی

مکتبہ المعارف پشاور — کتب خانہ صدیقیہ اکوڑہ خٹک

کتب خانہ رشیدیہ کوئٹہ — مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ

مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ — مکتبہ امدادیہ ملتان

ناشر: المکتبہ الشرعیہ شمع کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ، اما بعد:

﴿التقدیم﴾

علم نحو کے واقف حضرات علماء جانتے ہیں کہ یہ علم عظیم بھی ہے اور لذیز بھی۔

باب العلم یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان آج بھی ہمارے ذہنوں کو شوق رغبت دلا رہا ہے جو انھوں نے حضرت ابوالاسود دوائلیؒ کو اس علم شریف کے بارے میں فرمایا تھا۔ ما احسن ھذا النحو الذین نحوت۔ اسی فرمان ہی سے اس علم کا نام علم نحو پڑ گیا۔

حضرات صحابہ کرام کے زمانہ سے آج تک مسلسل ہر دور میں اس پر تقریر و تحریر سے اور تدریس و تشریح سے محنت ہوتی چلی آ رہی ہے۔

بندہ بھی کم علمی اور نقص فہمی کے باوجود اپنے فرض کی تکمیل کرتے ہوئے چند کتابیں اس علم کے بارے تصنیف کر چکا ہے۔

(۱) تنویر شرح نحو میر (۲) تقویر شرح تنویر

(۳) سعایۃ النحو (۴) کاشفہ

(۵) غرض جامی (۶) رفتۃ العوامل

(۷) قدرۃ العامل (۸) یہ رسالہ ضوابط نحویہ

بندہ اولاً رب العالمین کا مشکور ہے جس نے یہ توفیق بخشی

ثانیاً والدین مکرمین کا جنھوں نے اس منزل کی طرف روانہ کیا

اور ثالثاً اساتذہ کرام کا جنھوں نے مسافر کو زادسفر عطا کیا

رابعاً مدرسین اور متعلمین کا جنھوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہر تصنیف کو خرید کر عام فرمایا۔

جن کے شوق نے مجھے آگے بڑھایا۔

عزیز طلبا کا بھی شوق تھا کہ علم نحو کے مسائل کو ضوابط کی شکل میں لکھ دیئے جائیں۔ اس لئے احقر

نے اس رسالہ میں مزید اضافہ کردیا ہے۔ باری تعالیٰ قبول فرمائے اور دارین کی سعادت کا ذریعہ فرماوے۔ مدرسین اور متعلمین کے لیے راہنمائی کا بہترین سبب بنائے۔

اب احقر مطالعہ کا طریقہ ذکر کردیتا ہے۔ جس کی رہنمائی میں میرے عزیز طلباء زادہم اللہ علماً وعملاً خوب شوق ورغبت کے ساتھ محنت شروع فرمادیں اور علام الغیوب جل علمہ وشانہ سے تضرع اور انکساری کے ساتھ رب زدنی علما کو اپنا ورد بناتے ہوئے مانگتے رہیں۔

بندہ یقین سے کہتا ہے کہ اس کے ثمرات ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ دیکھیں گے۔ بندہ اس کا مشاہدہ بارہا کرچکا ہے۔

مطالعہ کرنے کی اہمیت

جب کوئی کام بغیر محنت اور یسکوئی کے نہیں ہوسکتا تو پھر علم جو کہ اللہ رب العزت کی صفت ہے اور پیغمبر کا میراث ہے وہ بغیر یسکوئی اور محنت کے کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسلاف کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

(۱) امام محمدؒ کو مطالعہ میں اس قدر انہماک ہوتا کہ سلام کے جواب میں بے خبری کی وجہ سے دعا دینے لگتے۔ اور کپڑوں کے میلے ہوجانے کا احساس بھی نہ ہوتا اور مرغ کو اس لیے ذبح کرادیا تاکہ مطالعہ میں خلل نہ ہو اور رات کو بہت کم سوتے اکثر حصہ درس وتدریس اور مطالعہ میں گذار دیتے اور فرماتے کیف انا وقد نامت عیون المسلمین توکلا علی اللہ فاذا نمت ففیہ تضییع الدین اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں ساری رات امام محمدؒ کے پاس رہا اور رات مطالعہ میں گزاردی اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

(۲) امام ابو یوسفؒ کا بیٹا فوت ہوگیا۔ مگر تجہیز وتکفین وجنازہ میں اس لیے حاضر نہیں ہوئے کہ امام اعظمؒ کے درس کا کچھ حصہ مجھ سے چھوٹ نہ جائے۔

(۳) امام زہریؒ کے مطالعہ سے تنگ آکر بیوی بگڑ کر کہنے لگی واللہ ھذہ الکتب اشد علی من ثلث ضرائر قسم ہے رب کی یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔

(۴) امام رازیؒ کو افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں مشاغل علمی سے خالی جاتا ہے۔

(۵) حضرت مولانا قاری عبدالرحمن محدث پانی پتیؒ کا سبق کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ مدرسہ کی تعطیل کے علاوہ نہ کبھی گھر جاتے اور نہ خطوط پڑھتے اور نہ جواب دیتے۔

سچ کہا شاعر نے:

انسان کو بناتا ہے اکمل مطالعہ ہے چشم دل کے واسطے کاجل مطالعہ
دنیا کے ہر ہنر سے ہے افضل مطالعہ کرتا ہے آدمی کو مکمل مطالعہ
یہ تجربہ ہے خوب سمجھتے ہیں وہ سبق جو دیکھتے ہیں غور سے اول مطالعہ
کھلتے ہیں راز علم کے ان کے قلوب پر جو دیکھتے ہیں دل سے مسلسل مطالعہ
اسعد مطالعہ میں گذاروں تمام عمر ہے علم و فضل کے لیے مشغل مطالعہ

﴿مطالعہ کرنے کا طریقہ﴾

عزیز طلباء مطالعہ اس طرح فرمائیں۔

(۱) جس کتاب کا مطالعہ کرنا ہے۔اس میں سب سے پہلا کام یہ کریں۔کہ عبارت میں اسم وفعل وحرف کو پہچانیں ۔جس کی آسان صورت یہ ہے اسم وفعل کی علامات کو یاد کرلیں۔کیوں کہ جب تک اسم وفعل وحرف کی پہچان نہ ہوگی اسوقت تک نہ ہی عبارت کا پتہ چلے گا اور نہ ہی ترجمہ معلوم ہوگا۔

(۲) دوسرا کام یہ کریں۔کہ عبارت میں معرب اور مبنی کو سوچیں کہ ان میں معرب کون ہے اور مبنی کون ہے۔کیونکہ دونوں کے احکام بالکل جدا جدا ہیں۔مثلاً معرب پر اعراب پڑھنا پڑیگا اور مبنی پر نہیں۔

اس کے لئے آپ معرب اور مبنی کے اقسام کو خوب یاد کریں۔

(۳) تیسرا کام یہ کریں۔عامل اور معمول کو پہچانیں۔کہ عامل لفظی ہے یا معنوی۔پھر عامل لفظی ہو کر سماعی ہے یا قیاسی اور انکا عمل کیا ہے۔اور معمول ہے تو کونسا ہے۔مرفوع ہے یا منصوب ہے یا مجرور۔اور پھر مرفوعات میں سے کون سی قسم بنتا ہے۔کیوں کہ جب تک آپ عامل اور معمول کو نہیں پہچانیں گے اسوقت تک آپ عبارت نہیں پڑھ سکتے۔

اس کیلئے تمام عوامل اور بائیس معمولات کو یاد کرلیں۔

(۴) چوتھا کام یہ کریں کہ اعراب کو سوچیں۔ کہ اس کلمہ پر رفع ہے یا نصب ہے یا جر ہے۔ اس کے ساتھ وجہ اعراب اور سبب اعراب کو بھی معلوم کریں۔ کہ رفع ہے تو کیوں ہے۔ اور نصب ہے تو کیوں ہے۔ اور جر ہے تو کیوں ہے۔

(۵) پانچواں کام یہ کریں کہ کلمات کی ترکیب سوچیں۔ ترکیب کہتے ہیں کہ کلمات کا ایسا معنوی ربط جس سے اعراب کی وجہ اور سبب متعین ہو جائے مثلاً رفع کی وجہ فاعلیت ہے۔ اور نصب کی وجہ مفعولیت ہے۔ اور جر کی وجہ اضافت ہے۔

(۶) چھٹا کام یہ کریں کہ ان کلمات کے معانی اور مطالب کو سوچیں۔ اگر کسی لفظ کا معنی نہ آتا ہو تو لغت کی کتاب سے تلاش کریں۔

یہ کام چند مشکل تو ضرور لگیں گے۔ لیکن اس کے منافع ہمیشہ دیکھیں گے۔

استاذ محترم یہ سوالات پوچھے اوراجراء کا طریقہ بھی یہی ہے

اساتذہ کرام سے گذارش ہے عبارت ضرور سنیں اور ترجمہ بھی کرائیں اور طلباء کرام سے دو باتیں کو ضرور حل کرائیں (۱) مفردات کو حل کرائیں (۲) مرکبات کو حل کرائیں۔

حل مفردات: مفرادت کو طالب علم سے اس طریقے سے حل کرائیں کہ ہر ہر مفرد کے لئے سوال کریں کہ یہ اسم ہے یا فعل ہے یا حرف اور کس کی علامت پائی جاتی ہے۔

اگر اسم ہو تو ان سوالات کو پوچھیے۔

(۱) اسم معرفہ ہے یا نکرہ اگر معرفہ ہے تو کونسی قسم ہے۔

(۲) مذکر ہے یا مونث۔

(۳) منصرف ہے یا غیر منصرف اگر غیر منصرف ہے تو کونسے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سبب پائے جاتے ہیں۔

(۴) معرب ہے یا مبنی اگر معرب ہے تو سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے اور اعراب کیا ہے اگر

مرفوع ہے تو مرفوعات میں سے کونسی قسم ہے۔الخ

اور مبنی ہے تو اسم غیر متمکن میں سے کونسی قسم ہے اگر ضمیر ہے تو پانچ انواع میں سے کونسی ہے۔

(۵) یہ اسم عامل ہے یا معمول ہے۔

اگر فعل ھو تو یہ سوالات کریں۔

(۱) فعل معلوم ہے یا مجہول (۲) لازمی ہے یا متعدی (۳) متعدی میں سے کونسا ہے متعدی بیک مفعول ہے یا بدو مفعول یا بسہ مفعول۔

(۴) کہ معرب ہے یا مبنی اگر معرب ہے تو فعل مضارع کے چار اقسام میں سے کونسا ہے اور اگر مبنی ہے تو ماضی ہے یا امر حاضر معلوم۔

(۵) عامل اور معمول کے بارے بھی پوچھیں ۔

اگر حرف ھے تو یہ سوالات کریں۔

کہ یہ عامل ہے یا غیر عامل۔ اگر عامل ہے تو کونسا قسم اور غیر عامل ہے تو کونسی قسم۔

استاد کو چاہیے کہ ان کی خوب مشق کرائے اور طلباء ان کو خوب یاد کریں۔

حل مرکبات: مرکبات کے بارے یہ سوالات کریں۔ کہ مرکب مفید یا غیر مفید۔

اگر مرکب مفید ھے تو سوالات کریں۔

اگر مرکب مفید ہے تو کونسی قسم جملہ خبریہ ہے یا جمہ انشائیہ اگر خبریہ ہے تو چار قسموں میں سے کونسی قسم ہے اور انشائیہ ہے تو کونسی قسم ہے۔

پھر انشاء کی تیرہ علامتوں میں سے کونسی علامت پا جاتی ہے۔ نیز جملہ ہے یا شبہ جملہ اگر شبہ جملہ ہے تو صیغہ صفت کیا ہے اور اس کا معمول کیا ہے۔

اگر مرکب غیر مفید ھے تو سوالات کریں۔

اگر مرکب غیر مفید ہے تو پانچ اقسام میں سے کونسا ہے مثلاً اگر مرکب اضافی ہے تو مضاف کون ہے مضاف الیہ کون ہے۔ اور اگر مرکب توصیفی ہے تو موصوف کون اور صفت کون ہے۔ پھر صفت

بحالہ ہے یا بحال متعلقہ پھر کتنے امور میں موافقت پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: جب تک طالب علم ان امور کو حل کر کے نہیں لاتا تو اس کا مطالعہ ناقص اور عبارت غلط ہے اگرچہ اتفاقی طور عبارت درست ہی کیوں نہ صحیح پڑھتا ہو اور سبق پڑھنے کا قطعاً مستحق نہیں اسے سبق سے نکال دیا جائے۔ اساتذہ کرام مطالعہ سننے میں رعایت نہ فرمائیں۔

البتہ ان تمام سوالات کرنا ہر طالب علم سے یقیناً مشکل ہے۔ اس لیے یہ مختلف طلباء سے سوالات کیے جائیں۔ کم از ایک ایک سوال سب سے کرلیا جائے۔ دوسرے سن لیں گے تو گویا سب سے سوالات ہو گئے۔ اور طلباء ان سوالات کو سن کر پریشان ضرور ہونگے لیکن ہمت مرداں مدد خدا۔ من جد وجد۔ البتہ چند دن اساتذہ خود مطالعہ کرائیں اور اجراء بھی۔ اگر اس کے لیے ضوابط نحویہ اور نظم مائۃ عامل کی شرح قدۃ العامل کو یاد کرلیا جائے۔

تو بہت مختصر وقت میں توقع سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ احقر نے دورہ صرف ونحو میں اس کا تجربہ کر چکا ہے۔

﴿مطالعہ سننے اور اجراء کرانے کا ایک نمونہ﴾

بندہ نے مطالعہ اور اجراء کرانے طریقہ پہلے لکھ دیا ہے۔ لیکن ایک مثال بطور نمونہ کے ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ کیلیے آسانی ہو جائے۔

سب سے پہلے مفردات کا اجراء کرائیں۔

﴿مرکبات کے اجراء کرانے کا طریقہ﴾

استاذ: قرآن مجید لے آئیں اور سورت فاتحہ کھول لیں۔

شاگرد: سورت فاتحہ میں نے کھول لی ہے۔

استاذ: پہلی آیت ہے الحمد للہ رب العلمین۔ اس میں کلمات شمار کریں۔

شاگرد: کلمات چار ہیں۔ (۱) الحمد (۲) للہ (۳) رب (۴) العلمین۔

استاذ: یہ جواب غلط ہے مثلاً الحمد کو ایک شمار کیا ہے حالانکہ یہ دو کلمے ہیں (۱) الف لام (۲) حمد۔

شاگرد: الف لام تو حرف ہے۔

استاد: جی ہاں حرف بھی کلمہ ہوتا ہے۔کلمہ کی تقسیم بھول گئے ہو۔

شاگرد: آپ کی مہربانی۔میرا ذہن اس طرف نہیں گیا۔

استاد: الحمد مفرد ہے یا مرکب

شاگرد: مرکب ہے۔کہ دو کلموں سے مرکب ہے۔

استاد: مرکب میں حرف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ذرا سوچیں کہ یہ نہ تو مرکب مفید کے اقسام سے بنتا ہے اور نہ غیر مفید کے اقسام سے۔کیوں کہ مرکب مفید دو اسموں سے یا فعل اور اسم سے مرکب ہوتا ہے۔اور مرکب غیر مفید صرف دو اسموں سے مرکب ہوتا ہے۔دونوں میں حرف بلکل اعتبار نہیں۔

استاد: یہ بات مجھے ابھی سمجھ آئی ہے۔حالانکہ مرکب کے اقسام میں نے خوب یاد کیے ہوئے ہیں۔

استاد: اصل بات بھی اجرء سے سمجھ آتی ہے۔اب بتاؤ الحمد مفرد ہے یا مرکب

شاگرد: مفرد ہے اور کلمہ ہے۔

استاد: یہ کلمے کی کتنی قسمیں ہیں اور یہ کون سی قسم ہے۔

شاگرد: کلمے کی تین قسمیں اور یہ اسم ہے

استاد: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے۔

شاگرد: الحمد میں اسم کی علامت الف لام پائی جاتی ہے

استاد: بہت اچھے۔ان علامتوں کو نہ بھولنا۔

استاد: معرفہ ہے یا نکرہ

شاگرد: معرفہ ہے استاذ: معرفہ کی کونسی قسم ہے

شاگرد: معرف باللام ہے۔

استاد: مذکر ہے یا مؤنث۔

شاگرد: مذکر ہے

شاگرد: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مذکر ہے۔

شاگرد: اس میں تانیث کی کوئی علامت موجود نہیں ہے۔

استاد: (الحمد) واحد تثنیہ جمع میں سے کیا ہے

شاگرد: واحد ہے۔

استاد: معرب ہے یا مبنی

شاگرد: الف لام مبنی ہے اور (حمد) معرب ہے۔

استاد: آپ کو کیسے معلوم ہوا۔

شاگرد: مجھے معرب ومبنی کے اقسام کے لیے ضابطہ یاد ہے۔ الف لام حرف ہے اور تمام حروف مبنی اور مبنی الاصل ہوتے ہیں۔ اور (حمد) معرب اسلیے ہے کہ یہ مبنی الاصل بھی نہیں ہے اور اسم غیر متمکن کی آٹھ قسموں میں سے بھی نہیں ہے۔

استاد: بہت خوب۔ اس ضابطہ کو یاد رکھیں۔ الف لام کے حرف اور مبنی الاصل ہونے سے آپ مزید سوالات سے بچ گئے۔ لیکن (حمد) کے معرب ہونے سے آپ کے سوالوں کا جواب دینا پڑیگا۔ اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔

(۱) معرب کیوں ہے اور معرب کا کونسا قسم ہے۔

(۲) اسم متمکن ہے تو سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے اور اگر فعل مضارع ہے تو چار

قسموں میں سے کونسی قسم ہے۔

(۳) اعراب کیا ہے اور اعراب کا کونسا قسم ہے۔

(۴) محل اعراب کیا ہے (۵) عامل اعراب کیا ہے۔

استاذ: معرب کیوں ہے اور معرب کا کونسا قسم ہے۔

شاگرد: معرب کا دوسرا قسم اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہے۔ اور معرب اس لیے ہے کہ اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہے۔

استاذ: اسم متمکن کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے۔

شاگرد: سولہ قسمیں تو اعراب کی ہوتی ہیں۔

استاذ: نہیں آپ کو مغالطہ لگا ہے اعراب کی تو نو قسمیں ہیں۔ اور اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں

ہدایۃ النحو اور کافیہ میں اعراب کی اقسام کا بیان ہے اور نحو میر میں اسم متمکن کی سولہ قسموں کو۔

شاگرد: یہ فرق اس اجراء ہی سے معلوم ہو رہا ہے۔ اب جواب یہ ہے کہ (الحمد) اسم متمکن کا پہلا قسم مفرد منصرف صحیح ہے۔

استاذ: اعراب کیا ہے

شاگرد: اسکا اعراب اعراب بالحرکۃ لفظی ہے اور یہ مرفوع بالضمہ لفظاً ہے۔

استاذ: مرفوعات کی کونسی قسم ہے اور وجہ اعراب کیا ہے۔

شاگرد: مبتداء ہے۔

استاذ: محل اعراب کیا ہے۔

شاگرد: الحمد کی دال ہے۔ کیونکہ یہ معرب کا آخری حرف ہے۔

استاد: الحمد میں اس اعراب کے لیے عامل کیا ہے۔

شاگرد: عامل معنوی ہے

استاد: عامل معنوی کن کے لیے آتا ہے۔

شاگرد: دو کے لیے (۱) مبتداء (اس میں اختلاف ہے) (۲) فعل مضارع مرفوع

استاد: عامل کتنی قسم پر ہے

شاگرد: عامل دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی

استاد: عامل لفظی کتنی قسم پر ہے

شاگرد: یہ یاد نہیں۔

استاد: ان کو تو یاد کرنا پڑیگا۔

شاگرد: مختصر اور جلدی کہاں سے یاد ہونگے۔

استاد: نظم مائۃ عامل کے اشعار یاد کرلو اور اس کی شرح قدۃ العامل یاد کرنا شروع کردو۔ اگر کسی استاد سے پڑھ لو زیادہ بہتر ہے۔

شاگرد: الحمد للہ میں نے یاد کرلیا ہے۔ کل مناظرہ میں ان شاء اللہ میں آپ کو خوش کردوں گا

استاد: مجھے تو ابھی امتحان دیں۔ کہ عامل لفظی کی کتنی قسم ہیں۔

شاگرد: تین قسم پر ہے (۱) حروف عاملہ (۲) افعال عاملہ (۳) اسمائے عاملہ

استاد: اسمائے عاملہ کتنے ہیں

شاگرد: گیارہ ہیں۔

یہ تو تھا مفردات کے اجراء کرانے کا طریقہ

اب مرکبات کے اجراء کرانے کا طریقہ سمجھیں۔

﴿مرکبات غیر مفید کے اجراء کرانے کا طریقہ﴾

طالب علم نے یہ آیت الحمد للہ رب العلمین پڑھی اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا

استاذ: رب العلمین مفرد ہے یا مرکب

شاگرد: مرکب ہے۔

استاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مرکب ہے

شاگرد: کیونکہ رب العلمین دو کلموں سے مل کر بنا ہے۔

استاذ: مرکب کی کتنی قسمیں ہیں۔

شاگرد: تنویر شرح تنویر سے میں نے یاد کیا ہے۔ وہاں دس قسمیں لکھی ہوئی ہیں

﴿مرکب کی دس اقسام﴾

وجہ حصر یہ ہے کہ مرکب دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ اس کے دونوں جزؤں کے درمیان نسبت ہوگی یا نہیں۔ اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ نسبت تامہ ہوگی یا نسبت ناقصہ ہوگی۔

اگر نسبت تامہ ہو تو یہ پہلی قسم (۱) مرکب تام ہے۔

اور اگر نسبت ناقصہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ انفصال ہوگا یا اتصال ہوگا۔

اگر انفصال ہو تو یہ (۲) مرکب عطفی ہے۔

اور اگر اتصال ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ اتصال لفظی ہوگا یا معنوی۔

اگر اتصال لفظی ہو تو یہ (۳) مرکب اضافی ہے۔

اور اگر اتصال معنوی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ ان دو میں سے معمول و عامل بن سکتا ہو گا یا نہیں۔

اگر نہ بن سکے تو (۴) مرکب توصیفی

اور اگر بن سکے تو (۵) شبہ جملہ ہے۔

اور اگر نسبت نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ دوسرا جزء صوت ہو گا یا نہیں۔

اگر صوت ہو تو یہ (۶) مرکب صوتی ہے۔

اور اگر صوت نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ دوسرا جزء حرف کے معنی کو متضمن ہو گا یا نہیں۔

اگر متضمن نہ ہو تو یہ (۷) مرکب منع صرف ہے۔

اور اگر متضمن ہو تو پھر تین حال سے خالی نہیں۔ یا مرکب من العدد یا مرکب من الظروف یا مرکب من الاحوال

(۸) مرکب من العدد۔

(۹) مرکب من الظروف

(۱۰) مرکب من الاحوال ہو۔

استاد: مرکب کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: مرکب غیر مفید۔

استاد: مرکب ناقص کی کون سی قسم ہے۔

شاگرد: مرکب اضافی

استاد: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مرکب اضافی ہے۔

شاگرد: اسمیں مضاف مضاف الیہ کی علامت کا ضابطہ پایا جاتا ہے۔

استاد: مرکب غیر مفید جملہ ہوتا ہے یا جملے کا جزء ہوتا ہے۔

شاگرد: جملے کا جزء واقع ہوتا ہے۔

استاذ: اگر یہ جملے کا جزء واقع ہوتا ہے تو یہ مرکب اضافی کیا واقع ہو رہا ہے

شاگرد: مضاف مضاف الیہ مل کر صفت بن رہا ہے لفظ اللہ اسم جلالت کی۔

استاذ: موصوف صفت ملکر کونسا مرکب بنتے ہیں مرکب توصیفی

استاذ: مرکب توصیفی مرکب تام ہوتا ہے یا مرکب ناقص۔

شاگرد: مرکب ناقص۔

استاذ: مرکب تام اور مرکب ناقص کے ترجمہ میں کیا فرق ہوتا ہے۔

شاگرد: مرکب تام میں حکم (ہے یا نہیں) کا معنی نہیں ہوتا اور مرکب ناقص میں ہوتا ہے۔

استاذ: اس مرکب توصیفی کا اعراب کیا ہے۔

شاگرد: یہ مرکب توصیفی مجرور ہے۔

استاذ: آپکو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مجرورر ہے۔

شاگرد: اس پر لام جارہ داخل ہے۔

استاذ: جار مجرور ملکر کیا بنتے ہیں

شاگرد: ظرف

استاذ: یہ حرف ہے اس کو ظرف کیسے کہ رہے ہیں۔ حالانکہ ظروف تو اسماء ہوتے ہیں۔ کیا ظروف کی بحث یاد نہیں۔

شاگرد: استاذ محترم آپکی بات درست ہے۔ لیکن جار مجرور کو ترکیب کرتے مجازا ظرف

کہتے ہیں۔

استاد:ظرف کی کتنی قسمیں ہیں۔

شاگرد:دو قسم پر ہے(۱)ظرف لغو(۲)ظرف مستقر

استاد:یہ کونسی ظرف ہے

شاگرد:ظرف مستقر۔

استاد:ظرف لغو اور ظرف مستقر کی ترکیب میں کیا فرق ہے۔

شاگرد:قدۃ العامل میں یہ ضابطہ موجود ہے۔کہ ظرف لغو ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوتی نہ مسند الیہ نہ مسند اور ظرف مستقر اپنے متعلق کے ساتھ مل کر کبھی ترکیب میں مسند الیہ بنتی ہے کبھی مسند۔

استاد:یہاں کیا واقع ہے۔

شاگرد:خبر واقع ہے۔

استاد: اسکا متعلق کیا نکالیں گے

شاگرد:بصریین متعلق فعل نکال تے ہیں (ثبت)اور کوفیین اسکا متعلق شبہ فعل نکا نکال تے ہیں۔

اب تقدیر عبارت یہ ہوگی۔الحمد(ثبت یا ثابت)للہ رب العلمین۔

استاد:ترجمہ کرو

شاگرد:تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے ایسا اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

استاد:اب جملہ کی ترکیب کریں۔

شاگرد:

ترکیب (الحمد) مرفوع بالضمہ لفظاً مبتداء (لام) حرف جار۔ لفظ (الله) مجرور بالکسرہ لفظاً موصوف۔ (رب) مجرور بالکسرہ لفظاً مضاف (العالمین) مجرور بالیاء لفظاً مضاف الیہ۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہے لفظ اللہ کی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ہے ثبت یا ثابت کے۔ اور یہ ثبت یا ثابت جملہ یا شبہ جملہ ہو کر خبر ہے الحمد مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ لفظاً خبریہ ہوا۔ اور معنیً انشائیہ ہوا۔

شاگرد: امر ہے۔

﴿مرکبات مفید کے اجراء کرانے کا طریقہ﴾

جملہ فعلیہ خبریہ کا اجراء

اتخذالله ابراهيم خليلا

استاد: یہ مفرد ہے یا مرکب۔

شاگرد: مرکب۔

استاد: مرکب کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: مرکب مفید ہے۔

استاد: مرکب مفید کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: جملہ خبریہ۔ کیونکہ انشاء کی علامات میں سے کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔

استاد: جملہ خبریہ کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: جملہ فعلیہ۔ کیونکہ اجزاء اصلیہ میں سے پہلی جزء فعل ہے۔

استاذ: جملہ فعلیہ کی پہلی جز اور دوسری جز کو کیا ہوتی ہے۔

پہلی جزء ہمیشہ مسند ہوتی ہے اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسری جزء ہمیشہ مسند الیہ ہوتی ہے اسکو فاعل کہتے ہیں۔

استاذ: اس جملہ میں بتائیں فعل کون ہے اور فاعل کونسا ہے۔

شاگرد: اتخذ مسند ہے اور فعل ہے اور لفظ اللہ مسند الیہ ہے فاعل ہے۔

استاذ: ابراھیم خلیلا کیا واقع ہو رہے ہیں۔

شاگرد: دونوں مفعول بہ ہیں۔

استاذ: ان میں سے مسند اور مسند الیہ کون ہے۔

شاگرد: یہ مفاعیل فضلہ ہیں۔ یہ مسند اور مسند الیہ واقع نہیں ہوتے۔

استاذ: بیٹا اب آپ مطالعہ کر رہے ہیں۔ مزید محنت فرمائیں۔ اللہ حامی و ناصر ہو۔

البتہ یہ سمجھ لیں افعال تصییر کے دو اصل کے اعتبار سے مبتداء خبر ہیں۔

استاذ: اس جملہ **اتخذاللہ ابراھیم خلیلا** کی ترکیب کریں۔

شاگرد:

ترکیب اتخذ فعل۔ لفظ اللہ مرفوع بالضمہ لفظاً فاعل۔ ابراھیم منصوب بالفتحہ لفظاً مفعول اول۔ خلیلاً منصوب بالفتحہ لفظاً مفعول ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

جملہ اسمیہ خبریہ کے اجراء کا طریقہ..

نحن طلاب مجتھدون

استاذ: یہ مفرد ہے یا مرکب۔

شاگرد: مرکب۔

استاذ: مرکب کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: مرکب مفید ہے۔

استاذ: مرکب مفید کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: جملہ خبریہ۔ کیونکہ انشاء کی علامات میں سے کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔

استاذ: جملہ خبریہ کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: جملہ اسمیہ۔ کیونکہ اجزاء اصلیہ میں سے پہلی جزء اسم ہے۔

استاذ: جملہ اسمیہ کی پہلی جز اور دوسری جز کو کیا ہوتی ہے۔

پہلی جزء ہمیشہ مسند الیہ ہوتی ہے اس کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسری جزء ہمیشہ مسند ہوتی ہے اسکو خبر کہتے ہیں۔

استاذ: اس جملہ میں بتائیں مسند الیہ مبتداء کون ہے اور مسند خبر کون ہے۔

شاگرد: (نحن) مسند الیہ مبتداء ہے اور طلاب مجتهدون مسند خبر ہے۔

استاذ: طلاب مجتهدون کیا ہیں۔

شاگرد: مرکب توصیفی ہے۔

استاذ: اس نحن طلاب مجتهدون جملہ کی ترکیب کریں۔

شاگرد:

ترکیب نحن ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلا مبتداء طلاب مرفوع بضمہ لفظا موصوف مجتهدون مرفوع بالواو لفظا۔ ضمیر درو مستتر مرفوع محلا فاعل۔ صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہے۔ موصوف اپنے صفت سے مل کر خبر ہے مبتداء کی۔ مبتداء خبر مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ انشائیہ کا اجراء کا طریقہ۔

نعم الرجل زید

استاذ: نعم الرجل زید مفرد ہے یا مرکب۔

شاگرد: مرکب ہے۔

استاذ: مرکب مفید ہے یا غیر مفید۔

شاگرد: مرکب مفید ہے۔

استاذ: مرکب مفید کی کونسی قسم ہے۔

شاگرد: جملہ انشائیہ ہے۔

استاذ: جملہ انشائیہ تیرہ علامات میں سے کونسی علامت ہے۔

شاگرد: فعل مدح۔

استاذ: اس جملہ نعم الرجل زید کی ترکیب کریں۔

شاگرد: اس کی چار ترکیبیں ہیں۔

پہلی ترکیب (نعم) صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ فعل از افعال مدح رافع (الرجل) مرفوع بالضمہ لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم (زید) مخصوص بالمدح مبتداء مؤخر۔ مبتداء اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

دوسری ترکیب (نعم) فعل از افعال مدح (الرجل) مرفوع بالضمہ لفظاً مبین (زید) مرفوع بالضمہ لفظاً مخصوص بالمدح عطف بیان۔

تیسری ترکیب (نعم) فعل مدح (الرجل) فاعل (زید) مخصوص بالمدح خبر ہے۔ مبتداء محذوف کی جو کہ ھو ہے۔

چوتھی ترکیب (نعم الرجل) جملہ فعلیہ انشائیہ (زید) مخصوص بالمدح مبتداء ہے۔ جس کے لیے خبر ممدوح محذوف ہے۔

نوٹ: اس طرز پر ہر بحث کے اختتام پر ضرور اس کا اجراء کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ، اما بعد:

الضوابط للمرفوعات

مرفوعات کل آٹھ ہیں۔

جمہور کے نزدیک مرفوعات میں سے اصل فاعل ہے۔

دلیل: فاعل کا عامل لفظی ہوتا ہے اور مبتداء کا عامل معنوی ہوتا ہے اور عامل لفظی قوی ہوتا عامل معنوی سے اور قاعدہ ہے کہ موثر اور عامل کی قوۃ یہ مستلزم ہے اور معمول کی قوۃ کو لھذا فاعل کا عامل اصل اور قوی ہوا تو اسکا معمول یعنی فاعل بھی اصل اور قوی ہوا مبتداء سے۔

اور امام سیبویہ کے نزدیک مبتداء اصل ہے۔

دلیل: وہ یہ ہے کہ مسندالیہ میں اصل مقدم ہونا ہے اور اس اصل پر مبتداء تو قائم ہے لیکن فاعل نہیں۔ یہ اپنی اصلیت سے ہٹ چکا ہے لہذا مرفوعات میں اصل مبتداء ہوا۔

جس کی مزید تفصیل (کاشفہ یا غرض جامی) میں ہے

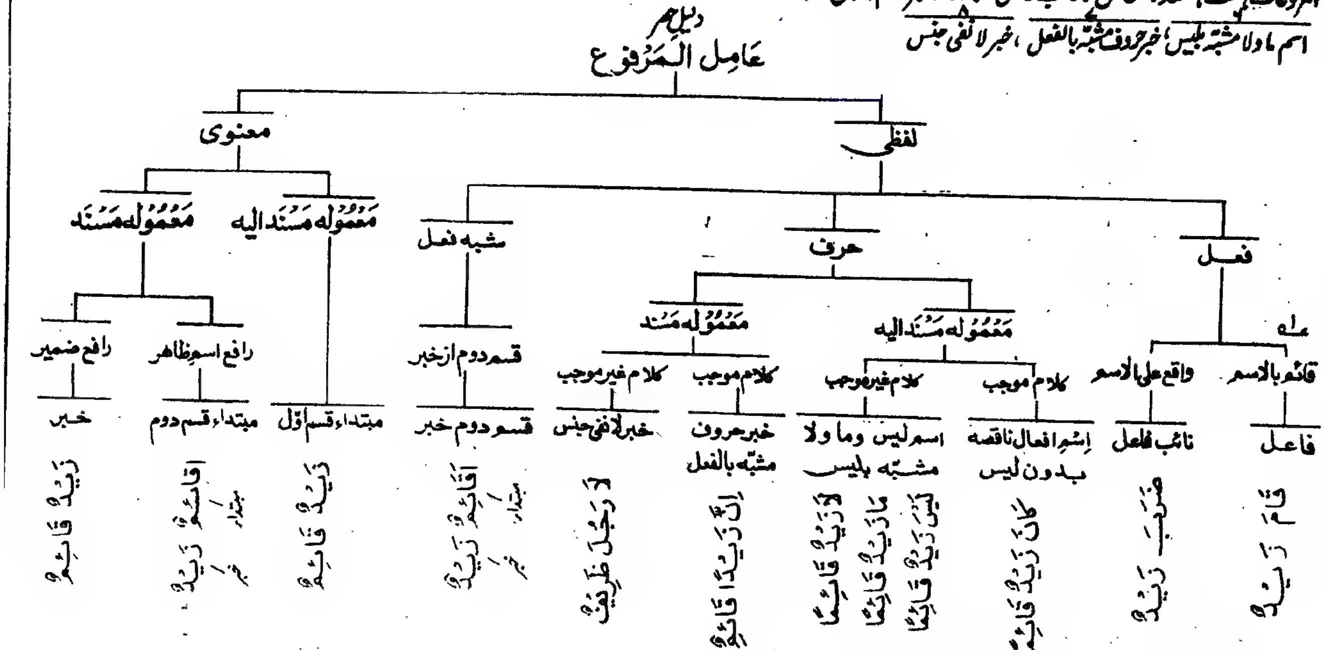
مگر چونکہ مبتداء کے افراد زیادہ ہیں۔ لہذا العزۃ للتکاثر (الحدیث) کی بناء پر ہم پہلے مبتداء اور خبر کی علامات اور پہچان کے لئے ضوابط ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مبتداء (۲) خبر

مبتداء کی تعریف۔ ھو اسم مجرد عن العوامل اللفظیۃ مسنداً الیہ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مبتداء ایسے اسم حقیقی یا حکمی کو کہا جاتا ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو کر کلام میں مسندالیہ بن رہا ہو جیسے زید قائم میں زید مسندالیہ مبتداء واقع ہے۔

خبر کی تعریف۔ والخبر ھو اسم مجرد عن العوامل اللفظیۃ مسندأبہ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ خبر ایسے اسم حقیقی یا حکمی کا نام ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو کر مسند بہ ہو اور صفت کے مغایر ہو جیسے زید قائم میں قائم خبر ہے۔

المرفوعات ہشت ہستند: فاعل، نائب فاعل، مبتدا، خبر، اسم افعال ناقصہ
اسم ما ولا مشبہ بلیس، خبر حروف مشبہ بالفعل، خبر لا نفی جنس



۱ سوال: مرفوعات ہشت نوع ہستند چرا شمار کردہ اید۔ جواب: مبتدا،

سوال: افعال ناقصہ را در حرف شمار کردید حالانکہ افعال اند۔ جواب: باعتبار لفظ فعل اند لیکن باعتبار معنی حرف اند۔

مبتداء اور خبر کی پہچان کا پہلا طریقہ :

ضابطہ (۱): مبتداء کا اصل معرفہ ہے اور خبر کا اصل نکرہ ہے لہذا جب دو اسم مرفوع ہوں اور (ہست یا نیست) موجود ہو تو جو اسم معرفہ ہوگا وہ مبتداء ہوگا۔ اور جو نکرہ ہوگا وہ خبر۔ جیسے:

زید غلام الله معبود۔

ضابطہ (۲): جب دونوں معرفہ ہوں تو پہلا اسم مبتداء ہوگا اور دوسرا خبر۔ جیسے: الله ربنا ۔محمد رسول الله۔

فائدہ ہدایۃ النحو کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دو معرفے ہوں تو ان دونوں میں سے جس اسم کو چاہو مبتدا بنایا جایا سکتا ہے۔ لیکن عبارت کا مطلب صحیح نہیں بن سکتا اسلئے کہ یہ اپنی جگہ ضابطہ مسلم ہے کہ اگر مبتدا خبر دونوں معرفے ہوں تو مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہوا کرتا ہے اسی لئے وہاں یہ شرط مقدر ہے یعنی بشرط تقدیمه. کہ جس کو بھی مبتدا بنانا چاہو اسی کو مقدم کر کے مبتدا بنا دیا جائے۔

ضابطہ (۳): اور اگر ایک کلمہ اسم ہو اور دوسرا ظرف ہو تو وہ اسم مبتداء اور ظرف ثابت یا ثبت سے متعلق ہو کر خبر بنے گی۔ الحمد الله۔ ذلك بانه اذا دعی الله و حده کفر تم۔ فی الدار رجل۔ منها المبتداء و الخبر۔

ضابطہ (٤): اور اگر شروع کلام میں معرفہ کے بعد جملہ ہو خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو تو وہ اسم مبتداء اور بعد والا جملہ خبر ہوگا جیسے: هو الله احد۔ الله یهدی من یشآء۔

ضابطہ (٥): اگر شروع کلام میں ضمیر منفصل آ جائے تو وہ ہمیشہ مبتداء ہوتی ہے جیسے: هو الاول و الاخر۔ هی اسم و فعل، و حرف۔

دوسرا طریقه: مبتداء اکثر اسم جامد ہوتا ہے۔ اور خبر اکثر مشتق ہوتی ہے۔ گذشتہ مثالوں میں غور فرمایئے۔

تیسرا طریقه: جس اسم پر حکم لگ رہا ہو تو وہ مبتداء ہوگا۔ جو حکم ہوگا وہ خبر ہوگا جیسے: زید عالم

الکلمة لفظ، الرحمٰن علم القران۔

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ مثالوں سے خوب مشق کرائیں۔ تاکہ مبتداء خبر اچھی طرح پہچان ہو جائے۔ یہ دو آخری طریقے مختصر بھی ہیں اور آسان بھی جب کہ آخر طریقہ قاعدہ کلیہ ہے اس کو زیادہ ملحوظ رکھا جائے۔

ضابطہ (٦): من شرطیہ کے بعد اگر فعل لازم آئے تو مبتداء ہوتا ہے۔ جیسے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔

ضابطہ (۷): لو لا کا مدخول بھی مبتداء بنتا ہے۔ جیسے: لو لا علی لهلك عمر ای تو علی مبتداء اور موجود خبر محذوف ہے۔

ضابطہ (۸): ما تعجبیہ بھی ہمیشہ مبتداء بنتا ہے۔ جیسے: ماأعظم شانه ۔

ضابطہ (۹): ما استفہامیہ بھی مبتداء بنتا ہے۔ جیسے: وما ادرك ما يوم الدين،

ضابطہ (۱۰): مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کی ایک ترکیب میں مبتداء بنتا ہے۔ جیسے: نعم العبد ای هو۔

ضابطہ (۱۱): کلمہ لعمرك ۔ لعمری مبتداء واقع ہوتا ہے۔

جیسے: لعمرك انهم لفی سكر تهم يعمهون۔

ضابطہ (۱۲): کیف کے بعد جب اسم واقع ہو، تو کیف خبر مقدم اور اسم مبتداء مؤخر ہوگا۔

جیسے: انی له، الذكرى ، ای كيف لهم الذكرى۔

ضابطہ (۱۳): ضمیر فصل کو بھی مبتداء بنانا جائز ہے اور لامحل لہا من الاعراب بنانا بھی درست ہے۔ اور یہی لامحل لہ من الاعراب راجح ہے۔ جیسے: اولئك هم المفلحون۔

ضابطہ (۱٤): مصدر مبتداء ہو سکتا ہے تو بمعنی فاعل کے ہوگا۔ جیسے: حسبنا الله ، حسبنا مبتداء مصدر لفظ الله خبر۔

ضابطہ (۱۵): مبتداء ہمیشہ اسم ہوتا ہے اور خبر کبھی اسم ہوتا ہے اور کبھی ظرف کبھی عل گذشتہ

مثالوں میں غور فرمائیں۔

سوال: ضرب فعل من حرف، زید قائم جملة پہلی مثال میں فعل (ضرب) دوسری مثال میں حرف (من) تیسری مثال میں جملہ زید قائم) **مبتدا**ء واقع ہو رہا ہے۔حالانکہ آپ نے فرمایا کہ مبتداء ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔

جواب: اسم کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم حقیقی (۲) اسم حکمی (۳) اسم تاویلی۔اس کے لئے یہ ضابطہ یاد رکھیں:

ضابطہ (۱۶): اسم حقیقی: دس ہیں۔(۱) اسم جامد (۲) اسم مصدر (۳) اسم فاعل (۴) اسم مفعول (۵) صفت مشبہ (۶) اسم تفضیل (۷) اسم آلہ (۸) اسم ظرف (۹) اسم مبالغہ (۱۰) اسم منسوب

اسم حکمی: اس فعل کو کہتے ہیں جس پر حروف مصدریہ: (مَا، ان، انَّ، کَیْ، لو، همزه تسویه) میں سے کوئی حرف داخل ہو جائے اور اس جملہ کو کہتے ہیں جس پر حرف ان داخل ہو جائے جیسے: ان تصومو خیر لکم، ودوا لو تدھن فیدھنون، واعلم ان الله علی کل شئی قدیر۔

اسم تاویلی: اس فعل اور حرف کو کہتے ہیں جس سے مراد لفظ (ذات) ہو معنی نہ ہو اس کو بتاویل ہذا اللفظ اور بتاویل ہذا الترکیب کر کے اسم تاویلی قرار دیا جاتا ہے۔

جواب: آپ کی مثالوں میں ضرب، من، زید قائم سے مراد لفظ ہے تو یہ اسم تاویلی ہوئے۔ لہذا ان کے مبتداء بننے میں کوئی اشکال نہیں۔

سوال: تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ اس میں تو تسمع نہ اسم حقیقی ہے اور نہ اسم حکمی نہ اسم تاویلی پھر بھی مبتداء بن رہا ہے۔

جواب: اس کی تحقیق تنویر شرح نحو میر میں دیکھ لیں۔

ضابطہ (۱۷): ظرف اور جار مجرور مبتداء نہیں بن سکتے اگر کہیں بن جائیں تو حرف جر زائد ہو

گا۔جیسے:هل من خالق غير الله،

ضابطہ (۱۸): اگر اسم عین مبتداء واقع ہو،تو ظرف زمان اس کے لئے خبر واقع نہیں ہو سکتی۔جیسے: زيد يوم السبت اور الارض يوم نہیں کہا جا سکتا۔

ضابطہ (۱۹): اگر اسم عین سے ظرف مکان خبر واقع ہو،تو اگر وہ ظرف غیر منصرف ہوتو منصوب پڑھا جائے گا۔جیسے: زيد عندك ۔

اگر منصرف ہوتو مرفوع پڑھنا راجح ہے۔اگر چہ منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔جیسے: انت منی مكان قريب۔

اور اگر ظرف مکان معرفہ ہو،تو منصوب پڑھنا جائز ہے۔اور مرفوع پڑھنا مرجوح ہے۔جیسے: زيد خلفك ۔ داری اما مك۔

ضابطہ (۲۰): اگر اسم عین سے ظرف زمان یا مکان خبر واقع ہو اور وہ ظرف منصرف موقت محدود ہو اور کسی مسافت قریب یا بعید کو معلوم کرتا ہو تو اس کو مرفوع پڑھنا واجب ہے۔جیسے: ادرك منی فرسخ ای ذات مسافة فرسخ۔

ضابطہ (۲۱): خلف اور قدام جب بغیر اضافت کے خبر واقع ہو تو متاخر اور متقدم کے معنی میں ہو کر کوفیین کے نزدیک مرفوع پڑھا جائے گا،اور بصریین کے نزدیک منصوب پڑھنا بھی جائز ہے

ضابطہ (۲۲): اليوم جب الجمعة یا السبت سے خبر واقع ہو تو اليوم کو مرفوع پڑھنا اولیٰ ہے۔اور منصوب پڑھنا مرجوح ہے۔اور اگر الاحد اور الاثنين سے خبر ہو،تو اليوم کو منصوب پڑھنا جائز نہیں۔

ضابطہ (۲۳): مبتداء ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور عامل لفظی سے خالی ہوتا ہے۔کما مر۔

سوال: هل من خالق غير الله، رب كاسية فى الدنيا عارية يوم القيامة بحسبك الله ان مثالوں میں (خالق كاسية بحسبك) مبتداء مجرور ہے اور عامل لفظی بھی داخل ہے۔

مبتداء کو ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے لیکن چند جگہ ہے جہاں مبتداء مجرور ہوتا ہے۔

پہلامقام: کہ مِن زائدہ کے بعد۔ جس کیلئے دو شرطیں ہیں۔

شرط (۱): شرط یہ ہے کہ مِن کا مدخول نکرہ ہو۔

شرط (۲): کہ ماقبل میں نفی، نہی اور استفہام ہو۔ جیسے هل من خالق غیر الله۔ و ماللظلمین من انصار۔

دوسرامقام: کہ باءِ زائدہ داخل ہو پھر مبتداء مجرور ہوتا ہے مثال بحسبك درهم۔

تیسرامقام: کہ رب جس اسم پر داخل ہو پھر مبتداء مجرور ہوتا ہے مثال رب شئي نكرہ يبتع۔

چوتھامقام: واو بمعنی رب جس اسم پر داخل ہو پھر مبتداء کو مجرور ہوتا ہے ۔ان سب جگہوں میں مبتداء لفظاً مجرور اور معناً مرفوع ہوتا ہے۔

ضابطہ (۲٤): یاد رکھیں کہ مبتداء کبھی (با) (من) زائدہ اور شبیہ بالزائد (رب) کے ساتھ مجرور لفظاً ہوتا ہے اور مرفوع محلاً اور یہ عامل لفظی زائدہ ہیں، جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

ضابطہ (۲۵): ہاں چند اسماء ایسے ہیں جن کے دو اعراب ہیں۔ مثلاً: حروف مشبہ مصدر کا فاعل یا مفعول جب کہ مضاف الیہ وغیرہ۔

ضابطہ (۲٦): مبتداء ہمیشہ مسند الیہ ہوتا ہے مگر مبتداء کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔ (تنویر، کاشفہ میں دیکھیں)۔

ضابطہ (۲۷): مبتداء ہمیشہ معرفہ یا نکرہ مخصصہ ہوتا ہے۔ (وجوہ تخصیص کے لئے تنویر دیکھیں) لیکن سیبویہ اور متقدمین کے ہاں شرط نہیں (تنویر)۔

ضابطہ (۲۸): نکرہ میں اگر تخصیص آجائے تو وہ بھی مبتداء بن سکتا ہے۔ جیسے: ولعبد مومن خير من مشرك، الاية

تخصیص کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) تقدیم خبر کی وجہ سے۔ جیسے: ولدینا مزید، وعلی ابصارهم غشاوة

(۲) حرف نفی کی وجہ سے۔ جیسے: ما قائم رجل۔

(۳) استفہام۔ جیسے: ء اله مع الله۔

(۴) صفت۔ جیسے: ولعبد مومن خير من یا صفت محذوف۔ جیسے: السمن منوان بدرهم ای منوان منه ۔ و طائفة قد اهمتم انفسهم۔ ای طائفة من غيركم۔

(۵) موصوف محذوف سے۔ جیسے: حدیث شریف یں ہے سوداء ولود خير من حسناء عقيم ای امراة سوداء۔

(۶) فعل کی طرح عمل ہو۔ جیسے امر بمعروف صدقة و نهي عن منكر صدقة۔

(۷) مضاف ہو۔ جیسے: خمس صلوات كتبهن الله۔

(۸) مبتداء جب جملہ دعائیہ ہو تو پھر نکرہ بھی مبتداء بن سکتا ہے۔ جیسے: ويل لكل همزة لمزه،

ضابطہ (۲۹): مبتداء کی خبر مفرد بھی ہوتی ہے اور جملہ بھی۔ مثلاً: الله خالق كل شئی، ذالك الكتاب لا ريب فيه۔

ضابطہ (۳۰): مبتداء اور خبر جیسے مفرد ہوتے ہیں اسی طرح جملہ بھی ہوتے ہیں لیکن جملہ بتاویل مصدر مبتداء ہوگا۔ جیسے: سواء عليهم خبر انذرتهم ام لم تنذرهم یہ بتاویل مصدر انذارك و عدم انذارك مبتداء بنے گا۔ اور الله لا اله الا هو۔ الله (مبتداء) لا اله الا هو خبر۔

ضابطہ (۳۱): جملہ خبریہ کی چار قسمیں ہیں۔ جملہ اسمیہ۔ جملہ ظرفیہ۔ جملہ فعلیہ۔ جملہ شرطیہ، یہ چاروں قسم مبتدا کی خبر واقع ہو سکتے ہیں۔

(۱) اسمیہ کی مثال: ذلك الكتاب لا ريب فيه

(۲) فعلیہ کی مثال: زيد قام ابوه۔

(۳) جملہ شرطیہ خبر واقع ہو جس طرح زيد ان جاء نی اكرمته۔

(۴) جملہ ظرفیہ خبر واقع ہو جیسے زيد خلفك وعمروفي الدار جیسے:

ضابطہ (۳۲): خبر جب جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف راجع ہو البتہ جب قرینہ موجود ہو تو پھر۔

اور عائد کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر جیسا کہ مثالوں میں گزر چکا ہے۔

(۲) الف لام جیسے نعم الرجل ابو بکرؓ ۔

(۳) اسم ظاہر کا ضمیر کی جگہ ہونا جیسے الحاقه ما الحاقه ۔

(۴) خبر مفسر ہو جیسے قل هو الله احد ۔

(۵) اسم اشارہ جیسے و لباس التقوی ذلك خير۔

(۶) خبر کا مبتدا کے عین ہونا حدیث افضل ما قلته انا والنبيون من قبلي لا اله الا الله تو عائد کی یہ چھ قسمیں ہوئی۔

ضابطہ (۳۳): جب قرینہ موجود ہو تو پھر ضمیر رابط کا حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے السمن منوان بدرهم ۔ میں منه رابط محذوف ہے۔

ضابطہ (۳٤): مبتداء خبر میں مطابقت کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔

(۱) مبتدا خبر دونوں اسم ظاہر ہوں احترازی مثال هی اسم وفعل وحرف ،

(۲) خبر مشتق ہو۔ احترازی مثال الكلمة لفظ

(۳) خبر حامل لضمیر المبتدا ہو۔ احترازی مثال زينب و ماه وجور ممتنع ،

(۴) خبر اسم تفضیل مستعمل بمن نہ ہو احترازی مثال الصلوه خير من النوم

(۵) خبر الفاظ مشترک بین المذکر والمؤنث نہ ہو احترازی مثال المراۃ جريح وصبور ،

(۶) خبر الفاظ مختصہ بالمؤنث نہ ہو۔ احترازی مثال انت طالق ، حائض ،

(۷) خبر اسمائے متوغلہ فی الابھام میں سے نہ ہو اور اسمائے متوغلہ ان کو کہا جاتا ہے جو باوجود اضافت الی المعرفۃ ہونے کے معرفہ نہیں ہو سکتے جیسے لفظ مثل ، غیر، وشبه قبل ،بعد.

(۸) خبر مبالغہ کا صیغہ بھی نہ ہو۔

ضابطہ (۳۵): ایک مبتداء کے لئے اخبار متعدد ہوسکتی ہیں اس لئے کہ محکوم علیہ پر متعدد حکم لگائے جاسکتے ہیں جس میں عقلی طور پر چار احتمال ہیں۔

(۱) تعدد المبتداء مع تعدد الخبر یہ صورت بہت ہی پائی جاتی ہے۔

(۲) توحد المبتدا مع توحد الخبر اس صورت کی بحث اب تک چلی آئی ہے۔

(۳) تعدد المبتدا مع توحد الخبر یہ صورت محض عقلی ہے خارج میں نہیں پائی جاتی۔

(۴) توحد المبتدا مع تعدد الخبر۔ اس کی پھر تین صورتیں ہیں تعدد بحسب اللفظ والمعنی جمیعا یہ صورت پائی جاتی ہے۔

(۲) تعدد بحسب اللفظ ہو فقط یعنی جس میں الفاظ متعدد ہوں معنی ایک ہو یہ صورت بھی پائی جاتی ہے۔

(۳) تعدد بحسب المعنی فقط یعنی معنی کے اندر تعدد ہو لیکن لفظ ایک ہو یہ صورت نہیں پائی جاتی۔

پہلی دو صورتوں کی پھر دو دو صورتیں ہیں۔ (۱) حرف عطف کے ذریعے سے (۲) بغیر عطف کے ذریعے سے جیسے زید عالم عاقل فاضل وھذا حلو حامض۔

ضابطہ (۳۶): جملہ انشائیہ بھی راجح قول کے مطابق خبر واقع ہوسکتا ہے۔ جیسے: بل انتم لا مرحبا بکم، الایۃ۔

ضابطہ (۳۷): **چار مقامات میں مبتداء کی تقدیم واجب ہے۔**

پہلا مقام: جب مبتداء ایسے معنی پر مشتمل ہو جو صدرات کلام کا تقاضا کرتا ہو تو وہاں مبتداء کا خبر پر مقدم کرنا واجب ہے تا کہ معنی مقتضی للصدارت کی صدارت باقی رہ جائے جیسے من ابوک

دوسرا مقام: جب مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو بھی مبتداء کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے تا کہ اشتباہ اور التباس لازم نہ آئے جیسے زید المنطلق۔

الا یہ کہ قرینہ موجود ہو ابو حنیفہ ابو یوسف میں قرینہ وہ قاعدہ ہے کہ تشبیہ بلیغ میں مشبہ بہ ہمیشہ

قولہ: وقد یتعدد الخبر... الخ ۷۶

تقسیمِ اوّل

تعدد الخبر

- مع تعدد المخبر عنه — دریں صورت عطف واجب شد
  - لفظاً: مثل زَيْدٌ وعَمْرٌو عَالِمٌ وجَاهِلٌ
  - معنیً: مثل هُمَا عَالِمٌ وجَاهِلٌ
- بدون تعدد المخبر عنه
  - واجب وتفکیک نباشد
    - ترکِ اولیٰ: اَلْخَلُّ حُلْوٌ حَامِضٌ
    - عطفِ جائز: اَلْخَلُّ حُلْوٌ وَّحَامِضٌ
  - جائز وتفکیک معنی بدون تعدد تمام شد
    - ترکِ جائز: زَيْدٌ عَالِمٌ شَاعِرٌ
    - عطفِ اولیٰ: زَيْدٌ عَالِمٌ وَشَاعِرٌ

تقسیمِ دوم

تعددِ خبر

- متفق الجنس
  - در اسم
    - در یک مرتبہ
      - مع عطف: زَيْدٌ عَالِمٌ وَشَاعِرٌ
      - بدون عطف: زَيْدٌ عَالِمٌ شَاعِرٌ
    - در بسیار مرتبہ
      - مع عطف: اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۔ (پنج خبر)
      - بدون عطف: وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۔ (پنج خبر)
  - در فعل
    - در یک مرتبہ
      - مع عطف: زَيْدٌ اَكَلَ وَشَرِبَ
      - بدون عطف: زَيْدٌ اَكَلَ شَرِبَ
    - در بسیار مرتبہ
      - مع عطف: زَيْدٌ اَكَلَ وَشَرِبَ وَكَتَبَ
      - بدون عطف: زَيْدٌ اَكَلَ شَرِبَ كَتَبَ
- مختلف الجنس: فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى

مسند اور خبر ہوا کرتی ہے اور مشبہ مسند الیہ مبتداء قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں اول مشبہ بہ اور ثانی مشبہ ہے۔ ابو حنیفہ خبر مقدم اور ابو یوسف مبتداء مؤخر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ علم وعمل میں امام اعظم ابو حنیفہ (رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً دائمۃً) کے مشابہ ہیں۔

تیسرا مقام: جب مبتداء اور خبر دونوں اصل تخصیص میں مساوی ہوں اگرچہ مقدار تخصیص میں مساوات نہ ہو تو تب بھی مبتداء کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے تاکہ التباس لازم نہ آئے جیسے افضل منك افضل منی۔

چوتھا مقام: جب خبر مبتداء کا فعل ہو یعنی خبر ایسا جملہ فعلیہ ہو جس کے مضمون کا تعلق مبتداء کے ساتھ ہو تو اس صورت میں بھی مبتداء کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ مبتداء کو مؤخر کرنے سے مبتداء کا فاعل سے التباس لازم آئے گا۔

ضابطہ (۳۸): جب خبر مقترن بالفاء ہو تو اس کو مؤخر کرنا واجب ہے۔ جیسے: الذی یا تینی فله درهم۔ اسی طرح خبر الا کے بعد واقع ہو خواہ لفظاً ہو یا معنیً۔ جیسے: ما زید الا قائم، و اما زید قائم۔

ضابطہ (۳۹): اگر مبتداء لام ابتدائیہ کے ساتھ مقترن ہو تو اس کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: لزید قائم۔

ضابطہ (۴۰): اگر ضمیر شان مبتداء واقع ہو تو اس کو بھی مقدم کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بھی صدارت کا تقاضا کرتی ہے۔

ضابطہ **چار مقامات میں خبر کی تقدیم واجب ہے۔**

صورت اولی: جب خبر مفرد ایسے معنی کو متضمن ہو جن کے لئے صدارت کلام واجب ہو تو خبر کا مبتداء پر مقدم کرنا واجب تاکہ صدارت کلام فوت نہ ہو جائے جیسے این زید۔

صورت ثانیہ: جب خبر اپنی تقدیم کے اعتبار سے مبتداء کے لئے مصحح ہو یعنی مخصص ہو تو اس خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے تاکہ نکرہ کا مبتداء کا ہونا لازم نہ آئے فی الدار رجل۔

صورت ثالثہ: جب خبر کے متعلق کے لئے مبتداء کے جانب میں ضمیر ہو تو اس صورت میں

بھی خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے کیونکہ مؤخر کرنے سے اضمار قبل الذکر لفظاً ورتبۃً لازم آتا ہے جو کہ ناجائز ہے جیسے علی التمرۃ مثلھا زبدا۔

صورت رابعہ: جس وقت مبتداء اَن مفتوحہ ہو تو اس صورت میں بھی خبر کو بھی مقدم کرنا واجب ہے تا کہ اَن مفتوحہ کو اِن مکسورہ کے ساتھ التباس لازم نہ آئے جس طرح عندی انک قائم۔

ضابطہ (٤١): کہ مبتداء معنی شرط کو متضمن ہو کر شرط کیساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے خبر فاء دواخل کی جاتی ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔

صورت اولی: جب مبتداء ایسا اسم موصول ہو کہ جس کا صلہ جملہ فعلیہ ہو تو ایسی مبتداء کی خبر پر فاء کا دخول صحیح ہوتا ہے مثال الذی یاتینی فلہ درھم اور دوسری مثال ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔

صورت ثانیہ: جب مبتداء ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ جملہ ظرفیہ ہو تو مبتداء کی خبر پر بھی فاء کا دخول صحیح ہوتا ہے مثال الذی یاتینی فی الدار فلہ درھم۔

اور دوسری مثال ما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔

صورت ثالثہ: جب مبتداء ایسا اسم موصوف ہو جس کی صفت موصول بفعل ہو تو ایسے مبتداء کی خبر پر بھی فاء کا دخول صحیح ہوتا ہے جیسے قل ان الموت الذی منہ فانہ ملاقیکم اور دوسری مثال و القواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا۔

صورت رابعہ: جب مبتداء ایسا اسم موصوف ہو جس کی صفت جملہ ظرفیہ ہو تو ایسے مبتداء کے خبر پر بھی فاء کا دخول صحیح ہوگا مثال لبیب تحت رعایتک فلایخیب۔

صورت خامسہ: جب مبتداء ایسا اسم نکرہ موصوفہ ہو جس کی صفت جملہ فعلیہ ایسے مبتداء کے خبر پر بھی فاء کا دخول صحیح ہوگا مثال کل رجل یاتینی فلہ درھم ۔دوسری مثال کل رجل یتقی اللہ فسعید۔

صورت سادسہ: جب مبتداء ایسا نکرہ موصوف ہو جس کی صفت جملہ ظرفیہ ہو تو ایسے مبتداء کی

خبر پر بھی فاء کا دخول صحیح ہے جیسے کل رجل فی الدار فلہ درھم دوسری مثال کل رجل فی المسجد فلہ درھم۔

صورت سابعہ: جب مبتداء ایسا اسم ہو جو ایسے نکرہ موصوفہ کی طرف مضاف ہو جس کی صفت جملہ فعلیہ ہو تو اس کی خبر پر بھی فاء کا داخل کرنا صحیح ہے جیسے کل غلام رجل یاتینی فلہ درھم

صورت ثامنہ: جب مبتداء ایسا اسم ہو جو ایسے نکرہ موصوفہ کی طرف مضاف ہو جس کی صفت جملہ ظرفیہ ہو تو اس کی خبر پر بھی فاء کا داخل کرنا صحیح ہے جیسے کل غلام رجل فی الدارفلہ درھم

ضابطہ (۴۲): اگر مبتداء ''اما'' کے بعد واقع ہو تو اس کی خبر پر فاء کا داخل کرنا واجب ہے، الالضرورۃ۔ جیسے: و اما القاسطون فکانوا لجھنم حطباً، الایۃ

ضابطہ (۴۳): **چند مقامات جہاں مبتدا ء محذوف ہوتا ہے۔**

پہلا مقام: قال کے مقولہ میں عام طور پر مبتداء محذوف ہوتا ہے جیسے قال اساطیر الاولین ای ھی اساطیر۔

دوسرا مقام: فاء جزائیہ کے بعد عام طور پر مبتداء محذوف ہوتا ہے مثال کن فیکن ای فھو یکن۔

تیسرا مقام: صفت کا صیغہ ابتداء کلام میں آئے اور اس کے آگے کوئی ذات نہ ہو تو بھی مبتداء محذوف ہوتا ہے۔ جیسے بدیع السموت۔ ای ھو بدیع السموات جیسے: صم بکم عمی ای ھم صم بکم عمی۔

چوتھا مقام: استفہام کے جواب میں مبتداء محذوف ہوتا ہے۔ مثال جیسے: وما ادرك ما الحطمۃ نار اللہ الموقدۃ تو یہاں نار اللہ سے پہلے مبتداء محذوف ہے ای ھی نار اللہ۔

پانچواں مقام: وہ مصدر جو کہ قائم مقام فعل کا ہو تو اس سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: صبر جمیل اب یہاں پر صبر سے پہلے صبری محذوف ہے۔

چھٹا مقام: خبر جو کہ لفظاً قسم پر دلالت کرتا ہو وہاں مبتداء محذوف ہوتا ہے ۔مثال جیسے: فی

ذمتی لا فعلن کذا ای فی ذمتی عهد۔

ساتواں مقام: مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے، بشرطیکہ مخصوص بالمدح اور ذم کو جدا الگ کلمہ لیں۔ مثال جیسے: نعم الرجل زید ای ھو زید یا بئس الرجل زید ای ھو زید۔

آٹھواں مقام:: صفت منقطع سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے صفت منقطع اسکو کہتے ہیں کہ مقام نصب وجر کا ہو لیکن اس کو مرفوع پڑھ لیا جائے۔ مثال جیسے: الحمد لله رب العلمین کی بجائے ربُ العلمین

ناواں مقام:: اجمال کی تفصیل میں بھی مبتداء حذف ہوتا ہے۔ مثال جیسے: ھی ثلثة اقسام اسم، فعل، حرف، ای احدھا، اسم ثانیھا، فعل۔

ضابطہ (٤٤): چند مقامات جہاں خبر محذوف ہوتی ہے

پہلا مقام: جار مجرور اور ظرف مبتداء کے بعد آئے تو وہاں خبر محذوف ہوتی ہے۔ مثال جیسے: زید فی الداری ثابت فی الدار۔

دوسرا مقام: لو لا، لوما کے بعد خبر محذوف ہوتی ہے وجوبی طور پر۔ مثال جیسے: لو لا علی لهلك عمر ای لو لا علی موجکود۔

تیسرا مقام: قسم کے جواب میں خبر حذف ہوتی ہے۔ مثال جیسے: لعمرك لا فعلن کذا ای لعمرك قسمی۔

چوتھا مقام: مبتداء مصدر حقیقی یا تاویلی جو مضاف ہو فاعل یا مفعول کیطرف۔ یا مبتداء اسم تفصیل منسوب ہو فاعل یا مفعول کی طرف اور اس کے بعد حال واقع ہو تو وہاں بھی خبر محذوف ہوتی ہے وجوباً۔ تفصیل غرض جامی میں ہے۔

پانچواں مقام: ہر وہ مبتداء جس کے بعد ایسا اسم مرفوع ہو جس کا عطف ہو واو بمعنی مع کے ذریعے تا کہ دونوں کے مقارنت کی خبر دینا درست ہو جائے جیسے کل رجل وضیعته کہ ہر آدمی

اپنے پیشے کے ساتھ لگا ہوا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہر آدمی اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔

چھٹا مقام: لانفی جنس کے بعد خبر حذف ہوتی ہے اکثر طور پر۔ مثال جیسے: لا بأس۔

ضابطہ (۴۵): بعض الفاظ ایسے ہیں جو کہ مبتداء اور خبر کے لئے نواسخ ہیں۔ جن کی تین قسمیں ہیں (۱) افعال: جیسے افعال ناقصہ و مقاربہ (۲) اسماء: مثلاً: افعال ناقصہ کے مشتقات (۳) حروف: مثلاً: حروف مشبہ بالفعل اور ماولا المشبہتین بلیس اور لائے نفی جنس۔

نوٹ: افعال ناقصہ اور ماولا المشبہتین بلیس، حروف مشبہ بالفعل، لائے نفی جنس کے اسم و خبر کے لئے وہی علامت ہونگی جو کہ مبتداء و خبر کے لئے ہیں کیونکہ یہ بھی اصل میں مبتداء اور خبر ہیں۔

ضابطہ (۴۶): مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف: وہ صیغہ صفت کا جو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو بشرطیکہ اسم ظاہر کو رفع دینے والا ہو۔ ما قائم الزیدان. اقائم الزیدان۔ ان میں قائم صیغہ صفت کا اپنے بعد والے اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہے۔ جو کہ مسند الیہ ہے اور فاعل ہے قائم مقام خبر ہے۔

مبتدا کی قسم اول ہمیشہ مسند الیہ ہوتی ہے اور مبتدا کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔

ضابطہ (۴۷): صیغہ صفت جو حرف نفی اور حرف استفہام کے بعد واقع ہوتا ہے اس کے بعد اسم ظاہر ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے مطابق نہ ہو جیسے ما قائم الزیدان ما قائم الزیدون اس صورت کا حکم یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مبتدا ہونا واجب ہے لرفع الظاهر۔

دوسری صورت: کہ صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے مطابق ہو مفرد ہونے میں جیسے اقائم زید۔ ما قائم زید۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں صیغہ صفت کو اسم ظاہر میں رفع دینے کا لحاظ کیا جائے گا تو صیغہ صفت کو مبتدا بنایا جائے گا۔ اور اگر ضمیر میں رافع ہونے کا لحاظ کیا جائے گا تو خبر بنایا جائے گا۔

تیسری صورت: کہ صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے موافق اور مطابق ہو تثنیہ جمع

ہونے میں اس تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ صیغہ صفت کا خبر ہونا متعین اور واجب ہے اور مابعد والا اسم ہمیشہ مبتدا ہوگا جیسے اقائمان الزیدان ما قائمون الزیدون اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے شرط لگائی تھی صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے اور اس صورت میں صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا۔ اسلئے اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو صیغہ صفت واحد ہی لایا جاتا جیسا کہ فاعل کے لیے قاعدہ ہے۔

(۳) افعال ناقصہ کا اسم

افعال ناقصہ سترہ ہیں۔

(۱) کان (۲) صار (۳) ظلّ (٤) بات (٥) اصبح (٦) اضحی (٧) امسی (٨) راح (٩) آض (١٠) عاد (١١) غدا (١٢) مازال (١٣) ما برح (١٤) ما فتیء (١٥) ما انفك (١٦) ما دام (١٧) لیس

یہ افعال مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

ضابطہ (٤٨): ان تمام افعال کی اخبار ان کے اسماء پر مقدم ہو سکتی ہیں۔ جیسے: کان قائما زیدٌ۔

ضابطہ (٤٩): جن افعال کی ابتداء میں لفظ ما نہیں ان کی اخبار کو ان افعال پر مقدم کرنا جائز ہے

ضابطہ (٥٠): جن افعال کی ابتداء میں لفظ ما ہوتا ہے ان افعال پر ان کی اخبار کو مقدم کرنا ناجائز ہے۔ مثلاً اس طرح کہنا قائماً ما زال زیدٌ ناجائز ہوگا۔

ضابطہ (٥١): لیس کی خبر کی تقدیم میں اختلاف ہے۔ اما سیبویہ کے ہاں ناجائز ہے۔ اور اکثر بصریین کے ہاں جائز ہے۔

ضابطہ (٥٢): ان افعال کے اسماء کو ان پر مقدم کرنا ناجائز ہے۔

ضابطہ (۵۳): افعال ناقصہ کی تین قسمیں ہیں:

افعال ناقصہ باعتبار شرائط عمل کے تین قسمیں ہیں

پہلا قسم: بلاشرط عمل کرتے ہیں یہ نو ہیں (۱) کان (۲) صار (۳) ظل (۴) بات (۵) اصبح (۶) اضحیٰ (۷) امسی (۸) لیس۔

دوسرا قسم: چار فعل مازال ماانفك مابرح مافتی۔ان کے عمل کے لیے شرط یہ کہ ان سے پہلے نفی یا نہی یا دعاء ہو لا زلت بخیر (زال بشرط یہ کہ اس کا مضارع یزال ہو یزول یا یزیل نہ ہو۔یعنی باب نصر یا باب ضرب سے نہ ہو)۔

نفی میں تعمیم ہے کہ حرف نفی مذکور ہو یا مقدر جیسے

تالله تفتأ تذكر يوسف ۔ اى لاتفتأ

صاح شمر ،ولاتزال ذاكر الموت فنسيانه ضلالٌ مبينٌ

دوسری تعمیم یہ کہ حرف نفی ہو یا فعل ہو جیسے لست تبرح مجتهدا۔

تیسرا قسم: مادام اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ ہو۔یہ ما مصدریہ ظرفیہ اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کرکے ماقبل کے جملے کیلئے ظرف واقع ہوتا ہے جیسے اجلس ما دام زید جالسا۔

ضابطہ (۵٤): جب زال باب فتح سے ہو تو یہ فعل ناقص ہوگا۔اور جب زال یزول یا یزیل سے ہو یعنی باب نصر یا باب ضرب سے ہو تو فعل تام ہوگا۔

ضابطہ (۵۵): یہ تمام افعال کبھی کبھی خبر کے بغیر بھی تام ہوسکتے ہیں سوائے تین افعال کے اور وہ تین افعال۔جن کا مجموعہ زلف ہے۔

ضابطہ (۵٦): وہ تمام افعال جن میں زمانے کا معنی پایا جاتا ہے وہ اپنے فاعل کے ان اوقات میں داخل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔جیسے: اصبح زید،یعنی زید داخل شد در وقت صبح

ضابطہ (۵۷): کان انقطاع اور دوام دونوں کا معنی دیتا ہے۔انقطاع کی مثال:کان زید

قائما، دوام کی مثال: کان الله علیما حکیما ،الآیۃ

ضابطہ (۵۸): صار میں انتقال کا معنی ہوتا ہے۔ جیسے: صار زید غنیا۔

ضابطہ (۵۹): اصبح، امسی، ظل اور بات، اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے اوقات میں خبر مبتداء کے لئے ثابت ہوتی ہے۔

ضابطہ (۶۰): لیس نفی حال کے لئے آتا ہے، بشرطیکہ کسی اور زمانے کے ساتھ مقید نہ ہو جائے۔

ضابطہ (۶۱): مابرح یہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب سے میرا اسم میری خبر کے لائق ہوا ہے تب سے وہ لازم ہے۔

ضابطہ (۶۲): مادام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب تک میرے اور اسم کے درمیان تعلق ہے تب تک ایک اور چیز کا ہونا لازم ہے۔

ضابطہ (۶۳): کان جب ما اور فعل تعجب کے درمیان یا موصوف صفت کے درمیان یا عطف اور معطوف کیدرمیان یا نعم اور اس کے فاعل کے درمیان یا فعل اور فاعل کے درمیان واقع ہو۔ جیسے: ضرب کان زید تو یہ زائد واقع ہوگا۔

ضابطہ (۶۴): کان اکثر اوقات ان اور لو کے بعد محذوف ہوتا ہے، بشرطیکہ قرینہ موجود ہو۔ جیسے: بلغوا عنی ولو آیۃ (الحدیث) ای و ان کانت آیۃً۔

ضابطہ (۶۵): یکون کا نون محذوف ہو جاتا ہے جب جازم داخل ہو جائے۔ اور ضمیر متصل ساتھ نہ ہو۔ ساکن کی احترازی مثال: جیسے لم یکن الذین: ضمیر متصل کی احترازی مثال: جیسے: یکونوا۔ اتفاقی مثال: ان یك صارقا، الآیۃ لم اك بغیا، الآیۃ

ضابطہ (۶۶): ابو علی و ابو حیان کے نزدیک افعال ناقصہ کا مجہول نہیں آتا ہے۔ لیکن جمہور نحاۃ ان کا مجہول آتا ہے بشرطیکہ کلام میں ظرف واقع ہو۔ یا جار مجرور جو کہ ان کے لئے نائب فاعل بنا ہو۔

ضابطہ (٦٧): لیس کی خبر پر اور ما مشبہتین کی خبر پر باز ائدہ آتی ہے۔ جیسے: الیس اللہ بکاف عبدہ۔ و ما اللہ بغافل عما تعملون۔

ضابطہ (٦٨): مادام ہمیشہ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر بوجہ ما مصدر یہ اویل مصدر میں ہو کر بحذف مضاف ماقبل کے لئے مفعول فیہ ہوتا ہے۔ جیسے: ما دام زید جالسا تقدرہ۔ احبس مدۃ دوام جلوس زید

ضابطہ (٦٩): کان کی خبر جب جملہ فعلیہ واقع ہو تو اکثر وہ فعل مضارع ہوتی ہے۔ جیسے: من کان یرجو لقاء اللہ ،الآیۃ

ضابطہ (٧٠): کان کی خبر دو صورتوں میں فعل ماضی آتی ہے۔

(۱) جب خبر کے شروع میں قد ہو جیسے کان زید قد جلس۔

(۲) جب کان سے پہلے حرف شرط ہو۔ جیسے ان کان قمیصہ قد من دبر۔

ضابطہ (٧١): کبھی کان حذف ہو جاتا ہے اور صرف اسم اور اس کی خبر رہ جاتے ہیں۔ اس کان کے عوض میں ما زائدہ آتا ہے ان مصدریہ کے بعد، مثال: اما انت ذا مال تفخر تقدیرہ، لان کنت ذا مال الخ

ضابطہ (٧٢): کبھی کان اپنے اسم اور خبر سمیت حذف ہو جاتا ہے اور اس میں ما زائدہ آتا ہے۔ اور یہ ان شرطیہ کے بعد واقع ہوتا ہے۔ مثال: افعل ھذا ان ما لا تقدیرہ۔ افعل ھذا ان کنت لا تفعل غیرہ۔

ضابطہ (٧٣): کبھی کان کو اسم اور خبر سمیت بلا عوض کے حذف کیا جاتا ہے۔ مثال: لا تباشر فلا نا فانہ فاسدا لا خلاق جواب میں جاہل کہتا ہے انی انام شروان ای و ان کان فاسدھا۔

ضابطہ (٧٤): کان کی خبر پر باز ائدہ داخل نہیں ہوتا مگر جب اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے: ما کنت بحاضر و لا تکن بغائب۔

ضابطہ (۷۵): کان اور اسم کا حذف کر کے صرف اس کی خبر کو باقی رکھا جاتا ہے اور اکثر یہ لو اور ان شرطیہ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: بلغواعنی ولو آیۃ، ای لو کانت آیۃ۔
الناس مجزلون باعما لھم ان خیرا فخیر و ان شرا فشر ای ان کان خیرا فھو خیر......

کان کے اقسام

کان کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ناقصہ (۲) تامہ (۳) زائدہ۔

کان ناقصہ۔ وہ ہے جو دلالت کرتا ہے کہ زمانہ ماضی میں اسم کے لیے خبر ثابت تھی جیسے کان زید قائماً۔

(۲) کان تامہ۔ وہ ہے جو فقط اسم پر پورا ہو جائے اس کو خبر کی ضرورت نہ ہو یہ اکثر وجد، حصل دخل کے معنی میں آتا ہے جیسے وان کان ذوعسرۃ۔ قد کان مطر یعنی قدوجد مطر۔

(۳) کان زائدہ۔ یہ غیر عاملہ ہوتا ہے اس کا معنی بھی نہیں ہوتا یہ صرف تحسین کلام کے لیے آتا ہے۔ جیسے قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ قد کان من مطر۔

ضابطہ (۷۶): کان کی خبر دو صورتوں میں فعل ماضی آتی ہے۔ (۱) جب خبر کے شروع میں قد ہو جیسے کان زید قد جلس (۲) جب کان سے پہلے حرف شرط ہو۔ جیسے ان کان قمیصہ قد من دبر۔

ضابطہ (۷۷): (۳) کبھی کان لفظوں میں محذوف ہوتا ہے۔ اور اس کا عمل باقی ہوتا ہے۔ جیسے ان خیراً فخیراً اصل میں تھا ان کان عملہ خیراً فجزائہ خیر۔

ترکیب مادام ۔ مادام اپنے اسم وخبر کے ساتھ مل کر ماقبل کے لیے مفعول فیہ بنتا ہے۔ ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ مادام کے اسم وخبر کا مضمون جملہ نکال کر مادام کو بمعنی مدۃ دوام یا وقت دوام کر کے مضمون جملہ کی طرف مضاف کر دیا جائے گا پھر یہ مرکب اضافی ماقبل کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے اجلس مادام زید جالسا عبارت اس طرح بن جائے گی اجلس مدۃ دوام جلوس زید۔

﴿ (٤) اسم ما ولا المشبهتين بليس ﴾

ان کا اسم مرفوع ہوتا ہے یہ دونوں لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں عمل میں اور نفی میں اور جس طرح کہ لیس اسم مرفوع اور خبر منصوب چاہتا ہے اسی طرح یہ بھی اسم مرفوع اور خبر کو چاہتے ہیں۔ اور یہ کل چار ہیں۔(۱) ما (۲) لا (۳) ان (۴) لات ۔ ان کے عمل۔ شرائط تنویر میں موجود ہے عامہ یا الشی کے لفظ کے ساتھ مقدر ہوتا ہے اور خاصہ یا اس اسم کے ساتھ مقدر ہوتا ہے جو ما قبل مذکور ہو، معرفہ عامہ اسم کے ساتھ مقدر ہوتا ہے جو ما قبل مذکور ہو، معرفہ عامہ کی مثال: ان تبدوا الصدقات فنعما هی۔ تقدیری عبارت فنعم الشئی هی خاصہ کی مثال: غسل الثوب غسلا نعما ای نعم الغسل هو،

ما حرفیہ کے اقسام۔

پہلا قسم: ما نافیہ :اس کی علامت یہ ہے کہ عموماً اس کے بعد الا ہوتا ہے جیسے ما انتم الابشر مثلنا۔ وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها۔ اسی طرح ماضی کے شروع میں بھی عموماً ما نافیہ ہوتا ہے جیسے ماودعك ربك وماقلی۔ مااغنی عنه ماله یہ ما نافیہ غیر عاملہ ہوتا ہے۔

دوسرا قسم: ما مشابه بلیس: جیسے ماهذا الابشرا اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی خبر پر اکثر با زائدہ ہوتی ہے جیسے مازید بقائم۔ وما نحن بمعذبین۔ ومانحن بمنشرین وغیرہ یہ بھی ما نافیہ ہوتا ہے لیکن یہ عاملہ ہوتا ہے۔

تیسرا قسم: مامصدریه غیر زمانیه : جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں وقت کا معنی نہیں ہوتا جیسے وضاقت علیهم الارض بما رحبت ما مصدریہ ہے اس نے رحبت کو رحب مصدر کے معنی میں کر دیا فذوقوا بمانسیتم ۔نسیتم نسیان کے معنی میں ہوگا۔

چوتھا قسم: مامصدریه زمانیه جو فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں زمانہ اور وقت کا معنی پایا جاتا ہے اس کو ما مصدریہ حینیہ بھی کہتے ہیں جیسے واوصانی بالصلوة

والزکوۃ مادمت حیا ۔مادمت یہ مدۃ دوامی حیا کے معنی میں ہے۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم یعنی مدۃ استطاعکم۔

پانچواں قسم: ما زائدہ غیر کافہ: یعنی زائدہ تو ہو لیکن اپنے ماقبل کو مابعد میں عمل کرنے سے نہ روکے۔ اس کے مشہور مقامات یہ ہیں:

(۱) حروف شرط کے بعد واقع ہو۔ جیسے: اذا ما، اینما، متی ما۔

(۲) بعض حروف جارہ کے بعد واقع ہو۔ جیسے: فبما رحمۃ من اللہ، عن جارہ کے بعد جیسے عما قلیل ۔مما خطیئا تھم ۔زید صدیقی کما ان عمرو اخی

(۳) لا سیما میں جب اس کا مابعد مجرور ہو جیسے: لا سیما الولد۔

چھٹا قسم: ما کافہ: (۶) مازائدہ کافہ جو اپنے ماقبل کو مابعد میں عمل کرنے سے روک دے۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں

(۱) فعل پر داخل ہو کر اس کو عمل سے روک دے یہ تین افعال کے ساتھ خاص ہے طال ۔قل۔ کثر ان کے آخر میں مالاحق ہو کر ان کو عمل سے روک دیتا ہے جیسے طالما انتظرتلک وغیرہ

(۲) حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ لاحق ہو کر ان کو عمل سے روک دیتا ہے اس کی مثالیں حروف مشبہ بالفعل کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

(۳) حروف جارہ کے بعد آ کر ان کو عمل سے روک دیتا ہے یہ ما اکثر رب کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے ربمایود الذین کفروا۔

مااسمیہ کے اقسام۔

پہلا قسم: ما موصولہ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ بمعنی الذی ہوتا ہے اس کے بعد ایک جملہ ہوتا ہے جس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو ما موصولہ کی طرف لوٹتی ہے جیسے ماعندکم ینفد وما عنداللہ باق

دوسرا قسم: ما موصوفہ یہ شئی یا شیئا کے معنی ہو کر موصوف ہوتا ہے اور مابعد والی کلام اس کی صفت بنتی ہے جیسے ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس یہاں ما موصوفہ

ہے۔یادر کہیں جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ ما موصولہ اور ما موصوفہ آپس میں ملتے جلتے ہیں اس لیے جہاں ما موصولہ ہوتا ہے وہ عموماً ما موصوفہ بننے کا بھی احتمال کر رکھتا ہے۔لیکن ما موصولہ اور ما موصوفہ میں دو فرق ہیں۔(۱) ما موصولہ معرفہ ہوتا ہے موصوفہ نکرہ ہوتا ہے۔

(۲) ما موصولہ مبتداء بن سکتا ہے لیکن موصوفہ مبتداء نہیں بن سکتا۔

ما نکرہ دو قسم پر ہے۔تامہ اور ناقصہ۔

تامہ وہ ہے جو کہ وصف کی طرف محتاج نہ ہو۔اور یہ صرف تعجب مدح اور ذم کے باب میں پایا جاتا ہے۔جیسے: ما احسن الرجل ای ای شئی احسن الرجل۔

اور نکرہ ناقصہ: یہ شئی کے معنی میں ہوتا ہے اور اس کو ناقصہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ وصف کا محتاج ہوتا ہے۔

تیسرا قسم: ما شرطیہ اس کی علامت یہ ہے کہ اسکے بعد دو جملے ہوتے ہیں پہلا شرط دوسرا جزائیہ دونوں کو جزم دیتا ہے جیسے وما تفعلوا من خیر فلن یکفروہ ۔ ما اصابك من حسنة فمن الله۔

چوتھا قسم: ما استفہامیہ جیسے وما تلك بیمینك یاموسی۔ القارعة مالقارعة۔ یہ عموماً ابتداء کلام میں آتا ہے اور مبتداء بنتا ہے کبھی درمیان کلام میں بھی آجاتا ہے۔

ضابطہ (۷۸): چند حروف جارہ کے بعد اگر ما استفہامیہ آجائے تو اس کا الف گرادیا جاتا ہے

(۱) فی کے بعد جیسے فیم انت من ذکرھا۔

(۲) الی کے بعد جیسے الی ماتذھب۔

(۳) با کے بعد جیسے فناظرة بم یرجع المرسلون۔

(۴) لام جارہ کے بعد جیسے لم تقولون لم تئوذوننی۔

(۵) عن کے بعد جیسے عم یتساء لون۔

(۶) حتی کے بعد جیسے حتام العان المطول۔

(۷) علی کے بعد جیسے علی م تذھب الی البلد۔

پانچواں قسم : ما صفتیہ جیسے اضربہ ضربا ما۔ اس کو مار کچھ نہ کچھ یہاں ضربا موصوف ہے ما صفت ہے اس لیے اس کو ما صفتیہ کہا جاتا ہے۔

چھٹا قسم: ما تامہ جیسے نعما ھی اصل میں نعم ما ھی تھا سیبویہ کے نزدیک ما بمعنی الشئی (معرفہ) ہو کر فاعل۔ ابوعلی فارسی کے نزدیک بمعنی شئیا ہو کر تمیز ہے نعم کی ھو ضمیر سے۔

فائدہ: ما شرطیہ ما موصولہ میں فرق یہ ہے کہ ما شرطیہ صدارت کلام کو چاہتا ہے اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں اور مــا موصولہ عموماً درمیان کلام میں آتا ہے اور اپنے صلہ سے مل کر ماقبل کے لیے معمول بنتا ہے مثال علم الانسان مالم یعلم یا موصولہ صلہ سے مل کر کر مفعول بہ ہے۔ فعال لمایرید ما موصولہ صلہ سے مل کر مجرور ہے لام جارہ کا۔ کبھی ما موصولہ ابتداء کلام میں بھی آ جاتا ہے اس وقت مبتداء بنتا ہے جیسے ماجئتم به السحر ما اپنے صلہ سے مل کر مبتداء السحر خبر ہے۔ ماعندالله باق ما موصولہ مبتداء ہے اور باق خبر ہے۔

مَنْ کے اقسام

(۱) مــن شرطیہ۔ اس کی علامت یہ ہے کہ یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اول کو شرط ثانی کو جزا کہتے ہیں۔ پھر ترکیب میں کبھی مبتداء بنتا ہے کبھی مفعول بہ کبھی مجرور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے یا حرف جار کی وجہ سے۔

(۲) مــن موصولہ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ بمعنی الذی ہوتا ہے اگر مــن موصولہ ابتداء کلام میں ہے تو صلہ سے مل کر مبتدا ہو گا آگے خبر ہو گی جیسے فـمـنـهـم مـن یمشی علی بطنه ۔ من موصولہ یمشی صلہ سے مل کر مبتدا مؤخر ہے ومن الناس من یقول من اپنے صلہ سے مل کر مبتداء مؤخر ہے۔ اگر درمیان کلام میں ہے تو کبھی مرفوع ہو کر فاعل بنے گا جیسے جاء نی من فی الدار اور کبھی منصوب ہو کر مفعول ہو گا جیسے انك لاتهدی مــن احببــت کبھی مجرور ہوتا ہے جیسے مررت بمن یقرء عندك ۔

(۳)مَن استفہامیہ یہ استفہام کے معنی میں ہوتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے بعد ایک جملہ ہوتا ہے اور یہ ابتداء کلام میں واقع ہوتا ہے اور ترکیب میں مبتداء بنتا ہے جیسے من ربك۔ من ذاالذی یقرض اللہ۔ فمن یاتیکم بماء معین۔ من الہ غیراللہ۔ من ذاالذی یشفع۔ کبھی اور من استفہامیہ محلا مجرور ہو کر خبر مقدم بنتا ہے جیسے لمن الملك الیوم۔ قل لمن الارض۔

(۴)من موصوفہ یہ من موصولہ کے ساتھ ملتا جلتا ہے اکثر مقامات پر جہاں من موصولہ ہوتا ہے وہاں موصوفہ کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

(۵)من نافیہ اس کی نشانی یہ کہ اس کے بعد الا ہوتا ہے جیسے ومن یغفرالذنوب الااللہ۔

(٦)من زائدہ یہ زیادہ تر اشعار میں استعمال ہوتا ہے۔

ضابطہ (۷۹): مَن میں بسا اوقات چند احتمال ہوتے ہیں مَن شرطیہ بھی ہوسکتا ہے موصولہ وغیرہ بھی جیسے من یکرمنی اکرمہ اس من میں چار احتمال ہیں۔

(۱)مَن شرطیہ اس صورت میں دونوں جملے مجزوم ہوں گے اول شرط اور ثانی جزاء۔

(۲)مَن موصولہ اس صورت میں دونوں فعل مرفوع ہوں گے ترکیب اس طرح ہوگی من موصولہ یکرمنی جملہ صلہ موصول صلہ مل کر مبتداء اکرمہ خبر۔

(۳)مَن موصوفہ اس صورت میں بھی من موصولہ والی ترکیب ہوگی۔

(۴)من استفہامیہ اس صورت میں پہلا فعل مرفوع ہوگا دوسرا مجزوم۔ جس کی ترکیب یہ ہوگی مَن استفہامیہ مبتداء یکرمنی خبر اور اکرمہ جواب استفہام ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس سے پہلے ان شرطیہ مقدر ہے۔

(لا) کی چھ قسمیں ہیں۔

پہلا قسم: لامشبہ بلیس اس کی علامت یہ ہے کہ یہ اسم وخبر کو چاہتا ہے اور وہ اسم وخبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں۔

تیسرا قسم: لانفی جنس۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا اسم نکرہ مفرد مبنی بر فتح ہوتا ہے جیسے لارجل فی الدار۔ لا الہ الا اللہ۔

تیسرا قسم: لا زائدہ۔ یہ چند مقام پر ہوتا ہے۔

(۱) قسم سے پہلے لا زائدہ ہوتا ہے جیسے لا اقسم بھذا البلد۔

(۲) ان مصدریہ کے بعد جیسے ما منعك ان لا تسجد

(۳) اگر واو عاطفہ نفی کے بعد واقع ہو تو اس کے بعد بھی لا زائد ہوتا ہے جیسے ما جاء نی زید ولا عمرو

چوتھا قسم: لا نافیہ یہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور غیر عامل ہوتا ہے اور کبھی ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے۔ اس وقت عموماً اس کا تکرار ہوتا ہے جیسے فلا صدق ولا صلی۔ اور کبھی تکرار نہیں بھی ہوتا جیسے فلا اقتحم العقبۃ۔

پانچواں قسم: لا ناہیہ یہ عاملہ ہوتا ہے جو کہ فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔

چھٹا قسم: لا عاطفہ جیسے شرح مائۃ عامل میں وھی لا تدخل الا علی الاسم الظاہر ولا علی المضمر۔ اس میں لا علی المضمر کا لا عاطفہ ہے۔

﴿(۵) حروف مشبہ بالفعل کی خبر﴾

حروف مشبہ بالفعل کی خبر بھی مرفوعات میں سے ہے۔ حروف مشبہ بالفعل یہ ہیں۔ اِنّ، اَنّ، کَاَنّ، لیت، لکنّ لعلّ۔ حروف مشبہ بالفعل مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتداء کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

پہلی وجہ: فعل اصل ہیں اور یہ حروف فرع ہیں اور منصوب کا مرفوع پر مقدم ہونا یہ بھی فرع ہے۔ تو فرع کو فرع کے لیے لازم کر دیا۔ (اسرار العربیہ صفحہ ۹۴)

فائدہ: ان حروف مشبہ بالفعل کے ناصب اسم ہونے میں اتفاق ہے۔ کہ یہ اسم کو نصب دیتے ہیں لیکن رافع خبر ہونے میں اختلاف ہے۔ بصریین کا مذہب یہ ہے کہ رافع خبر ہیں اور کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ رافع خبر نہیں بلکہ ان کی خبر کا رفع وہی پہلے والا ہے۔

مزید تفصیل نحو یر شرح تنویر میں ہے۔

مقامات اِنّ: یعنی وہ مقامات جہاں اِنّ بکسر الہمزہ پڑھنا واجب ہے۔

(۱) جب کلام کے شروع میں واقع ہو تو وہ مکسور ہوگا۔ جیسے: انا اعطینك الکوثر ،الایۃ ۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا،الایۃ ۔

اسی طرح جب حرف افتتاح حرف تصدیق یا حتی ابتدائیہ یا کلا زجریہ کے بعد ہو تو بھی مکسور ہوگا۔

جیسے: کلا ان الابرار لفی نعیم،الایۃ

(۲) صلہ کے شروع میں جب واقع ہو۔ جیسے: و اتینه من الکنوز ما ان مفاتحه،الایۃ

(۳) صفت کی ابتداء میں واقع ہو۔ جیسے: مررت برجل انه فاضل۔

(۴) جملہ حالیہ کے شروع میں واقع ہو۔ جیسے: کما اخرك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المومنین لکارھون،الایۃ

(۵) جب جملہ مضاف الیہ واقع ہو اور اس کا جملہ ہونا لازمی ہو۔ جیسے: جلست حیث ان زیدا قائم

(۶) لام معلقہ سے پہلے واقع ہو۔ جیسے: و اللہ یعلم انك لرسوله۔

(۷) جب مقولہ واقع ہو اور وہ حکایت قول ہو۔ جیسے: قال انی عبداللہ،الایۃ

(۸) جب جواب قسم واقع ہو۔ جیسے: حٰم و الکتب المبین اناانزلناه جواب قسم

(۹) جب خبر ہو اسم عین سے۔ جیسے: زید انه فاضل،الایۃ

(۱۰) جب مقصود بالنداء کی ابتداء میں واقع ہو۔ جیسے: یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین ،الایۃ

مقامات أَنّ : بفتح الھمزہ

(۱) أَنّ اپنے مدول کے ساتھ مل کر فاعل واقع ہو۔ اولم یکفهم انا انزلنا،الایۃ

(۲) نائب فاعل واقع ہو۔ جیسے: و اوحی الی نوح انه لن یومن من قومك الا من قد

آمن، الاٰیۃ

(۳) جب مفعول بہ واقع ہو بغیر قول کے۔ جیسے: و لا تخافون انکم اشرکتم، الاٰیۃ

(۴) جب مبتداء واقع ہو۔ جیسے: و من آیاتہ انک تری الارض خاشعۃ، الاٰیۃ

اور اس صورت میں بھی داخل ہے جب لولا کے بعد آئے۔ جیسے: لو لا انہ کان من السلمین،

(۵) جب خبر واقع ہو اسم مصدر سے اور غیر قول ہو۔ جیسے: اعتمادی انك فاضل۔

(۶) جب مجرور بالحرف ہو۔ جیسے: ذالك بان اللہ هو الحق، الاٰیۃ

(۷) جب مجرور بالاضافت واقع ہو۔ جیسے: انہ لحق مثل ما انکم تنطقون، الاٰیۃ

(۸) افعال ناقصہ کا اسم اسم معنی ہو جیسے کان علمی ویقینی انک تتبع الحق ۔

(۹) جب انمیں سے کسی ایک کے تابع ہو۔ جیسے: و اذ کروا نعمتی التی انتمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین، الاٰیۃ۔

ضابطہ (۸۰): جس مقام پر جملہ کی ضرورت ہے وہاں پر اِنّ مکسورہ ہوگا اور جس مقام پر جملے کی ضرورت نہیں مفرد کی ضرورت ہے وہاں پر اَنّ ہوگا۔

ضابطہ (۸۱): قرآن کریم میں جب انی یا انا واقع ہو تو وہ مخفف من المثقل ہوگا۔ جیسے: انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی۔ جیسے: انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔

ضابطہ (۸۲): اسی طرح جب اس کی خبر پر لام داخل ہو جائے تو وہ بھی مخفف من المثقل ہوتا ہے۔ جیسے: و ان کنت من قبلہ لمن الغافلین، ای و انك كنت من قبلہ۔

ضابطہ (۸۳): ان حروف کی خبر مبتداء کی طرح جیسے واحد آتی ہیں اسی طرح کثیر بھی آ سکتی ہیں۔ جیسے: ان اللہ غفور رحیم، الاٰیۃ

ضابطہ (۸۴): ان کے ساتھ ما کافہ آتا ہے تو پھر جملہ اسمیہ اور فعلیہ پر بھی داخل ہو سکتا ہے۔ اور کبھی ما موصولہ بھی آ سکتا ہے۔ ان دونوں میں باعتبار کتابت کے فرق یہ ہے کہ ما کافہ ان کے ساتھ متصل لکھا جاتا ہے اور موموصولہ علیحدہ مگر قرآن کریم میں مصحف عثمانی کی حفاظت کی وجہ

سے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا۔ جیسے: و اعلموا انما غنمتم میں ما موصولہ ہے۔

﴿(٦) لائے نفی جنس کی خبر﴾

لائے نفی جنس کی خبر بھی مرفوعات میں سے ہے۔ اور لائے نفی جنس کے عمل کے لئے سات شرائط ہیں۔ تنویر کی شرح تحویر۔

ضابطہ (۸۵): اکثر اس کی خبر محذوف ہوتی ہے۔ جیسے: لا باس و لا حرج۔ یہاں خبر محذوف ثابت ہے۔ ای لا باس ثابت۔

ضابطہ (۸٦): کبھی اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: لا علیك۔ ای لا بأس علیك

لا نفی جنس ، لا نافیہ اور لا ناھیہ میں فرق

(۱) لائے نفی جنس اگر اپنی تمام شرائط کے ساتھ پایا جائے تو لائے نفی جنس ہوگا اور اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو۔ تو لائے نافیہ ہوگا۔

(۲) لاء نفی جنس اسم کے ساتھ خاص ہے۔ اور لائے نافیہ اسم کے ساتھ خاص نہیں۔

(۳) لاء نہی جزم دیتا ہے اور لاء نفی جزم نہیں دیتا۔ اور لا نافیہ عمل لفظی بھی نہیں کرتا

ضابطہ (۸۷): ایک لا عطف کے لئے آتا ہے جو نافیہ نہیں اس کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱) اس سے پہلے اثبات ہو۔

(۲) اس کے ساتھ حرف عطف نہ ہو۔

(۳) اس کا مابعد ماقبل کے مخالف ہو۔ جیسے: جاء نی زید لا عمرو۔ اقرأ الکتاب لا المجلة۔

ضابطہ (۸۸): ہر وہ عبارت جس میں دو اسم نکرہ مع تکرار لا کے ہوں تو اس میں پانچ وجہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پھلی وجہ: دونوں نکرے مبنی بر فتح جیسے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کی دو صورتیں بن سکتی ہیں ایک جملہ نایا جائے پھر ترکیب یہ ہوگی لا حول ولا قوۃ ثابتان باحد الا باللہ لائے نفی

جنس حول مبنی بر فتح معطوف علیہ اور قوۃ معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم۔ باء حرف جار احــــــد مستثنیٰ منہ۔ الا حرف استثناء۔ جار مجرور مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر متعلق ثابتان محذوف کے جو خبر ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو جملے بنائیں جیسے: لا حول ثابت باحد الا بالله ولا قوة ثابت باحد الا بالله۔

دوسری وجه :ان دونوں کو مرفوع (منون) پڑھا جائے۔ جیسے: لا حول ولا قوة الا بالله تو لا ملغی عن العمل۔ حول معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتداء ثابتان خبر محذوف۔

نیز اس لا کو مشبہ بلیس بھی بنایا جا سکتا ہے

تیسری وجه :پہلے نکرہ کو مبنی بر فتح دوسرے کو مرفوع پڑھا جائے۔ جیسے: لا حول ولا قوة الا بالله پہلا لا نفی جنس کا۔ دوسرا زائدہ اور قوۃ کا عطف حول کے محل پر ہوگا۔

چوتھی وجه :پہلا نکرہ مبنی بر فتح دوسرا منصوب۔ جیسے: لا حول ولا قوة الا بالله۔ سابقہ ترکیب اور قوۃ کا عطف ہوگا حول کے ظاہر محل پر۔

پانچویں وجه :پہلا مرفوع دوسرا مبنی بر فتح۔ جیسے: لا حول ولا قوة الا بالله یہ تیسری صورت کا عکس ہے پہلا ملغی عن العمل یا مشابہ بلیس دوسرا لائے نفی جنس۔

(۷) فــــاعــــل

فاعل کی تعریف:ہر وہ اسم حقیقی یا تاویلی ہے جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو۔ اور وہ فعل یا شبہ فعل مسند ہو اس اسم کی طرف بطریق قیام کے جیسے قام زید۔

فاعل تاویلی کی مثال: اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب۔

ضابطه (۸۹): فاعل کی تعریف میں بطریق قیام کے معنی یہ ہیں کہ صیغہ معلوم کا ہو۔ یا جو اس کے حکم میں ہو۔

(۱) قال الله تعالی۔ (۲) ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض۔

سوال: اگر کوئی اعتراض کرے کہ دو حال کیسے جمع ہوئے؟ جواب: کہ نہیں الصفا الثالثة فیکون واحدا کما قال ان زیدا وان عمرا قائمان۔

خمسة عشر وجهاً

قوله وفی مثل لا حول ولا قوة الا بالله ۔ معنی: لا حول عن المعصية ولا قوة على الطاعة الا بتوفيق الله

فتحهما

توجیہ ۱: ہر دو لا نفی جنس وعطف مفرد بر مفرد — لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (اسم، خبر)

توجیہ ۲: ہر دو لا نفی جنس وعطف جملہ بر جملہ — لَا حَوْلَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (اسم، خبر)

توجیہ ۳: اوّل لا نفی جنس ودوم زائدہ — لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (اسم، زائدہ، معطوف بر اسم، خبر)

رفعهما

توجیہ ۱: ہر دو لا نفی جنس ملغاۃ عن العمل وعطف مفرد بر مفرد — لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ + مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (ملغاۃ عن العمل مبتدا، معطوف، خبر) — از قبیل آیت لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ

توجیہ ۲: ہر دو لا نفی جنس ملغاۃ عن العمل وعطف جملہ بر جملہ — لَا حَوْلٌ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (مبتدا، خبر، مبتدا، خبر)

توجیہ ۳: ہر دو لا بمعنی لیس وعطف مفرد بر مفرد — لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدَیْنِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

توجیہ ۴: ہر دو لا بمعنی لیس وعطف جملہ بر جملہ — لَا حَوْلٌ مَوْجُوْدًا اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدًا اِلَّا بِاللّٰہِ

توجیہ ۵: لا اوّل بمعنی لیس ودوم زائدہ وعطف مفرد بر مفرد فقط — لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدَیْنِ اِلَّا بِاللّٰہِ (بمعنی لیس، زائدہ)

توجیہ ۶: لا اوّل نفی جنس ملغاۃ ولام زائدہ وعطف مفرد بر مفرد فقط۔ — لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (نفی جنس ملغاۃ، زائدہ)

فتح الاول ورفع الثانی

توجیہ ۱: لا اوّل نفی جنس ودوم زائدہ عطف دوم بر محل بعید اوّل وعطف مفرد بر مفرد فقط — لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

توجیہ ۲: لا اوّل نفی جنس ودوم بمعنی لیس وعطف جملہ بر جملہ فقط — لَا حَوْلَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدًا اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (نفی جنس، بمعنی لیس)

توجیہ ۳: لا اوّل نفی جنس غیر ملغاۃ ودوم نفی جنس ملغاۃ وعطف جملہ بر جملہ فقط — لَا حَوْلَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةٌ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (نفی جنس، اسم، خبر، نفی جنس ملغاۃ، مبتدا، خبر)

فتح الاول ونصب الثانی

توجیہ ۱: لا اوّل نفی جنس ودوم زائدہ وعطف مفرد بر مفرد عطف بر لفظ نہ محل — لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (نفی جنس، زائدہ، عطف بر لفظ حول)

توجیہ ۲: لا اوّل نفی جنس ودوم زائدہ وعطف جملہ بر جملہ — لَا حَوْلَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةً مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

باعتبار ظاہر معطوف بر لفظ حول است
فلہذا منصوب است مگر در باطن مبتدا میتواند شدن
باعتبار محل فلہذا خبر دیگر خواہد وعطف جملہ بر جملہ میشود۔ کذا فی
حواشی جامی

رفع الاول وفتح الثانی

توجیہ ۱: لا اوّل بمعنی لیس بر ضعف ودوم نفی جنس وعطف جملہ بر جملہ فقط۔ — لَا حَوْلٌ مَوْجُوْدًا اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (بمعنی لیس، اسم، خبر، نفی جنس، اسم، خبر)

توجیہ ۲: لا اوّل ملغاۃ ودوم نفی جنس عطف مفرد بر مفرد — لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (نفی جنس ملغاۃ، مبتدا)

توجیہ ۳: اول لا ملغاۃ دوم نفی جنس لیکن عطف جملہ بر جملہ — لَا حَوْلٌ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (ملغاۃ، مبتدا، خبر، نفی جنس، اسم، خبر)

ضابطہ (۹۰): **چند مقامات جہاں مجرور ہوتا ہے**

پہلا مقام: مصدر جب اس کی اضافت فاعل کی طرف ہو جائے تو وہاں پر فاعل مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: ضرب زید عمر یہاں پر زید مضاف الیہ اور فاعل ہے۔

دوسرا مقام: جب فاعل پر من زائدہ داخل ہو جیسے: ما جاء نا من بشیر ولا نذیر۔

تیسرا مقام: جب فاعل پر باء زائدہ داخل ہو جیسے: کفی باللہ شہیدا۔

چوتھا مقام: جب فاعل پر لام زائدہ داخل ہو جیسے: ھیہات ھیہات لما توعدون۔

ضابطہ (۹۱): جس فاعل پر من زائدہ یا باء زائدہ داخل ہو تو اس کے تابع میں دو وجہ جائز ہیں یعنی مجرور بناء بر لفظ اور مرفوع بنا بر معنی۔ جیسے: ھل من خالق غیر اللہ غیر کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

ضابطہ (۹۲): جب فاعل مجرور لفظا کا تابع معرفہ ہو تو اس تابع پر صرف رفع پڑھا جائے گا۔ جیسے: ما جاء نی من عبد ولا زید۔

ضابطہ (۹۳): جب شرط کے بعد اسم واقع ہو تو یہ فعل مقدر کے لئے فاعل ہوگا۔ مثال: اذا الشمس کورت ای اذا کورت الشمس یہاں صرف فعل محذوف ہے۔

ضابطہ (۹۴): اسم موصول کے بعد ظرف مستقر واقع ہو تو وہاں فعل مقدر ہوتا اور متعلق بنتا ہے جیسے: ھو الذی فی السمآء الٰہ ای ھو الذی ثبت فی السمآء الٰہ۔

ضابطہ (۹۵): نداء اور ندبہ کے وقت فعل اپنے فاعل سمیت حذف ہو جاتا ہے۔ نداء کی مثال: یا اللہ، ای ادعو اللہ۔ یا عبد اللہ۔ ندبہ کی مثال: وا خلیلاہ۔

ضابطہ (۹۶): اگر فاعل ظاہر ہو تو فعل ہر صورت میں فعل مفرد لایا جائے گا۔ جیسے: وقال نسوۃ فی المدینۃ، الآیۃ۔

ضابطہ (۹۷): اگر فاعل ضمیر ہو تو فاعل مفرد کے لیے فعل مفرد اور تثنیہ کے لیے تثنیہ اور جمع کے لئے جمع ہوگا۔ جیسے زید قام۔ الزیدان قاما۔ الزیدون قاموا۔

(هٰذا ايضاً للمصنف) فعل کی تذکیر و تانیث کے قاعدے کا نقشہ

فاعل

- **فاعل مؤنث غیر حقیقی**
  - **اسم ضمیر**: اس کا حکم یہ ہے کہ فعل کو مؤنث لانا واجب ہے۔ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ
  - **اسم ظاہر**: اس کا حکم فاعل مؤنث حقیقی منفصل والا ہے۔ یعنی فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہے جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ
- **فاعل جمع مکسر**
  - **اسم ضمیر**
    - **بجمع مؤنث**: اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں بھی دو امر میں سے ایک کا لانا واجب ہے ۱۔ تاء ۲۔ نون جمع مؤنث جیسے اَلْاَيَّامُ مَضَتْ، اَلْاَيَّامُ مَضَيْنَ
    - **فاعل جمع مکسر**: اس کا حکم یہ ہے کہ دو امر میں سے ایک کا لانا واجب ہے۔ ۱۔ فعل میں علامتِ تانیث کی تاء لائی جائے جب کہ فاعل کو بتاویل جماعت کے کیا جائے۔ اَلرِّجَالُ قَامَتْ، ۲۔ یا واوِ جمع کی لائی جائے۔ جیسے اَلرِّجَالُ قَامُوْا۔
  - **اسم ظاہر**: اس کا حکم یہ ہے فعل کی تذکیر و تانیث میں اختیار و جواز ہے۔ قَالَ الرِّجَالُ، قَالَتِ الرِّجَالُ۔
- **فاعل مؤنث حقیقی**
  - **منفصل ہو**: اس کا حکم یہ ہے کہ فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہے۔ جیسے قَامَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ، قَامَ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔
  - **بغیر فاصلہ کے**: اس کا حکم یہ ہے کہ فعل میں علامت تانیث لانا واجب ہے۔ جیسے قَامَتْ هِنْدٌ۔

ضابطہ (۹۸): دوصورتوں میں فعل کامؤنث ہوناواجب ہے۔

پہلی صورت فاعل مؤنث حقیقی بغیر فاصلہ کے ہو۔جیسے:قامت هند ۔

دوسری صورت: ضمیر مؤنث ہو۔جیسے:هند قامت ۔

ضابطہ (۹۹): چارصورتوں میں فعل کی تذکیروتانیث دونوں وجہ جائز ہے۔

پہلی صورت فاعل مؤنث حقیقی مفصول ہو۔جیسے:قام اليوم هند و قامت اليوم هند

دوسری صورت فاعل جمع مکسر ہو۔جیسے:قال الرجال و قالت الرجال

تیسری صورت فاعل مؤنث غیرحقیقی ہو۔طلع الشمس و طلعت الشمس

چوتھی صورت: فاعل مؤنث حقیقی ہواور فعل نعم اور بئس ہوجیسے: نعم المراة و نعمت المراة ۔

ضابطہ (۱۰۰): اگر فاعل جمع مذکر سالم ہوتو فعل کو مذکرلاناواجب ہے۔اورکوفیین کے نزدیک فعل کومؤنث لانا بھی جائز ہے۔لیکن وہ ضعیف ہے۔مثال:افلح المجتهدون ، افلحت المجتهدون۔

ضابطہ (۱۰۱): اگر فاعل اسم جمع یا اسم جنس ہوتو پھر بھی فعل کو مذکراورمؤنث دونوں لانا جائز ہے۔اسم جنس کی مثال:قال او قالت العرب او الروم۔

اسم جمع کی مثال:جاء النساء ، جائت النساء او القوم او الهط او الابل۔

ضابطہ (۱۰۲): **فاعل کی تین قسمیں ہیں**

(۱)اسم ظاہرصریح مثال:جاء الحق۔

(۲)ضمیر متصل۔جیسے:آمنت بالله و اذا قاموا الى الصلوة، و هزى اليك ، منفصل کی مثال: ما قام الا انایا مستتر ہو۔جیسے: اقوم و نقوم۔

(۳)موول۔جیسے: اولم يكفهم انا انزلنا اليك الكتاب،الاية۔

ضابطہ (۱۰۳): فاعل کی پہچان: بارہ صیغوں کافاعل متعین ہےدوصیغے واحدمذکر

غائب اور واحد مؤنثہ غائبہ کے علاوہ باقی فعلوں کا فاعل ہمیشہ ضمیر متصل ہوتی ہے خواہ ماضی، مضارع، جحد، نفی، یا امر ونہی کے صیغے ہوں ہر گردان کے چودہ صیغوں میں سے بارہ صیغوں کا فاعل تو متعین ہو گیا کہ ہمیشہ ضمیر ہوتا ہے۔ اور ان کی پہچان تو بالکل آسان ہے۔ مثلاً:

ضربا میں (الف) ضمیر فاعل ہے۔ ضربتما میں (تما) ضمیر فاعل ہے۔

ضربوا میں (واو) ضمیر فاعل ہے۔ ضربتم میں (تم) ضمیر فاعل ہے۔

ضربتا میں (الف) ضمیر فاعل ہے۔ ضربت میں (ت) ضمیر فاعل ہے۔

ضربن میں (ن) ضمیر فاعل ہے۔ ضربتن میں (تن) ضمیر فاعل ہے۔

ضربتَ میں (تَ) ضمیر فاعل ہے۔ ضربتُ میں (تُ) ضمیر فاعل ہے۔

ضربنا میں (نا) ضمیر فاعل ہے۔

دو صیغوں کا فاعل غیر متعین ہے۔ البتہ باقی دو صیغے واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ کے فاعل کی پہچان ذرا مشکل ہے کیونکہ کبھی تو ان کا فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر۔ زید قام اس کی اصل پہچان تو معنی کے ذریعے ہوگی۔ لیکن مختصری پہچان یہ ہے کہ جس فعل کا فاعل معلوم کرنا ہو تو اس کا اردو معنی کر کے اس کے ساتھ لفظ (کون یا کس نے) لگا کر سوال کریں جو جواب میں آ جائے تو وہ اس کا فاعل ہوگا جیسے: خلق الله، مات زید، نیز اگر فعل متعدی ہو تو فاعل کے اردو معنی میں لفظ (نے) آتا ہے جیسے: اکل زید، قتل بکر۔

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ قرآن مجید کھول کر خوب مشق کرائیں۔

ضابطہ (۱۰۴): بارہ صیغوں میں سے تین صیغوں کا فاعل ضمیر مستتر ہو گیا اور باقی نو کا فاعل ہمیشہ ضمیر بارز۔

فائدہ: یہی تفصیل نائب فاعل کی ہے کہ اگر فعل مجہول ہو تو بارہ صیغوں کا نائب فاعل متعین ہوتا ہے اور دو صیغوں کا غیر متعین۔

ضابطہ (۱۰۵): فاعل ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔ (عام ہے کہ حقیقی ہو یا تاویلی یا حکمی)

ضابطہ (۱۰۶): فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔

سوال: کفی باللہ، ما جاء نا من بشیر ولا نذیر، اسمع بھم۔ ان مثالوں میں تو فاعل مجرور ہے حالانکہ آپ نے کہا کہ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے۔

جواب: یہ حروف جارہ (باء، من) زائدہ فاعل پر داخل ہوتے رہتے ہیں اور یہ یاد رکھیں فعل تعجب کے دوسرے افعل بہ کے فاعل پر (باء) کا داخل کرنا واجب ہے۔

سوال: فعل تعجب کے دوسرے صیغے کے فاعل پر (باء) کا داخل کرنا کیوں واجب ہے۔

جواب: اس کی تفصیل (تنویر شرح نحو میر میں دیکھیں)۔

چند مقامات جہاں فعل حذف ہوتا ہے

نمبر ۱: **اذ، لو، ان** ان تین حروف کے بعد اگر کوئی اسم مرفوع آیا تو وہاں پر فعل حذف کرنا واجب ہوتا ہے ہے۔ مثال جیسے:

اذ کی مثال: اذا السماء انشقت یہاں پر مابعد فعل اس کیلئے فعل بنتا ہے جو کہ انشقت ہے۔

لو کی مثال: لو انتم تملکون یہاں پر تملکون اس کیلئے فعل ہے۔

ان کی مثال: ان احد من المشرکین استجارك۔

اسی طرح اگر لو کے انّ آ جائے تو اس وقت درمیان میں ثبت فعل محذوف ہوتا ہے اور ان اس کیلئے بنتا ہے۔ مثال جیسے: لو اننا اصل میں لو ثبت اننا۔

(۸) نائب فاعل

نائب فاعل کی تعریف: ہر وہ مسند الیہ ہے فعل مجہول یا شبہ فعل مجہول کے بعد واقع ہو۔ اور وہ فعل یا شبہ فعل مسند ہو اس اسم کی طرف جیسے: و خلق الانسان ضعیفا، الایۃ مشابہ فعل مجہول سے مراد اسم مفعول اور اسم منسوب ہے۔

ضابطہ (۱۰۷): فاعل کو حذف کر کے مفعول کو قائم مقام بنانے کے چند وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: معلوم ہونے کی وجہ سے جیسے: خلق الانسان ضعیفا۔

دوسری وجه : فاعل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے۔جیسے: سرق البیت یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب آپ کو وجہ معلوم نہ ہو۔

تیسری وجه :یہ ہے کہ فاعل کے اخفاء کی غرض ابہام ہوتا ہے۔جیسے: رُکب۔یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب آپ کو راکب معلوم ہو لیکن اس کا اظہار آپ نہیں چاہتے۔

چوتھی وجه :یہ ہے کہ فاعل سے ڈرنے کی وجہ سے فاعل ذکر نہ کیا جائے۔جیسے: ضُرب فلان ۔ ضارب آپ کو معلوم ہے لیکن آپ چھپاتے ہیں۔

پانچویں وجه :یہ ہے کہ فاعل کی شرافت کی وجہ سے مثال: و اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منہا اوردوھا،الایۃ۔

ضابطه (۱۰۸): فاعل کے قائم مقام چار اشیاء ہوسکتی ہیں۔(۱) مفعول بہ۔جیسے: خلق الانسان ضعیفا (۲) مجرور بحرف الجر۔جیسے: و لما سقط فی ایدیہم، الایۃ۔

(۳) ظرف منصرف مختص مثال:مشی یوم کاملا۔

(۴) مصدر منصرف مختص مثال:احتفل احتفال عظیم۔

ضابطه (۱۰۹): جب فاعل محذوف اور اس فاعل کا قائم مقام موجود ہو تو کلام میں اس پر دلالت کرنے والے جر کا موجود ہونا جائز نہیں۔مثال:عوقب الکسول من المعلم یہ نہیں کہا جائے گا بلکہ یوں کہا جائے گا عوقب الکسول۔

ضابطه (۱۱۰): نائب فاعل کے لئے باقی وہی قواعد واحکام ہیں جو فاعل کے تھے۔

ضابطه: نائب فاعل بھی کبھی مجرور ہوتا ہے جیسے:ولما سقط فی ایدیہم، نظر فی الامر بشرطیکہ حرف جر تعلیل کے لئے نہ ہو۔

ضابطه (۱۱۱): حکم المجرور بحرف جر زائد انه مرفوع محلا او منصوب محلا نحو ما قیل من شئی، و ما سعی فلان من سعی یحمد علیه ۔

وشبیه بالزائد منصوب علی الاستثنا بعد خلا و عدا حاشا۔

ومرفوع علی الابتداء بعدرب۔

ضابطہ (۱۱۲): بارہ صیغوں کے بعد کسی اسم ظاہر پر رفع پڑھنا جائز نہیں ہے جس طرح فعل کے بعد جر پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ فعل کے بعد رفع فاعل کی وجہ سے ہوتا ہے اور ان کا فاعل تو ضمیر ہے۔

ضابطہ (۱۱۳): نائب فاعل فعل مجہول کا ہوتا ہے اور فعل مجہول فعل متعدی سے آتا ہے نہ کہ فعل لازمی سے۔

ضابطہ (۱۱٤): چار مفاعیل نائب فاعل نہیں بن سکتے۔ (۱) باب علمت کا دوسرا مفعول۔ (۲) باب اعلمت کا تیسرا مفعول (۳) مفعول لہ (۴) مفعول معہ۔ باقی تمام مفاعیل بن سکتے ہیں۔ البتہ اگر مثال میں مفعول بہ موجود ہو تو اور کوئی نہیں بن سکتا۔ (علل اور دلائل کاشفہ شرح کافیہ یا غرض جامی میں دیکھیں)۔

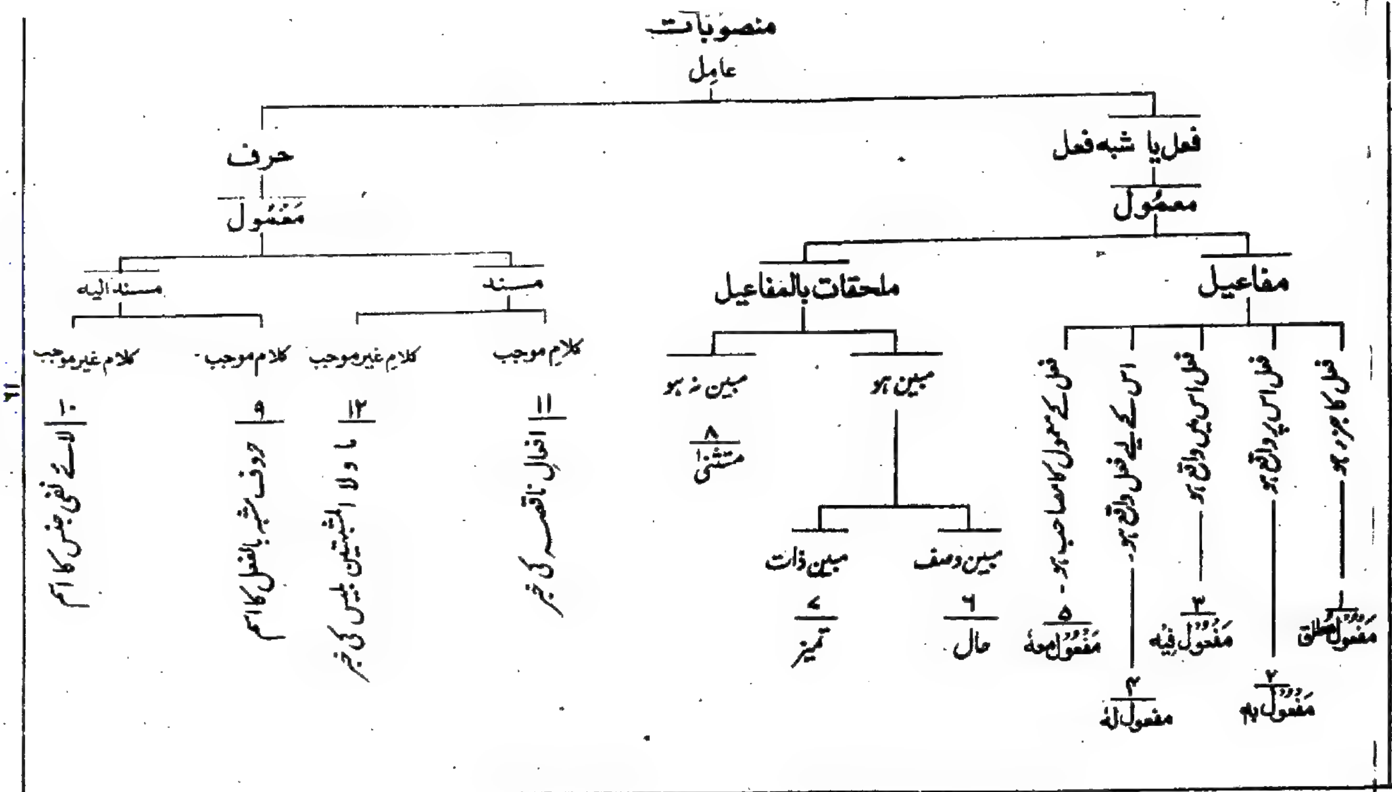
ضابطہ (۱۱۵): بعض مثالوں میں ایک ہی اسم کو مفعول مطلق یا مفعول بہ دونوں بنانا جائز ہوتا ہے۔ جیسے: ولا تظلمون فتیلا......الایۃ ولا یظلمون فقیرا......الایۃ و لم تظلم منہ شیئا......الایۃ

ضابطہ (۱۱٦): بعض مثالوں میں ایک ہی اسم میں مفعول مطلق اور مفعول لہ اور حال تینوں بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جیسے: ایریکم البرق خوفا و طمعا......الایۃ

ضابطہ (۱۱۷): بعض مثالیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں پر ایک ہی اسم کو مفعول بہ بنانا بھی درست ہے اور مفعول معہ بنانا بھی جائز ہوتا ہے۔ جیسے: اکرمتك و زیدا

الضوابط للمنصوبات

منصوبات کل بارہ ہیں۔ (۱) مفعول مطلق (۲) مفعول بہ (۳) مفعول فیہ (۴) مفعول لہ (۵) مفعول معہ (٦) حال (۷) تمیز (۸) مستثنیٰ (۹) اسم ان واخواتہا (۱۰) خبر کان واخواتہا


منصوبات
عامل
فعل یا شبہ فعل
معمول
مفاعیل
فعل کا جزء ہو
۱ مفعول مطلق
فعل اس پر واقع ہو
۲ مفعول بہ
فعل اس میں واقع ہو
۳ مفعول فیہ
اس کے لیے فعل واقع ہو
۴ مفعول لہ
فعل کے معمول کا مصاحب ہو
۵ مفعول معہ
ملحقات بالمفاعیل
مبین ہو
مبین وصف
۶ حال
مبین ذات
۷ تمیز
مبین نہ ہو
۸ مستثنیٰ
حرف
معمول
مسند
کلام موجب
۱۱ افعال ناقصہ کی خبر
کلام غیر موجب
۱۲ ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر
مسند الیہ
کلام موجب
۹ حروف مشبہ بالفعل کا اسم
کلام غیر موجب
۱۰ لائے نفی جنس کا اسم

(۱۱) اسم لائے نفی جنس (۱۲) خبر ما ولا المشبہتین بلیس

مفعول مطلق کی تعریف: ہر وہ مصدر ہے جو ماقبل میں مذکور فعل کے معنی میں ہو۔

وجہ تسمیہ: اس کو مطلق اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ قیودات سے خالی ہے یعنی به، له، معه، فیه سے۔

مفعول مطلق تین اغراض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔(۱) تاکید کے لئے۔ جیسے: و النشطت نشطا (۲) نوع کی بیان کے لئے۔ جیسے: ضربت ضرب الامیر۔

(۳) بیان عدد کے لئے جیسے ضربت ضربتین

اقسام مفعول مطلق

مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مفعول مطلق بلفظ (۲) مفعول مطلق بغیر لفظ

پہلے کی مثال: والناشطات نشطا۔ دوسرے کی مثال: و النازعات غرقا۔

ضابطہ (۱۱۸): کبھی کبھی مفعول مطلق عامل محذوف کے لئے واقع ہوتا ہے۔ جب قرینہ موجود ہو اور موکد بھی نہ ہو۔ جیسے: فضرب الرقاب ای فاضربوا ضرب الرقاب۔ یا آنے والے کے لئے کہتے ہیں۔ خیر مقدم ای قدمت قدوما خیر مقدم۔

ضابطہ (۱۱۹): وہ کلمات جو ہمیشہ بغیر ذکر فعل کے منصوب واقع ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

سبحان اله، معاذ الله، لبیك ۔ سعدیك، حنانیك ۔ سقیا، یشکرا، حمدا، رعیا، عفوا، رجاء ا، سمعا و طاعة ، سلاما، عغماعنه، عجباللك۔

ضابطہ (۱۲۰): مصدر جب مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف تو اس کا فعل حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: سبحان الله سبحت سبحان الله۔

ضابطہ (۱۲۱): مصدر کی دو قسمیں ہیں: (۱) مبہم (۲) مختص

مبہم کی تعریف: کہ اپنے فعل کے معنی کے ساتھ بغیر کمی و زیادتی کے برابر ہو۔ اور یہ صرف تاکید کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے: تمت قیاما۔

مختص کی تعریف: وہ مصدر ہے جو اپنے فعل سے نوع یا عدد کے لئے فائدے کے اعتبار سے زائد آ جائے۔ جیسے: سرت سیر العقلا، و ضربت اللص ضربتین۔

ضابطہ (۱۲۲): کبھی مفعول مطلق اپنے فعل کے تلفظ کے عوض میں آتا ہے۔ جیسے: ایمانا لا کفرا ای امن و لا تکفر۔ اور جیسے: سمعا و طاعة ای اسمع و اطع۔

ضابطہ (۱۲۳): جو مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے اس کا تثنیہ اور جمع نہیں آتا اور فعل کا تثنیہ اور جمع نہیں آتا۔

اور مفعول مطلق عدد کے لئے ہو تو بغیر کسی اختلاف کے وہ تثنیہ اور جمع آ سکتا ہے۔

ضابطہ (۱۲٤): أن مصدریہ مع الفعل مفعول مطلق واقع نہیں ہو سکتا اس لیے کہ أن فعل کو استقبال کے ساتھ خاص کرتا ہے۔ اور تاکید تو مصدر مبہم کی ہوتی ہے۔ (ھمع العوامع شرح جمع الجوامع)

ضابطہ (۱۲۵): مصدر کی دو قسمیں ہیں۔ متصرف، غیر متصرف۔

متصرف: متصرف کا معنی یہ ہے کہ یہ فاعل۔ نائب فاعل مبتداء، خبر، مفعولبہ، وغیرہ واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا۔

غیر متصرف: کا معنی یہ ہے کہ صرف منصوب واقع ہو بناء بر مفعول مطلق۔ جیسے: معاذ الله۔ سبحان الله۔

ضابطہ (۱۲٦): وہ مفعول مطلق جو تاکید کے لئے واقع ہو اس کا عامل حذف کرنا جائز نہیں۔

ضابطہ (۱۲۷): جو مصادر فعل کے قائم مقام واقع ہوں تو اس کا عامل کا ذکر کرنا درست نہیں۔ جیسے: سقیالك و رعیا۔

ضابطہ (۱۲۸): بعض مصادر دعاء کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے افعال استعمال میں مھمل ہوتے ہیں۔ جیسے: ویله، ویبه، ویحه، ویسه۔

ضابطہ (۱۲۹): ظ اا البتۃ جب کلام میں واقع ہوتو یہ مفعول مطلق واقع ہوتا ہے اور اسمیں ھمزہ علی القول الرجح وصلی ہے۔

ضابطہ (۱۳۰): لفظ (ایضا) جب کلام میں واقع ہوتو یہ مفعول مطلق فعل محذوف کے لیے بنتا ہے۔جیسے: ایضا تقدیرہ اض ایضا

ضابطہ (۱۳۱): بعض الفاظ کلام عرب میں مفعول مطلق تثنیہ واقع ہوتے ہیں۔اور اس سے مراد کثرت ہوتی ہے۔جیسے: لبیك، و سعدیك، حنانیك، دوالیك، حذاریك۔

ضابطہ (۱۳۲): مفعول مطلق اور فعل میں توافق بحسب المعنی ضروری ہے لیکن توافق بحسب اللفظ والباب ضروری نہیں جیسے: و تبتل الیه تبتیلا، رجع القهقری، فعدت جلوسا۔ اس کا مطلب یہ ہے مفعول مطلق اور فعل کا معنی میں متحد ہونا تو ضروری ہے لیکن الفاظ میں متحد ہونا ضروری نہیں بلکہ تغایر بھی ہوسکتا ہے جس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) تغایر فی الباب والمادہ جیسے واوجس فی نفسه خیفة۔

(۲) تغایر فی الباب جیسے انبت نباتا وتبتل الیه تبتیلا۔

(۳) تغایر فی المادہ جیسے جلست قعودا۔

ضابطہ (۱۳۳): ما للتوکید فوحد ابدا وثن و اجمع غیرہ و افردا

ضابطہ (۱۳٤): چند اسماء مصدر کے علاوہ بھی مفعول مطلق واقع ہوتے ہیں (۱) لفظ (کل) اور (بعض) اور (ای الکمالیة) جب مصدر کی طرف مضاف ہوں جیسے: فلا تمیلو اکل المیل۔(۲) لفظ (ما اور ای) جیسے: شرطیہ واستفہامیہ۔

(۳) مصدر کی صفت جیسے سرت احسن السیر۔

(۴) ضمیر جو اس کی طرف عائد ہو جیسے: فانی اعذبه عذابا لا اعذبه احدا من العالمین۔

(۵) اسم اشارہ جس کا مشار الیہ مصدر ہو جیسے: هل اجتهدت اجتهادا حسنا کے جواب میں کہا جائے اجتهدت ذالك۔(۶) اسم مصدر جیسے: کلمت کلاما۔

(۷) نوع یا عدد پر دال ہو جیسے: رجع القهقری، ۔ فاجلد و اهم ثما نین جلدة۔

فائدہ: اسم المصدر ما ساوی المصدر فی الدلالة علی معناه و خالفه من ناحية الاشتقاق بنقص حروف

فائدہ: مصدر اور اسم مصدر میں لفظی فرق تو واضح ہے اور معنوی فرق یہ ہے کہ مصدر کی دلالت حدث پر اصالۃً و مباشرۃً ہوتی ہے۔ جب کہ اسم مصدر کی غیر مباشرۃ و تبعا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی اولا دلالت مصدر پر ہوتی ہے۔ پھر ثانیا حدث پر ہوتی ہے۔ (مزید تحقیق خضری، الصبان)۔

(۲) مفعول بہ

تعریف: مفعول بہ ہر وہ اسم ہے جس پر فعل کا فاعل واقع ہو وقوع سے مراد تعلق ہے۔ وہ تعلق جو اولا ہو فعل کے تعلق کے بعد۔ اولا کی قید سے تمیز اور مستثنیٰ خارج ہوئے۔

ضابطہ (۱۳۵): مفعول بہ کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں لفظ (کو یا سے) آتا ہے۔ اور (کس کو) کے سوال کے جواب میں واقع ہوتا ہے جیسے: ضربت زیدا، انزل من السماء ماءً۔

ضابطہ (۱۳۶): مفعول بہ کی صورتیں:

(۱) اسم صریح واقع ہو۔ جیسے: و کلا جعلنا نبیا، الاية

(۲) ضمیر متصل واقع ہو۔ مثال: وما ارسلنك...... الخ، الاية

(۳) ضمیر منفصل واقع ہو۔ جیسے: اياك نعبد، الاية

(۴) مصدر مؤول واقع ہو۔ جیسے: ان الله لا يستحی ان يضرب...... الخ، الاية

(۵) جملہ واقع ہو۔ مثال: قال انی عبد الله، الاية

ضابطہ (۱۳۷): کبھی کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے۔ جیسے: ضرب عمروا زید۔

ضابطہ (۱۳۸): مفعول بہ کا عامل کبھی ذکر ہوتا ہے اور کبھی حذف ہوتا ہے۔ ذکر کرنا تو اصل

ہے اور یہ حذف جو خالف القیاس ہے یہ دو قسم پر ہے (۱) جوازی (۲) وجوبی

جوازی: جوازی حذف وہاں ہوتا ہے جہاں قرینہ موجود ہو پھر یہ قرینہ دو قسم پر ہے حالیہ، مقالیہ۔

حالیہ: حالیہ کی مثال جیسے مکة یا شیخ مثلاً کوئی شخص حج کیلئے جارہا تاحاحرام باندھا تھا۔ تو اس سے کسی نے مکہ یا شیخ ای اترید مکة یا شیخ۔

مقالیہ: مقالیہ کی مثال جیسے من ضربت جواب میں کر دے زیدا اب یہاں پر یہ قول قرینہ ہے۔

(۱) **تحذیر**: نصب الاسم بفعل محذوف یفید التنبیه و التحذیر و یقدر بما یناسب المقام کاحذر، باعد، تجنب، ق، اتق جیسے: ایاك من الاسد ۔ الطریق الطریق ۔ الله الله فی اصحابی۔

فائدته: تنبیه المخاطب علی امر مکروه لیجتنبهٗ

(۲) **منادی**: مفعول بہ ہوتا ہے خواہ لفظاً منصوب ہو یا محلاً جیسے: یا عبد الله یا زید اصل میں: ادعو زیدا، ادعو عبدالله تھا۔

(۳) **اغراء**: نصب الاسم بفعل محذوف یفید الترغیب و التشویق و الاغراء و یقدر بما یناسب المقام کالزم، اطلب افعل جیسے: اخاك اخاك ای الزم۔

فائدته: تنبیه المخاطب علی امر محمود لیفعله

(٤) **منصوب علی سبیل التخصیص**: نصب الاسم بفعل محذوف تقدیره اخص او اعنی منصوب علی سبیل تخصیص: اس کو کہتے ہیں جو کہ اخص فعل محذوف کیلئے مفعول بہ بنے۔ اس کے لیے چند مقامات ہیں۔

پہلا مقام: پہلا یہ ہے کہ ضمیر متکلم سے بعد کوئی اسم معرف باللام آجائے۔ مثال جیسے: نحن العرب اکرمنا الناس یہاں پر اخص نحن کے بعد حذف ہے ای نحن اخص العرب

دوسرا مقام: کہ ضمیر متکلم کے بعد کوئی اسم مضاف الی المعرف باللام آجائے۔ مثال جیسے: نحن معاشر الانبیاء لا نورث یہاں پر نحن کے بعد اخص فعل محذوف ہے ای نحن اخص معاشرًا الانبیاء۔

تیسرا مقام: کہ ضمیر متکلم کے بعد ای آ جائے۔ مثال جیسے: نحن افعل كذا ايها الرجل یہاں پر اخص فعل محذوف ہے ای نحن افعل كذا اخص الرجل منصوب محلاً مفعول بہ برائے اخص۔

چوتھا مقام: کہ ضمیر مخاطب کے بعد آتا ہے۔ مثال جیسے: بك الله نرجو الفضل اى اخص الله نرجو الفضل۔

جیسے نحن معاشر الانبياء لا نورث ماتركناه صدقة نحن العرب نكرم الضيف اور یہ جملہ معترضہ ہوگا۔

(۵) **ما اضمر عامله على شريطة التفسير** جیسے: زيدا ضربته ۔ والقمر قدرناه اصل میں قدرنا القمر قدرناه اور اگر او القمر قدرنا پڑھے تو والقمر مفعول بنے گا۔ مقدم قدرنا فعل کیلئے

(۶): **منصوب على سبيل المدح و الذم والترحم** اس کو کہتے ہیں کہ کسی اسم مجرور کو جر سے نقل کر کے مرفوع پڑھنا یا منصوب پڑھنا۔ اگر مرفوع پڑھا جائے تو مبتداء محذوف نکالا جائے گا اور اگر منصوب پڑھا جائے تو مدح کی صورت میں امدح فعل نکالا جائے۔ مثال جیسے: بسم الله الرحمن الرحيم اى امدح الرحمنَ الرحيمَ۔

ذم کی صورت میں ارحم فعل نکالا جائے گا م مثال جیسے مررت بزيد المسكينَ اى ارحم المسكين۔

(۳) مفعول له

مفعول له کی تعریف: ہر وہ اسم جو مصدر ہو اور دلالت کرے مذکور فعل کی علیت پر یعنی فعل مذکور کس علت اور کس وجہ سے واقع ہوا۔ جیسے: قعدت عن الحرب جبنا۔

یا فعل مذکور اس اسم کے حاصل کرنے کے لئے واقع ہوا ہو۔ جیسے: ضربت زيدا تاديبا ۔ يبين الله لكم ان تضلوا، الاية یہ دونوں کی مثال ہے۔

ضابطہ (۱۳۹): مفعول لہ کی پہچان اور علامت: یہ بھی مصدر ہوتا ہے اور فعل کی علت اور سبب ہوتا ہے اور اس کے معنی میں لفظ (واسطے، کے لئے، بوجہ، بسبب) آتا ہے۔ اور (کیوں

، کس واسطے، کس لئے، کسی وجہ سے) سوال کیا جائے تو جواب میں آ تا ہے جیسے: ولا تقتلوا اولا دکم خشية املاق ، ضربته تاديبا، جئت رغبة فيك۔

فائدہ: مفعول مطلق اور مفعول لہ دونوں مصدر ہوتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اگر ماقبل والے فعل یا شبہ فعل کا مصدر ہو تو مفعول مطلق اگر نہیں تو مفعول لہ جیسے: ضربت ضربا ۔ ضربت تاديبا۔

ضابطہ (۱٤۰): مفعول لہ کے منصوب ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔(۱) مفعول لہ اور فعل معلل کا فاعل ایک ہو۔(۲) زمانہ بھی ایک ہو۔

اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں تو مفعول لہ (لام) یا (من) یا (باء) یا (فی) کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے جیسے: من خشية الله ۔ فبظلم من الذين هادوا، ان امراة دخلت النار في هرة۔

لیکن اسکو بعض نحاۃ مفعول لہ کہتے ہیں۔

اور جمہور اسکو مفعول لہ کہتے ہیں جو تقدیر لام کے ساتھ منصوب ہو۔

ضابطہ (۱٤۱): مفعول لہ متعدد واقع نہیں ہوسکتے البتہ عطف بیان اور بدل سے مانع نہیں۔ولا تمسكو من ضرارا لتعتدوا اس میں (لتعتدوا) دوسرا مفعول لہ نہیں بلکہ ضرارا کے متعلق ہے۔

ضابطہ (۱٤۲): مفعول لہ کا حذف بھی جائز ہے جیسے: يبين الله لكم ان تصلوا ای كراهة ضلالكم (مغنی اللبيب)۔

ضابطہ (۱٤۳): زجاج نحوی کے نزدیک یہ مفعول لہ نہیں بلکہ یہ فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق ہے۔یعنی تادیبا کی تقدیر یہ ہوگی ۔ ادبته تاديبا اور جبنا کی تقدیر یہ ہوگی ۔ جبنت جبنا۔

(٤) مفعول فیہ

ضابطہ (۱٤٤): اس کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ظرف ہوتا ہے اور اس کے معنی میں لفظ (میں) آتا ہے اور (کس میں) کے سول کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔

مفعول فیہ کی تعریف: وہ اسم زمان یا مکان جس کو اس لیے ذکر کیا جائے کہ اس میں فعل مذکور واقع ہے۔ جیسے: صمت دھرا ۔ سافرت شھرا۔ ورمفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے کیونکہ ظرف کا معنی ہوتا ہے برتن اور یہ مفعول فیہ بھی فعل کے واسطے بمنزل برتن کے ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے اس کا نام ظرف رکھا گیا ہے اور ظروف کی دو قسمیں ہیں۔ ظرف زمان اور ظرف مکان۔ جسکی پہچان کے لئے ضابطہ یہ ہے اگر (متی) کے جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ ظرف زمان ہوگا اور جو ظرف (این) کے جواب بننے کے صلاحیت رکھتا ہو تو وہ ظرف مکان ہوگا پھر ظرف زمان و مکان ہر ایک کی دودو دو قسمیں ہیں (۱) متصرف (۲) غیر متصرف۔

ظرف متصرف: متصرفہ اس کو کہا جاتا ہے کہ ظرف کے علاوہ اور چیز بھی واقع ہوسکتا ہو۔ یوم، مکان الیوم مبارك و المكان طاهر۔ اليوم يوم الرحمة یہ دونوں مسند الیہ کی مثالیں ہیں۔ اور مفعول بہ کی مثال و اتقوا يوما لا تجزى نفس عن نفس شيئا۔ یہاں یوما مفعول بہ واقع ہے

ظرف غیر متصرف: غیر متصرفہ: وہ ہے جولازم الظر فیۃ یا شبہ الظر فیہ ہو۔

لازم الظر فیہ کی مثال قط۔

شبہ الظر فیہ: جو جر کو بھی قبول کرتا ہو۔ کقولہ تعالیٰ " و من قبله كتاب موسىٰ اماما و رحمة

(۲) پھر متصرف اور غیر متصرف ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ (۱) متصرف منصرف غیر منصرف (۲) غیر متصرف منصرف وغیر منصرف۔

متصرف منصرف کی مثال: جیسے: یوم، شھر

(۲) متصرف غیر منصرف کی مثال: غدوة ، بكرة ، ضحوة جب یہ علم ہو۔

(۳) غیر متصرف منصرف جیسے: سحر ، لیل، نھار، جب ایک معین وقت مقصود نہ ہو۔

(۴) غیر منصرف غیر متصرف۔ جیسے: سحر ، لیل، نھار جب وقت معین مراد ہو۔

ضابطہ (۱٤٥): غیر منصرف میں قبل صفت مقدر کرنا واجب ہے۔ جیسے: قليلا ما تشكرون اى فى احيان قليل...... الخ

اور حصر ف زمان میں 'فی' کو مقدر کرنا واجب ہے۔ جیسے: کل یوم۔

اور ظرف مکان کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مبہم یعنی خاص مکان نہ ہو یہ جہات ستہ پر مشتمل ہیں۔ جیسے: فوق، تحت، یمین، شمال، خلف امام اور جو اس کے مشابہ ہیں۔ جیسے: او اطرحوہ ارضا، ای فی ارض (۲) جو زمین کی مقدار پر دلالت کرتا ہو۔ مثال: سرت فوسخا۔

(۳) اسم مکان یعنی ظرف صفتی جو اپنے عامل کے مصدر سے مشتق ہو۔ جیسے: قام مقامہ

ضابطہ (۱۴۶): ظرف مکان جب دخل، سکن، نزل، افعال کے بعد واقع ہو تو یہ ظرف مکان مفعول بہ ہونے کی بناء پر منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے: دخل مسجدا۔

یہ مفعول بہ اور مفعول فیہ دونوں بن سکتا ہے لیکن ظرف جب ضمیر واقع ہو تو 'فی' مقدر کرنا جائز ہے۔ نہارا صمتہ کہنا جائز نہیں بلکہ صمت فیہ صحیح ہوگا۔

ضابطہ (۱۴۷): وقد ینوب عن مکان مصدر و ذالک فی ظرف الزمان یکثر جیسے: اخرج من البیت شروق الشمس، و اعود الیھا غروبھا، جلست قرب المدینۃ۔ اور اسی طرح صفت جیسے: ضربت طویلا من الدھر اور ایسے اسم عدد اور لفظ (کل) اور (بعض) جب ظرف ظمان یا مکان کی طرف مضاف ہوں جیسے: مشیت خمس ساعاتٍ، نمت کل اللیل۔

ضابطہ (۱۴۸): ظروف زمان اور مکان مرکب بھی واقع ہوتے ہیں۔ جن کی دونوں جزئیں مبنی بر فتح ہوتی ہیں جیسے: صباح مساء، یوم یوم، صباحِ صباح، بین بین، مبعنی کل صباح، کل مساء۔

(۵) مفعول معہ

ضابطہ (۱۴۹): مفعول معہ کی پہچان اور علامت یہ ہمیشہ واو بمعنی مع کے بعد آتا ہے۔ اس لئے اس کے معنی میں لفظ (ساتھ) آتا ہے جیسے: استوی الماء و الخشبۃ، یسبحن و الطیر۔

مفعول معه کی تعریف: مفعول معہ وہ اسم فضلہ ہے جو واؤ بمعنی کے بعد ہو اور فعل کے مفعول کے لئے مصاحب ہو۔

ضابطہ (۱۵۰): مفعول معہ اپنے عامل پر مقدم نہیں ہوسکتا۔

ضابطہ (۱۵۱): مفعول معہ اپنے عامل اور مصاحب پر ہرگز مقدم نہیں ہوسکتا۔

ضابطہ (۱۵۲): واؤ کے بعد اسم کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اس اسم کو ماقبل کے حکم میں شریک کرنا درست نہ ہو تو نصب علی المعیۃ واجب ہوگی۔ جیسے:
فاجمعوا امرکم و شرکاءکم ۔ والذین تبوؤ االدار والایمانَ ۔ رجع سعید و الشمسَ۔

(۲) شریک کرنا درست ہو مگر مانع عن العطف موجود ہو تب بھی نصب علی المعیۃ واجب ہوگی۔
جیسے: جئت و سعیدا۔

(۳) اور اگر شریک کرنا درست ہو اور مانع بھی نہ ہو لیکن مقصود متکلم معیت ہو تو تب بھی نصب علی المعیت واجب ہوگی۔ جیسے: لا تسافر انت و عدوك۔

(۴) شریک کرنا واجب ہوگا: تصالح سعید و خالد ۔

(۵) تشریک جائز ہو بلا مانع تو دونوں جائز ہیں جیسے: سافرت انا و خلیل ۔

(٦) حال

ضابطہ (۱۵۳): اس کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ اس کے معنی میں لفظ (اس حالت یا اس حال اور درانحالیکہ) آتا ہے۔ اور (کس حالت) اور (کس حال) کے جواب میں آتا ہے
جیسے: فادعوا اللہ مخلصین لہُ الدین و ینقلب الی اھلہ مسرورا۔

تعریف : حال وہ وصف فضلہ ہے جو ذوالحال کی حالت بیان کرے اور ذوالحال فاعل یا مفعول ہوتا ہے حقیقی یا حکمی جیسے: جاء نی زید راکبا ۔ضربت زیدا مشدودا ۔

فائدہ: فاعل اور مفعول حکمی سے پانچ چیزیں مراد ہیں۔ جن سے حال واقع ہوسکتا ہے۔

(۱) مبتداء سے حال واقع ہو جیسے: زید راکبا حسن ۔

(۲) مفعول معہ سے۔ اگر مفعول معہ کے ماقبل فاعل ہو تو پھر فاعل کے ساتھ صدور میں شریک ہے تو فاعل حکمی ہوگا اگر ماقبل مفعول تھا تو پھر مفعول کے ساتھ وقوع میں شریک ہے تو مفعول بہ حکمی ہوگا جیسے: جئتك وزیدا راکبا، کفاك وزیدا رکبا۔

(۳) مفعول مطلق سے حال واقع ہو اور مفعول مطلق بھی مفعول حکمی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اسکا معنی ہے احدثت ضربا شدیدا ۔لھذا یہ مفعول بہ حکمی ہوا۔

(۴) مجرور بالحرف سے جیسے: مررت بھند جالسة ۔اب یہ جالسة حال ہے۔ لیکن حکما مفعول بہ ہے۔

(۵) مجرور بالاضافت بشرطیکہ مضاف مضاف الیہ کی جزء ہو۔ جیسے: ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا اس کے حال واقع ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں۔

ضابطہ (۱۵٤): حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔

سوال: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ ، ادخل الاول فالاول میں (وحدہ) معرفہ حال بن رہا ہے۔ حالانکہ آپ نے کہا حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔

ضابطہ (۱۵۵): **جواب**: حال کا اصل نکرہ ہے۔ معرفہ ہونا خلاف اصل ہے۔ لہذا جہاں بھی معرفہ حال بن رہا ہوگا تو اس کو نکرہ کی تاویل کر دیا جائے گا۔ اور آپ کی پیش کردہ مثالوں میں (وحدہ) منفردا کی تاویل میں ہے۔ اور دوسرا مترتبین کی تاویل میں ہے۔

ضابطہ (۱۵٦): ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے: فی الدار جالسا رجل۔

سوال: مررت یا مراة جالسة اوز الکلمة لفظ وضع لمعنی مفردا میں بامراۃ اور (لمعنی) ذوالحال نکرہ ہے لیکن حال مقدم نہیں موخر ہے۔ حالانکہ آپ نے کہا ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرنا واجب ہے۔

ضابطہ (۱۵۷): **جواب**: یہی ایک صورت مستثنیٰ ہے کہ ذوالحال اگر نکرہ مجرور ہو تو پھر

حال کو مقدم کرنا واجب نہیں۔

ضابطہ (۱۵۸): حال بمنزلہ خبر اور صفت کے ہے۔ جس طرح خبر اور صفت متعدد ہو سکتی ہیں اسی طرح ایک ذوالحال سے متعدد حال بن سکتے ہیں۔ ان الله يبشرك بيحيى مصدقا بكلمة من الله و سيدا و حصورا و نبيا من الصالحين۔

ضابطہ (۱۵۹): جب ذوالحال اسم عین ہو، تو اس سے ظرف زمان حال واقع نہیں ہو سکتا۔ اسم عین کی مثال: رجل، حصان

ضابطہ (۱٦۰): حال لزوم اور انتقال کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) منتقلہ (۲) ملازمہ

ضابطہ (۱٦۱): حال باعتبار قصد کے دو قسم پر ہے۔ (۱) مقصورہ (۲) موطئہ۔ یعنی موصوف جامد واقع ہو۔ فتمثل لها بشرا سويا، الآیۃ

ضابطہ (۱٦۲): حال باعتبار تبیین اور تاکید کے (۲) دو قسم پر ہے۔

(۱) مبینہ (۲) موکدہ

ضابطہ (۱٦۳): حال اپنے ذوالحال پر جاری ہونے کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ (۱) حقیقیہ یعنی بنفسہ حال ہو۔ جیسے: فتبسم ضاحكا (۲) سببیہ باعتبار متعلق حال ہو۔ جیسے: مررت بالدار قائما سكانها۔

ضابطہ (۱٦٤): زمانے کے اعتبار سے حال دو قسم پر ہے۔

(۱) مقارنہ (۲) مقدرہ۔ زمانے سے مراد استقبال ہو۔ جیسے: فا دخلوها خلدين اى مقدرين خلودا

ضابطہ (۱٦۵): قرینے کی موجودگی میں عامل حال کو حذف کیا جا سکتا ہے جیسے مسافر سے کہا جاتا ہے سالما غانما، اى ترجمع سالما غانما۔

ضابطہ (۱٦٦): حال محذوف ہونے کی صورت میں مذکورہ ظرف یا جار مجرور اس کے

متعلق ہوگا۔ جیسے: هذا كتابك فوق المنضده اى كائنا فوق المنضده

جار مجرور کی مثال: ها هي يدى فى جيبى اى داخلة فى جيبى۔

ضابطہ (۱۶۷): حال مفرد بھی ہوتا ہے جس کی مثالیں گذر چکی ہیں۔ اور جملہ بھی ہوتا ہے البتہ جملہ کے حال ہونے کے لئے دو شرائط ہیں۔ پہلی شرط: جملہ خبریہ ہو۔ دوسری شرط: اس میں رابطہ بھی ہو۔

ضابطہ (۱۶۸): جملہ انشائیہ کا حال واقع ہونا قلیل اور خلاف اصل ہے۔ لہذا ایسی امثلہ کی تاویل (مقولا فى حقه) سے کردی جائے گی۔

ضابطہ (۱۶۹): **جواب**: جملہ حالیہ کے لئے دو چیزیں رابطہ بنتی ہیں۔ (۱) واو (۲) ضمیر جملہ اسمیہ دونوں سے جیسے: لا تقربوا الصلوة و انتم سكارى ، و ما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام، فاستقيما و لا تتبعان (بتخفيف نون فى قرأة) فانقلبوا بنعمة من الله و فضل لم يمسسهم سوء، انى يكون لى غلام و لم يمسسنى بشر، انى يكون لى غلام و قد بلغنى الكبر، جاؤ اكم حصرت صدورهم۔

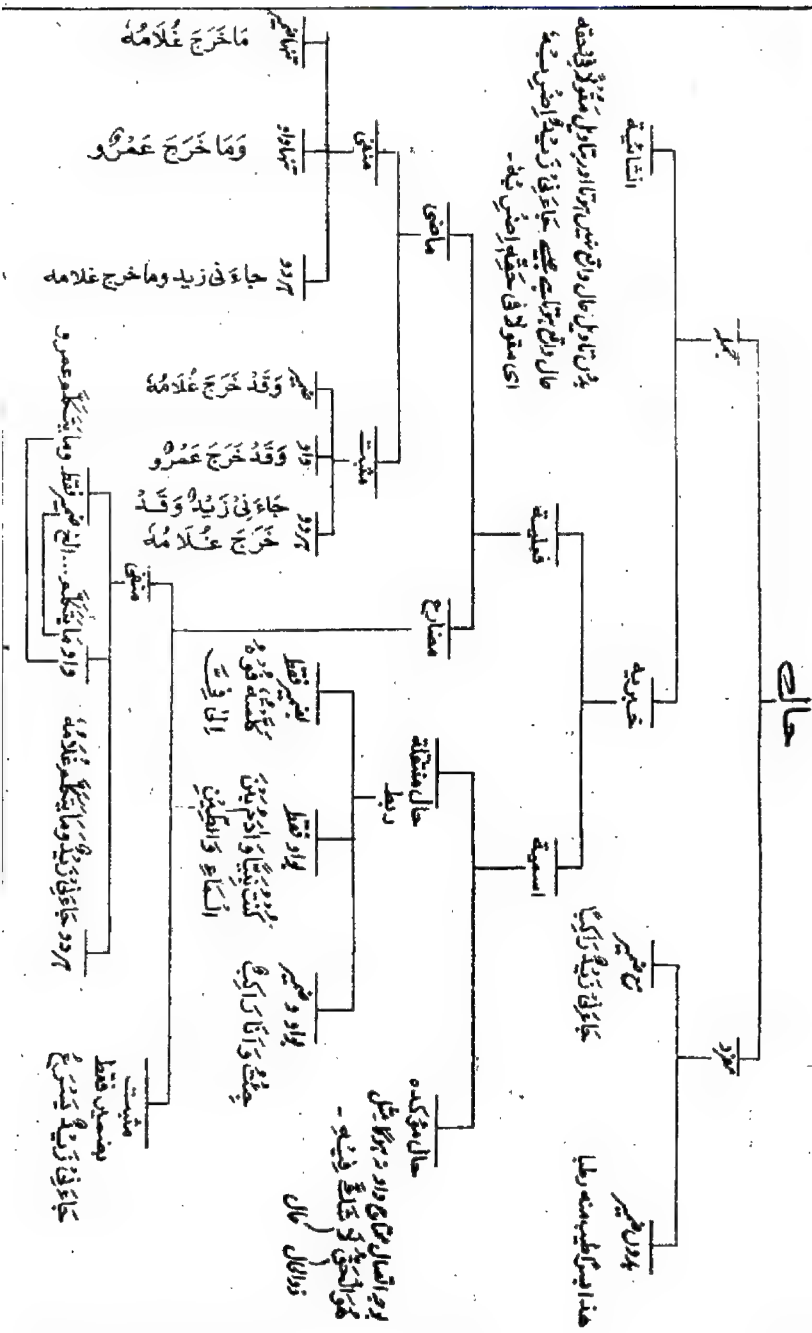
جملہ مضارعہ مثبتہ: کے لئے رابطہ فقط ضمیر ہے۔

سوال: لم توذوننى و قد تعلمون انى رسول الله اليكم میں کیا جواب ہے۔

جواب: ایسی صورت میں اس جملہ اسمیہ کی تاویل کر دیا جاتا ہے۔ و قد تعلمون کی تاویل و انتم تعلمون ہے۔ ربط کے لئے شعر:

حال گر مثبت مضارع اوداں با ضمیر
غیر ایں با واو و مضمر یا بہ ہر یک بے خطا

فائدہ: کوفیین کے نزدیک حال اگر جملہ ماضیہ مثبتہ ہو تو (قد) کا لانا ضروری نہیں۔ جب کہ بصریین کے ہاں ضروری ہے۔ لیکن راجح مذہب کوفیین کا ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید کی تائید انہیں حاصل ہے جیسے: جاؤکم حصرت صدورهم میں (حصرت) بغیر قد حال ہے۔


حال
مفرد
جملہ
بدون ضمیر
هذا بسرا اطيب منه رطبا
مع ضمیر
جاءني زيد راكبا
خبریہ
انشائیہ
بدون تاویل حال واقع نہیں ہوتا اور بتاویل مقولا فی حقہ حال واقع ہوتا ہے جیسے جاءنی زید اضربہ ای مقولا فی حقہ اضربہ۔
اسمیہ
فعلیہ
حال مؤکدہ
بوجہ اتصال محتاج واو نہ ہوگا مثل هو الحق لا شك فيه۔
ذوالحال
حال
حال منتقلہ
ربط
بواو و ضمیر
جئت وانا راكب
بواو فقط
كنت نبيا وادم بين الماء والطين
بضمیر فقط
كلمته فوه الى في
مضارع
مثبت
بضمیر فقط
جاءني زيد يسرع
منفی
ہر دو جاءني زيد وما يتكلم غلامه
واو ما يتكلم ... الخ
ضمیر فقط وما يتكلم عمرو
ماضی
مثبت
ہر دو
جاءني زيد وقد خرج غلامه
واو
وقد خرج عمرو
ضمیر
وقد خرج غلامه
منفی
ہر دو
جاءني زيد وما خرج غلامه
تنہا واو
وما خرج عمرو
تنہا ضمیر
ما خرج غلامه

ضابطہ (۱۷۰): واعلم ان الحال علی عشرۃ اقسام۔

(۱) **حال منتقلہ:** ما ینتقل عن ذوی الحال غالبا نحو قولہ تعالی: و اد خلو الباب سجدا۔

(۲) **حال دائمہ:** ما یکون دائما لذی الحال۔ نحو: کفی باللہ شھیدا و یکون کالدائم۔ مثل شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو و الملئکۃ و اولو العلم قائما بالقسط۔

(۳) **حال محققہ:** ما یکون موجود بالفعل۔

(٤) **حال مقدرہ:** ما لا یکون موجودا بالفعل فی زمان الاخبار بل یقدر و جوودہ فی زمان اخر نحو فادخلو ھا خالدین ای مقدرین لخلود کم۔

(٥) **حال مترادفہ:** ان یکون حال بعد حال من ذی الحال الواحد۔

(٦) **حال متداخلہ:** ان یکون حالا من معمول الحال الاول مثالھما فخرج منھا خایفا یترقب۔

(۷) **حال مؤطئہ:** ما یکون جامدا موصوفا بصفۃ مشتقۃ مثل انا انزلنا قرانا عربیا فتمثل لھا بشرا سویا۔

(۸) **حال موکدہ عامل کے لئے:** مثل:فتبسم ضاحکا۔

(۹) **حال موکدہ ذوالحال کے لئے:** مثل:لآ من من فی الارض کلھم جمیعا۔

(۱۰) **حال موکدہ مضمون جملہ کے لئے** : و ھی الاتیۃ بعد جملہ معقودۃ من اسمین معرفتین جامدین و ھی دالۃ علی وصف ثابت مستفاد من تلک الجملۃ مثل زید ابوک عطوفا۔

ضابطہ (۱۷۱): حال کوحذف کرنا جائز ہے۔جیسے: ربنا تقبل منا سے پہلے یقولان محذوف ہے۔جوکہ ماقبل سے حال ہےاوراس کے عامل کا حذف بھی جائز ہے۔جیسے: بلی قادرین یہ حال ہےجس کا عامل نجمعھا مقدر ہے۔

ضابطہ (۱۷۲): فاء کے بعد جملہ اپنے ماقبل کے لئے حال نہیں بن سکتا۔اس لئے کہ

افعال میں ترتیب نہیں ہوتی اور فاء آتی ہے ترتیب کے لئے۔ جیسے: فهم لا يرجعون حال نہیں ہوسکتا ماقبل کے لئے۔

ضابطہ (۱۷۳): جعل اگر بمعنی خلق کے ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو کر اس کا دوسرا مفعول پہلے مفعول سے حال بنے گا۔ جیسے: الم نجعل الارض مهدا، الاية

ضابطہ (۱۷٤): اسم معرفہ کے بعد جب جار مجرور واقع ہو تو اکثر یہ ظرف متعلق ہو کر اس اسم معرفہ سے حال بنتا ہے

ضابطہ (۱۷۵): حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جب حال اور ذوالحال دونوں نکرہ ہوں تاکہ صفت کے ساتھ حالت نصب میں التباس لازم نہ آئے تقدیم کی صورت میں التباس اس طرح باقی نہیں رہتا کہ صفت اپنے موصوف پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ جیسے: رأيت رجلا راكبا کہا جاسکتا ہے اور رأيت راكبا رجلا اسی وقت صحیح ہوگا جب راکب کو حال مقدم مانا جائے۔

(۷) ﴿تمیز﴾

ضابطہ (۱۷٦): اس کی علامت اور پہچان یہ ہے کہ اس کے معنی میں لفظ (از روئے باعتبار، حیثیت) آتا ہے جیسے: رئيت احد عشر کوکبا۔

تعریف: ہر وہ اسم نکرہ جو بمعنی من کے ہو اور ماقبل اسم کے ابہام کو دور کرے یا جملے کی نسبت سے ابہام کو دور کرے۔

﴿الفرق بين الحال و التميز﴾

تمیز پانچ چیزوں میں حال کے ساتھ متفق ہے۔

(۱) اسمیت (۲) کارت (۳) دونوں منصوب (۴) دونوں فضلہ (۵) رفع ابہام میں

اور سات چیزوں میں متفرق ہے۔ (۱) حال جملہ اور ظرف اور اجار مجرور واقع ہوسکتا ہے اور تمیز صرف اسم

(۲) کلام کا معنی کبھی حال پر موقوف ہوتا ہے نہ کہ تمیز پر

(۳) حال متعدد واقع ہو سکتا ہے نہ کہ تمیز۔

(۴) حال اپنے ذوالحال کی ھیئت کو بیان کرتا ہے اور تمیز کو بیان کرتی ہے۔

(۵) حال کبھی کبھار اپنے عامل پر مقدم ہو سکتا ہے نہ کہ تمیز علی الاصح

(۶) اصل حال میں اشتقاق ہوتا ہے اور تمیز میں جامد ہونا

(۷) حال اپنے عامل کو موکد کرتا ہے نہ کہ تمیز،

ضابطہ (۱۷۷): وہ مشہور اسماء جن کی ذات یعنی مدلولات میں ابہام واقع ہوتا ہے کل گیارہ ہیں۔

(۱) ماجب بمعنی شئی ہو

(۲) الذی اور انکے متفرعات

(۳) ما موصولہ اور شرطیہ اور اسی طرح من موصولہ جب اس کا صلہ محذوف ہو

(۴) اضمار جو اسم ہے

(۵) العدد

(۶) کذا جو عدد مجہول پر دلالت کرتا ہو۔

(۷) کم اور کائین جو عدد کثیر یعنی جو محدود نہ ہو اس پر دلالت کرتا ہو

(۸) کم استفہامیہ جس کے ذریعے عدد کے بارے میں پوچھا جائے

(۹) ہر وہ لفظ جو مساحت پر دلالت کرے جیسے: قصبہ مرلع، قدر کف

(۱۱) لفظ جو وزن پر دلالت کرے جیسے رطل، درھم، ثقل۔

ضابطہ (۱۷۸): تمیز کے لئے ضروری نہیں کہ ہر وقت منصوب ہی ہو۔ مجرور بھی آ سکتا ہے من کی وجہ سے یا اضافت کی وجہ سے۔

ضابطہ (۱۷۹): تمیز بالاضافت مجرور آتی ہے جب مندرجہ ذیل اعداد کے الفاظ کے بعد

التمييز ما يرفع الإبهام المستقر عن ذات[۱][۲][۳]

مقدّرة عن نسبة في جملة

يُعجِبُني طِيبُهٗ نَفْسًا وَاَبًا وَاُبُوَّةً وَ دَارًا وَعِلْمًا

زَيدٌ طَيِّبٌ نَفْسًا وَاَبًا وَاُبُوَّةً وَدَارًا وَعِلْمًا

طَابَ زَيدٌ نَفْسًا وَاَبًا وَاُبُوَّةً وَدَارًا وَعِلْمًا

اَیْ طَابَ شَیْءٌ مَنْسُوبٌ اِلٰی زَیْدٍ

نسبة

او

ملفوظة

عِنْدِی خَاتَمٌ حَدِیْدًا

مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا

عَلَی التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا

عِنْدِی قَفِیْزَانِ بُرًّا

عِنْدِی رِطْلٌ زَیْتًا وَمَنَوَانِ سَمْنًا

عِنْدِی عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا

له ای ما یقابل الجملۃ وشبهها والمضاف ۱۲ ۲ه وهو ما یقدر به الشیء ۱۲

---

[۱] فیه احتراز عن البدل مثل جاءنی زید اخوک [۲] فیه احتراز عن صفة رأیت عینا جاریة

[۳] فیه احتراز عن الحال نحو جاءنی زید راکبًا۔

واقع ہو۔

۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۰۰، ۱۰۰۰

اسی طرح تمیز مجرور ہوتی ہے جب اس کم کے بعد واقع ہو جو دلالت کرے عدد کثیر پر اسی طرح کاین اور کائن۔

ضابطہ (۱۸۰): جب تمیز من کے ساتھ مجرور آ جائے تو اس میں من بیانیہ کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مفاعیل خمسہ اور حال اور تمیز کی پہچان: ان کی کچھ وضاحت کر دی گئی ہے جس میں بعض باتیں بالکل آسان ہیں۔ اور بعض مشکل اساتذہ کرام طلبہ کا ذہن دیکھ کر اس کو پڑھائیں۔

ضابطہ (۱۸۱): فعل فاعل کے بعد والے اسم کو دیکھیں کہ وہ اسم مصدر ہے یا نہیں۔ اگر مصدر ہے تو پھر دیکھیں کہ یہ مصدر ماقبل والے فعل کا مصدر ہے یا نہیں۔

اگر ہے تو مفعول مطلق ہوگا۔ جیسے ضربت ضربا۔

اور اگر نہیں تو پھر دیکھیں کہ اس مصدر میں علت والا معنی ہے یا نہیں اگر ہے تو مفعول لہ ہوگا جیسے: ضربت تادیبا اور اگر علت والا معنی نہیں ہو تو پھر دیکھیں کہ وہ اسم خواہ مصدر ہو یا غیر مصدر ماقبل کے ابہام کو ختم کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر کر رہا ہے تو یہ تمیز ہوگی جیسے: فالعدل خروجه عن صيغه الاصلية تحقيقا او تقديرا، و اشتعل الرأس سيبا۔ اور اگر وہ مصدر رفع ابہام نہیں کر رہا تو پھر اس کو خواہ مصدر ہو یا ماقبل سے حال بنا دیں گے جیسے: و الصلوة و السلام على من ارسله هدى، و يوم ابعث حيا۔

اور اگر مصدر نہیں پھر تو دیکھیں گے کہ وہ بعد والا اسم ظرف زمان یا ظرف مکان ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو مفعول فیہ ہوگا۔

اگر نہیں پھر دیکھیں کہ وہ اسم واؤ بمعنی مع کے بعد ہے کہ نہیں اگر ہے تو مفعول معہ ہوگا۔

اگر نہیں تو مفعول بہ ہوگا۔ ضربت زیدا۔

مستثنیٰ

ضابطہ (۱۸۲): اس کی پہچان، یہ اداۃ استثناء کے بعد ہوتا ہے اور ادواۃ استثناء آٹھ ہیں۔

(۱) الا (۲) حاشا (۳) لیس (۴) لا یکون (۵) خلا (۶) عدا (۷) غیر (۸) سوی

تعریف: ہر وہ اسم ہے جو الا اور اس کے اخوات یعنی خلا لیس، عدا سوی، ما عدا، ما خلا، لا یکون، و سیما، حتی ما، (عند البعض) کے بعد واقع ہو۔ تا کہ معلوم ہو کہ اس کے ماقبل کی طرف جو نسبت ہوتی ہے وہ اس کے مابعد کی طرف نہیں ہے۔ پھر مستثنیٰ دو قسم پر ہے۔

(۱) **متصل:** ہر وہ مستثنیٰ ہے جس کو متعدد کے حکم سے نکالا گیا ہو الا اور اس کے اخوات کے ذریعے سے۔ جیسے: جاء نی القوم الا زیدا۔

(۲) **منقطع:** ہر وہ مستثنیٰ ہے جو الا اور اس کے اخوات کے بعد واقع ہو اور ماقبل میں عدم دخول کی وجہ سے متعدد کے حکم نہ نکالا گیا ہو۔ جیسے: جاء نی القوم الاحمارا۔

مشتثنی کے اعراب کی چار قسمیں ہیں

(۱) نصب (۲) اعراب دو وجہ سے پڑھنا جائز ہے۔ (۳) اعراب علی حسب العامل۔ (۴) جر۔

پہلا اعراب: نصب ہے جو چار مقامات پر ہوتی ہے۔

پہلا اعراب: نصب ہے جو چار مقامات پر ہوتی ہے۔

پہلا مقام: مستثنیٰ متصل ہو الا کے بعد کلام موجب میں جیسے جاء نی القوم الا زیداً۔

دوسرا مقام: مستثنیٰ منقطع ہو جیسے جاء نی القوم الا حماراً۔

تیسرا مقام: مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے جاء نی الا زیداحد۔

چوتھا مقام: مستثنیٰ خلا اور عدا اکثر نحویوں کے نزدیک اور ماخلا ما عدا اور لیس اور لا یکون کے بعد جیسے جاء نی القوم خلا زیداً۔ ان چاروں مقامات پر مستثنیٰ پر نصب واجب ہے۔

دوسرا اعراب: دو وجہ پڑھنا جائز ہے یہ اعراب ایک مقام کیلئے ہے ہر وہ مقام جہاں مستثنیٰ

اعراب مستثنیٰ بالاّ

- **نصب واجب** وقتیکہ مستثنیٰ بعد الاّ غیر صفت در کلام موجب واقع شود مثل
  - جاءني القوم الاّ زيدًا
- **نصب واجب** وقتیکہ مستثنیٰ بر مستثنیٰ منہ مقدم باشد مثل
  - جاءني الاّ زيدًا القومُ وما جاءني الاّ زيدًا احدٌ
- **نصب واجب** وقتیکہ مستثنیٰ منقطع باشد مثل
  - جاءني القومُ الاّ حمارًا
- **نصب جائز بدل مختار** وقتیکہ مستثنیٰ بعد الاّ در کلام غیر موجب باشد و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد مثل
  - ما فعلوه الاّ قليلٌ و الاّ قليلًا
- **اعراب بحسب عوامل** وقتیکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب باشد و مستثنیٰ منہ مذکور نباشد مثل
  - جاءني الاّ زيدٌ وما رأيتُ الاّ زيدًا وما مررتُ الاّ بزيدٍ

قوله واعراب غير فيه كاعراب المستثنى بالا مثل

- جاءني القومُ غيرَ زيدٍ
- جاءني غيرَ زيدٍ القومُ وما جاءني غيرَ زيدٍ احدٌ
- جاءني القومُ غيرَ حمارٍ
- ما فعلوه غيرُ قليلٍ و غيرَ قليلٍ
- ما جاءني غيرُ زيدٍ وما رأيتُ غيرَ زيدٍ وما مررتُ بغيرِ زيدٍ

الا کے بعد ہو کلام غیر موجب میں اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس مستثنیٰ پر دو وجہ پڑھنا جائز ہے (۱) نصب مستثنیٰ کی بنا پر۔ (۲) ماقبل سے بدل بنانا جیسے ما جاء نی احد الا زیداً، زید کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے مستثنیٰ ہونے کی بنا پر زید کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے احد سے بدل ہونے کی بنا پر۔

فائدہ: کلام موجب اسے کہتے ہیں جس میں نفی اور نھی اور استفھام نہ ہو اور کلام غیر موجب اسے کہتے ہیں جس میں نفی یا نھی یا استفھام ہو۔

تیسرا اعراب: مستثنیٰ کا حسب عامل ہے یہ بھی ایک مقام کے لئے ہے۔ کہ ہر وہ مقام جہاں پر مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ الا کے بعد ہو کلام غیر موجب میں اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ تو اس کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا۔ اگر عامل رافع ہے تو رفع پڑھا جائے گا جیسے ما جاء نی الا زید اگر عامل ناصب ہے تو نصب پڑھی جائی گی۔ جیسے ما رأیت الا زیداً اور اگر عامل جار ہو تو مستثنیٰ پر جر پڑھی جائیگی جیسے مامررت الا بزید اسکو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں۔ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو

وجہ تسمیہ: یہ ہے کہ چونکہ عامل مستثنیٰ میں عمل کرنے کی وجہ سے مستثنیٰ میں عمل کرنے سے فارغ ہو چکا ہے اس لئے عامل مفرغ ہوا مستثنیٰ مفرغ لہ پھر لہ کو حذف کردیا گیا جیسے مشترک فیہ کو مشترک کہا جاتا ہے تو گویا اصل نام مستثنیٰ کا مستثنیٰ مفرغ لہ ہے۔

چوتھا اعراب: مستثنیٰ کا جر ہے یہاں مستثنیٰ کا اعراب ہے جو غیر اور سویٰ اور سواء کے بعد واقع ہو اور اسی طرح حاشا کے بعد واقع ہو تو یہ بھی اکثر نحویوں کے نزدیک مجرور ہوگا۔ غیر سویٰ، سواء کے بعد مجرور اس لئے ہے کہ یہ الفاظ ان کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے اور حاشا کے بعد اسلئے کہ اکثر نحویوں کے نزدیک حرف جر ہے اور بعض نحویوں نے اسے فعل شمار کیا ہے تو اسکا مستثنیٰ مفعولیت کی بنا پر منصوب ہوگا جیسے حدیث میں ہے دعا منقول ہے اللھم اغفرلی ولمن سمع دعائی حاشا الشیطان شیطان مستثنیٰ ہے اور منصوب ہے مفعولیت کی بنا پر مثال جاء نی القوم غیر زید۔ الی آخرہ۔

لفظ غیر کا اعراب مستثنیٰ بالا کا اعراب ہوگا۔ کیونکہ لفظ غیر نے مستثنیٰ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے اسے جر دے دی ہے لہذا جو اعراب مستثنیٰ پر آتا تھا وہی اعراب لفظ غیر پر جاری کر دیا گیا ہے۔ اور مستثنیٰ بالا کا اعراب ماقبل میں آپ نے پڑھ لیا ہے وہ تین ہیں۔ (۱) نصب۔ (۲) دووجہ (۳) حسب عامل اور نصب مستثنیٰ بالا کے لئے تین مقام تھے تو لفظ غیر کے منصوب ہونے کے بھی تین مقام ہونگے۔

پہلا مقام: غیر کے بعد مستثنیٰ متصل ہو کلام موجب میں جیسے جاء نی القوم غیر زید۔

دوسرا مقام: غیر کے بعد مستثنیٰ منقطع ہو جیسے جاء نی القوم غیر حمار۔

تیسرا مقام: غیر کے بعد مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ماجاء نی غیر زید القوم ان تینوں مقام پر لفظ غیر پر نصب پڑھنا واجب ہے۔

دوسرا اعراب: دووجہ پڑھنا جائز ہے، جس طرح مستثنیٰ بالا کے لئے ایک مقام تھا تو غیر کے لئے بھی ایک مقام ہے کہ غیر کے بعد مستثنیٰ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو جیسے ماجاء نی احد غیر زید اوغیر زید پڑھنا بھی جائز ہے۔

تیسرا اعراب: مستثنیٰ بالا اعراب کا حسب عامل جس کیلئے ایک مقام تھا اسی طرح غیر کے لئے بھی ایک مقام ہے کہ غیر کے بعد مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو لفظ غیر پر اعراب عامل کے مطابق پڑھا جائے گا۔ اگر عامل رافع تو رفع تو ناصب تو نصب اگر جار تو جر پڑھی جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ یہ غیر صفتیہ نہ ہو بلکہ بمعنیٰ استثناء ہو۔

سوال کلمات استثناء میں سے صرف غیر کا اعراب کیوں بیان کیا گیا ہے باقی کا اعراب کیوں نہیں بیان کیا گیا۔

جواب خلا، عدا، ما، خلا، ما عدا، حاشا، لیس، یہ چونکہ فعل ماضی اور مبنی ہیں اور مبنی ہونے کی وجہ سے بالکل اعراب کو قبول نہیں کرتے سویٰ، سواء ظرف ہونے کی وجہ سے لازم النصب ہے اس لئے ان کے اعراب کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور کلمہ لا یکون یہ فعل

مضارع ہے جو کہ مرفوع ہوگا عامل معنوی کی وجہ یا منصوب عامل ناصب کی وجہ یا مجزوم عامل جازم کی وجہ سے ہے۔ لہذا باقی رہا ایک لفظ غیر رہ گیا جو کہ اسم متمکن تھا جس کے اعراب بیان کرنے کی ضرورت تھی اس لئے مصنفؒ نے صرف لفظ غیرَ کا اعراب کو بیان کیا۔

ضابطہ (۱۸۳): غیر کا حقیقی اور مجازی معنی کا بیان لفظ غیر کی اصل وضع صفت کے معنی کے لئے ہے لیکن کبھی کبھی بمعنی استثناء کے استعمال ہوتا ہے جس طرح کہ لفظ الا کی اصل وضع استثناء کیلئے لیکن کبھی کبھی بمعنیٰ غیر اور صفت کے استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: جب الا غیر کے معنی پر ہوگا تو اس وقت یہ اعراب الا کے مابعد کو دے دیا جائے گا۔ کیونکہ الا حرف ہے اور حرف میں اعراب کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

ضابطہ (۱۸٤): اکثر اوقات الا کا ماقبل والا ذوالحال بنتا ہے اور الا کے بعد والا جملہ اس سے حال بنتا ہے۔ بشرطیکہ الا کے مابعد جملہ واقع ہو۔ کقولہ تعالیٰ: وما یومن اکثر هم بالله الا و هم مشرکون، الآیۃ

الضوابط للمجرورات

ضابطہ (۱۸۵): مجرور کی پہچان، کہ اس پر حرف جر داخل ہوگا یا مضاف جیسے: مررت بزید، غلام زید

ضابطہ (۱۸٦): مجرور کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرف جر کی وجہ سے مجرور اور وہ حرف جر لفظی ہو اس کو اصطلاح نحاۃ میں جار مجرور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) مجرور ہو حرف جر تقدیری کے ساتھ اس کو اصطلاح نحاۃ میں مضاف مضاف الیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مضاف مشتق ہے۔ اضافت سے بمعنی مائل کرنا اور نسبت کرنا اور اصطلاح میں ہر وہ اسم ہے جس کی نسبت کی گئی ہو دوسری چیز کی طرف حرف جر تقدیری کے ساتھ۔

ضابطہ (۱۸۷): ابو حیانؒ او ابن درستویہ دونوں اضافت میں حرف جر کی تقدیر کے قائل نہیں۔ جب کہ جمہور نحاۃ کے نزدیک حرف جر مقدر ہوگا تقاضے کے مطابق اور سیبویہ کہتے ہیں کہ

حرف جر کے مقدر ہونے کے ساتھ ساتھ مضاف کو اپنے مضاف الیہ میں عامل ہوتا ہے اور اس کو جر دیتا ہے اور یہی مذہب جمہور نحاۃ کا ہے۔

ضابطہ (۱۸۸): جمہور کے نزدیک اضافت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لامی: جو لام کا معنی دیتا ہے۔ جیسے غلام زید۔

(۲) منی: جو من کا معنی دیتا ہے۔ جیسے خاتم فضۃ۔

اور بعض نحاۃ کہتے ہیں کہ اگر مضاف الیہ ظرف ہو مضاف کے لئے اضافت بمعنی فی ہوگی جیسے صوم الیوم۔

ضابطہ (۱۸۹): اعداد کی اضافت معدودات کی طرف یا اعداد کی طرف اضافت منی ہوتی ہے۔ جیسے: ثلث رجال ثلث مائۃ۔ ایسے ہی مقادیر کی اضافت مقدورات کی طرف اضافت منی ہے۔ جیسے: رطل زیت۔

ضابطہ (۱۹۰): اضافت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لفظی (۲) معنوی

اضافت لفظیہ: صیغہ صفت جو مضاف ہو اپنے فاعل یا مفعول بہ کی طرف، اس قید سے مصدر نکل گیا ہے اضافت لفظی میں سے نہیں بلکہ معنوی میں سے ہے خلافا لا بن برھان و ابن طراوہ اسی طرح اسم تفضل جہت مضاف ہو اپنے معمول کی طرف بھی خارج ہو گئی اضافت معنوی میں داخل ہے۔ خلافا لابی الفارسی اور یہ صحیح مسلک ہے۔ اس لئے کہ مصدر اور اسم تفضیل معرفہ کی طرف اضافت ہونے کی وقت معرفہ بن جاتا ہے یہاں تک کہ کلام عرب میں اس کی صفت معرفہ واقع ہوتی ہے اگر اضافت لفظی ہوئی تو اس کی معرفہ ہرگز نہ لاتے۔

صفت سے مراد یہاں اسم فاعل اور اسم مفعول ہے۔ (بشرطیکہ یہ دونوں زمانہ حال یا استقبال یا استمرار کے ساتھ ہو)۔

اسی طرح صفت مشبہ بھی صفت میں شمار ہے۔ جیسے: انی جاعلك فی الارض خلیفه اس میں

اضافت الی المفعول بہ ہے۔

ضابطہ (۱۹۱): اضافت لفظی فائدہ دیتا ہے لفظ میں صرف تخفیف کا نہ کہ تعریف اور تخصیص کا اس لئے کہ یہ حکم انفصال میں ہوتا ہے۔

اضافت معنوی کی تعریف یہ ہے کہ جو لفظی نہ ہو۔ جیسے مالك يوم الدين۔

اس لئے کہ یہاں مالك صیغہ صفت ظرف کی طرف مضاف ہے اور بعض کے نزدیک یہ اضافت لفظی ہے اور یہ لفظ اللہ سے بدل ہے صفت نہیں۔

اور جاعل الیل میں اضافت لفظی ہے اس لئے کہ فاعل صیغہ صفت مضاف ہے اپنے مفعول بہ کی طرف۔

ضابطہ (۱۹۲): اضافت معنوی تعریف، تخصیص اور تخفیف تینوں فائدے میں سے کوئی فائدہ دیتی ہے۔

اگر اضافت ہو اسم معرفہ کی طرف تو تعریف کا فائدہ دیتی ہے اور اگر اضافت ہو اسم نکرہ کی طرف تو تخصیص اور تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔

ضابطہ (۱۹۳): اگر مضاف میں ابہام بہت زیادہ ہو تو یہ اضافت کے باوجود معرفہ نہیں بنتا ہے۔ جیسے: مثل غیر اسی طرح جہات اور جوان کے مشابہ ہیں۔ مگر۔ جیسے:۔ جب مگایرت مخصوصہ یا مماثلت مخصوصہ مراد ہو تو اس صورت میں لفظ مثل اور غیر معرفہ بن سکتا ہے۔

ضابطہ (۱۹۴): ایک ہی اسم دو مرتبہ مضاف نہیں ہوتا۔

ضابطہ (۱۹۵): ان يكون المضاف متوغلا في الابهام كغير و مثل اذا اريد بهما مطلق المماثلة و المغايرة، اگر مضاف میں شدید ابہام ہو جیسے جیسے لفظ غیر، مثل، لفظ شبــــہ۔ جہات ستہ اور ان کے مشابہ باوجود مضاف الی المعرفہ ہونے کے نکرہ ہوں گے اسے فقط تخصیص کا فائدہ ہوگا، لیکن اضافت معنویہ ہی کہیں گے اسی وجہ سے نکرہ کی صفت بنتے ہیں جیسے: مررت برجل مثلک او غیرک۔ ہاں البتہ جب ان کا مضاف الیہ ایسا اسم ہو کہ جس کی فقط ایک ضد

ہو جو مضاف الیہ کی غیریت کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ تو ایسی صورت میں لفظ مثل اور غیر اضافت کی وجہ سے معرفہ بن جائیں گے جیسے علیك بالحرکت غیر السکون اور اسی طرح جب مضاف الیہ کے لئے ایسی مثل ہو جو اشیاء میں کسی شئ کے اندر مضاف الیہ کی مماثلت اور مشابہت میں مشہور ہو جیسے علم اور شجاعت تو یہ اضافت معنویہ بھی تعریف کا فائدہ دے گی۔ مثلاً امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف انکی مماثلت صفت علم کے اندر مشہور ہے اور حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن ولید ان کی مماثلت صفت شجاعت میں مشہور ہے اگر امام ابو حنیفہؒ کو کہا جائے جاء مثلك اور لفظ مثل سے مراد وہ شخص لیا جائے جو امام صاحب کے ساتھ صفت علم کے اندر مماثل اور مشابہ ہے تو یہ معرفہ ہوگا۔

ضابطہ (۱۹۶): کوئی اسم اپنے مرادف کی طرف مضاف نہیں ہوتا لہذا لیث اسد کہنا غلط ہے اور نہ موصوف صفت کی طرف مضاف ہوتا ہے اور نہ صفت موصوف کی طرف مضاف ہوتا ہے لہذا رجل فاضل اور فاضل رجل کہنا غلط سے ہوگا۔

اور اگر کوئی مثال اس قاعدہ کے خلاف ہے تو اس کی تاویل کی جائے گی مثال جاء نی سعید کرز، جاء نی مسمی هذا الاسم یعنی اول سے مرد مسمی اور ثانی سے اسم مسجد الجامع۔ مسجد المکان الجامع، صلوة الاولی ای صلوة الساعة الاولی - جرد قطیفة ای شئی جزء من جنس القطیفة۔

ضابطہ (۱۹۷): کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ ٹھہرا کر وہی اعراب دیا جاتا ہے جیسے وسئل القریة ای اهل لقریة۔

ضابطہ (۱۹۸): جس طرح مضاف الیہ کو اعراب میں مضاف کا قائم مقام بنایا جاتا ہے اسی طرح تذکیر و تانیث میں بھی نائب بنایا جاتا ہے۔ جیسے تلك القری اهلکنہم اور حدیث میں آتا ہے ان هذین (الخریر والذهب) حرام علی ذکور امتی (ترمذی - ابوداؤد)

ضابطہ (۱۹۹): کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اپنی حالت پر باقی رکھا جاتا ہے جیسے قرآن مجید میں تريد عرض الدنيا والله يريد الاخرة بشرطیکہ عطف محذوف کے مماثل یا

مقابل پر ہو (یہاں پر عرض الاخرۃ میں مضاف محذوف ہے عرض کو حذف کر کے الاخرۃ اپنی حالت پر باقی ہے) مقابل کی مثال ونار توقدر باللیل ناراً یہاں پر مضاف محذوف ہے ای کل نار۔

ضابطہ (۲۰۰): کبھی مضاف الیہ محذوف منوی ہوتا ہے اور مغلق اپنی حالت پر قائم رہتا ہے یعنی بلاتنوین جس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت کہ اس کا معطوف مضاف ہو۔ اس محذوف کے مثل کی طرف جیسے بخاری شریف میں ہے۔ ان ابی برزۃ غزوت مع رسول اللہ ﷺ غزوات وثمانی یہ عطف ہو۔

دوسری صورت کہ معطوف علیہ مضاف ہو مثل محذوف کی طرف جیسے حدیث میں آتا ہے تحیضین فی علم اللہ ستۃ او سبعۃ ایام یہاں ستۃ کے بعد ایام محذوف ہے لیکن فراء نے اس کو مستطاحبن کے ساتھ خاص کیا ہے جیسے ید اور رجل۔ قطع اللہ ید و رجل من قالہا۔

اور ابن مالک نے کبھی بلاشرط بھی جیسے فلا خوف علیہم ایک قراءت میں ای لاخوف شئی علیہم۔ (جمع الجوامع مع شرحہ صفحہ ۲۳۱)

ضابطہ (۲۰۱): کبھی کبھی مضاف کو مضاف الیہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ تذکیر تانیث میں۔

جیسے: یوم تجد کل نفس۔

ضابطہ (۲۰۲): وہ اسماء کہ جن کی اضافت ممتنع ہے وہ یہ ہیں۔ مضمرات، اشارات، موصولات اسمائے شرطیہ، اسمائے استفہام سوائے ای کے۔

ضابطہ (۲۰۳): بعض اسماء لازم الاضافت ہیں اور وہ دو قسم پر ہیں۔

(۱) جس سے مضاف الیہ کو حذف کیا جا سکتا ہے۔ جیسے: کل اور بعض۔ جیسے: و کل فی فلک یسبحون، الآیۃ

(۲) جس کے مضاف الیہ کو ذکر کرنا لازم ہے۔ جیسے: ای صفتیہ یعنی جب صفت واقع ہو یا حال واقع ہو بخلاف ای شرطیہ۔ استفہامیہ اور موصولہ کے۔

90

ضابطہ (۲۰۴): لازم الاضافت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جس کے لئے مضاف الیہ اسم ضمر اور اسم ظاہر دونوں واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسے: کلا، کلتا

(۲) جو مضاف ہوتا ہے صرف اسم ظاہر کی طرف جیسے: اولو، ذو، ذات

(۳) جو مضاف ہوتا ہے صرف اسم ضمیر کی طرف جیسے: لبی، سعری، ضانی

ضابطہ (۲۰۵): کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام بنا دیتے ہیں۔ اور مضاف الیہ پر اپنے اعراب کو برقرار رکھا جاتا ہے بشرطیکہ مضاف عطف ہوا اپنے ماقبل پر لفظاً و معنیً۔ جیسے: یریدون عرض الدنیا و اللہ یرید الاخرۃ۔ جر کے ساتھ اور اسی قبیل میں سے آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ یکفیك الوجه و الکفین ای مسح الکفین۔

ضابطہ (۲۰۶): کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو اپنی حالت پر رکھا جاتا ہے بشرطیکہ اس کا عطف ہو اس مضاف پر جو مضاف ہو اسم مماثل محذوف کی طرف۔ جیسے: قطع اللہ ید ورجل من قالها ای ید من قلها و رجل من الخ۔ اور کبھی بغیر عطف کے بھی آ سکتا ہے۔ جیسے: قرأۃ ابن محص میں فلا خوف علیهم بلا تنوین ہے۔ اے فلا ای علیهم اور کبھی تنوین دی جاتی ہے۔ یا مبنی بر ضم بنا دیا جاتا ہے۔ جیسے: یومئذ، قبل، بعد۔

ضابطہ (۲۰۷): جب لفظ کل مضاف ہو نکرے کی طرف پس ضمیر وغیرہ میں معنی کا اعتبار کرنا واجب ہے۔ جیسے: کل رجال اتوك۔ ور اگر لفظ کل کی اضافت معرفہ کی طرف ہو تو لفظ کا اعتبار کرنا جائز ہے اور یہ اکثر ہے۔ جیسے: کلهم یقوم اگرچہ کلهم یقومون بھی کہا جا سکتا ہے۔

ضابطہ (۲۰۷): جب لفظ کل مقطوع عن الاضافت ہو تو اسم یں دونوں حکم مساوی طور پر جائز ہیں۔ جیسے: قل کل یعمل و علی شاکلته اور کل کا نوا ظالمین، الایۃ

ضابطہ (۲۰۸): جب اسم کی اضافت کی جائے تو مضاف سے تنوین اور اس کے قائم مقام یعنی نون تثنیہ اور جمع حذف کر دیے جاتے ہیں۔

ضابطہ (۲۰۹): ماقبل میں صرف یہ حکم بیان تھا کہ اس سے تنوین اور الف لام کو حذف کر دیا جائے گا لیکن جب اسماء کی یاء متکلم کی طرف اضافت ہو تو پھر ان کیلئے اور بھی تغیر تصرف ہوتا ہے جسکے لئے پانچ ضوابط ذکر کر رہے ہیں۔

ضابطہ اولی: جس وقت اسم صحیح اور جاری مجری صحیح کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یاء کی مناسبت کی وجہ سے یاء کے ماقبل کسرہ کو دی جائے گی اور یاء کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے۔اور یاء پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ساکن تو اس لئے کہ سکون میں تخفیف ہے اور فتحہ اس لئے کہ یاء پر فتحہ پڑھنا بھی خفیف ہے۔کیونکہ یہ فتحہ اخف الحرکات ہے،اسم صحیح کی مثال غلامی اور جاری مجری صحیح کی مثال دلوی ظبیی اس کو غلامیَ دلویَ ظبییَ۔پڑھنا جائز ہے۔

ضابطہ ثانیہ: اگر اسم مضاف کے آخر میں الف ہو اور وہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔اور خواہ وہ الف تثنیہ کا ہو یا غیر تثنیہ کا تو الف کو ثابت رکھا جائے گا جیسے غلامای ، عصای ، لیکن قبیلہ ہزیل الف غیر تثنیہ کو یا کے ساتھ تبدیل کر کے ادغام کر دیتے ہیں۔جب عصای، ورحای کو عصیّ - رحیّ پڑھتے ہیں۔

فائدہ: تثنیہ کے الف کو یاء سے کیوں نہیں بدلتے۔

جواب تثنیہ کے الف اگر یاء سے بدل دیا جائے تو پھر غلامای سے غلامی پڑھا جائے گا اب حالت رفعی اور نصبی، جری میں التباس لازم آئے گا اس لئے بالاتفاق الف تثنیہ کا ہو تو اسے ثابت رکھا جائے گا۔

ضابطہ ثالثہ کا بیان اگر اسم مضاف کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو اس کو مضاف کیا جائے یاء متکلم کی طرف تو دو حرف ایک جنس کے جمع ہونے کی وجہ سے یا کو یا میں ادغام کر دیا جائے گا اور دوسری یاء پر فتحہ پڑھی جائے گی اس لئے تا کہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے جیسے قاضی جب اس کی اضافت کی یا متکلم کی طرف تو اس کو قاضیّ پڑھا جائے گا۔

ضابطہ رابعہ: کا بیان اگر اسم مضاف کے آخر میں واو ماقبل مضموم جب اس کی اضافت یاء

متکلم کی طرف کی جائے تو اس میں یہ کریں کہ واو کو یا سے بدل دیں گے۔قویل والے قانون سے مسلمیّ ہوجائے گا پھر دعیٌ والے قانون سے یا کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا جائے گا تو مسلمِیّ ہوجائیگا۔

ضابطہ خامسہ: اگر اسمائے ستہ مضاف ہوں تو پھر یہ تغیر وتصرف ہوگا کہ اب ،اخ ،ھن ان کو یاء متکلم کی طرف مضاف کرکے ابی۔ اخی ۔ ھنی پڑھا جائے گا یعنی جو لام کلمہ حذف تھا اس کو واپس نہیں لایا جائے گا بلکہ اس کو نسیاً منسیاً قرار دیا جائے گا جس طرح کہ ید اور دم میں نسیاً منسیاً قرار دیا گیا ہے۔

لیکن مبردا اس حرف کو واپس لاکر ابیّ اخیّ پڑھتے ہیں۔یعنی واو کو واپس لاکر پھر واو کو یا میں ادغام کرکے ابیّ اخیّ پڑھتے ہیں۔

اور فی کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔اکثر نحویوں کے نزدیک اس کو فیّ پڑھا جاتا ہے اور بعض نحوی اس کو فمی پڑھتے ہیں۔جس سے پہلے فم کے بارے میں قائدہ جان لیں۔

: فائدہ : فم اصل میں فوہ تھا۔جس پر دلیل اس کی جمع مکسر ہے افواہ ہے کیونکہ

ضابطہ (۲۱۰): التصاغیر والتکاسیر تردان الشی الی اصلہ پھر ہا کو خلاف قیاس حذف کردیا فوہ ہوگیا۔

پھر ہا کو خلاف قیاس حذف کردیا گیا فو ہوگیا اب اس واو کو باقی رکھا جائے تو اس پر اعراب جاری ہوگا تو یہ واو متحرک ہوجائے گی پھر قال والے قانون سے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل جائے گا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گر جائے گا اور نون تنوین باقی رہ جائے گی اور لازم آئے گا اسم معرب کا ایک حرف پر باقی رہنا جو کہ جائز نہیں تھا اس لئے ان قوانین اور تغیر سے بچانے کے لئے واو کو میم سے بدل دیا کیونکہ واو اور میم دونوں قریب المخرج تھے پھر جس وقت اس کی اضافت کی جائے گی یاء متکلم کی طرف تو واو کے جو بدلنے کا سبب تھا وہ باقی نہیں رہا۔اس لئے واو کو واپس لایا جائے گا توفوی ہوجائے گا تو پھر قویل قویلۃ والے قانون سے واو

کو یاء کرکے ادغام کردیا جائے گا اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دی جائے گی تو فی ہو جائے گا۔

تو اب سمجھیں کہ جمہور نحات تو اس کو فی پڑھتے ہیں اور دلیل یہ ہی پیش کرتے ہیں کہ جو میم تھی وہ واو سے بدل کر آئی تھی اب چونکہ واو کے بدلنے کا سبب وہ زائل ہو گیا اس لئے میم کو دوبارہ واو سے بدل دیں گے اور واو کو یا کرکے ادغام کردیا جائے گا اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ جو واو میم سے بدل چکی ہے اب اس کو واپس نہیں لائیں گے بلکہ اسی طرح فم کو مضاف کرکے فمی پڑھا جائے گا۔

فائدہ : اسمائے ستہ کے بارے تم ضابطہ بتا رہے تھے کہ اسمائے ستہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہوتے ہیں لیکن آپ نے ذو کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ حالانکہ یہ بھی تو اسماء ستہ میں سے ہے۔

جواب ذو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہی نہیں تو یاء متکلم کی طرف کیسے مضاف ہو سکتا ہے۔

فائدہ : ذو ضمیر کی طرف مضاف کیوں نہیں ہوتا۔

جواب اس کی علت یہ ہے کہ ذو کی وضع ہے اس لئے کی گئی ہے کہ اس کے ذریعے اسمائے جنس کو اسمائے نکرہ کی صفت بنائی جائے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ضمیر جنس نہیں ہوتی اس لئے ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا مثال کے طور پر کسی اسم جنس کو کسی رجل کی صفت بنائی جائے تو یوں کہا جائے گا رائیت رجلا ذا مال اور قام رجل ذومال۔

﴿ الضوابط للتوابع ﴾

ضابطہ (۲۱۱): معمول کی دو قسمیں ہیں (۱) معمول اصلی (۲) معمول فرعی۔

معمول اصلی: وہ ہے جو بائیس معمولات میں سے ہو وہ بائیس معمولات یہ ہیں: آٹھ مرفوعات اور بارہ منصوبات اور دو مجرورات۔

معمول فرعی: وہ ہے جو بائیس میں سے نہ ہو۔ بلکہ ان میں سے کسی کا تابع ہو۔

توابع کل پانچ ہیں۔(۱)صفت (۲)بدل (۳)عطف بالحرف (۴)عطف بیان (۵)تاکید

وجہ حصر: تابع دو حال سے خالی نہیں۔مقوی حکم ہوگا یا نہیں۔اگر مقوی حکم ہو تو تاکید ہے۔ اگر نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔مبین ہوگا یا نہیں۔اگر مبین ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ مشتق ہوگا یا نہیں۔اگر مشتق ہو تو صفت۔اگر نہیں تو عطف بیان۔اور اگر مبین نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔حرف عطف ہوگا یا نہیں۔اگر حرف عطف ہو تو عطف بالحرف،اگر نہیں تو بدل ہوگا

تابع کی تعریف:توابع جمع ہے تابع کی تعریف۔تابع وہ ہے جو پہلے لفظ کے لحاظ سے دوسرا ہو اور اعراب اور جہت اعراب ایک ہو۔

اور اعرب عام ہے خواہ لفظی ہو یا تقدیری یا محلی ہو۔

ضابطہ (۲۱۲): متبوع اور تابع کا اعراب ایک ہوتا ہے۔اور دونوں کا عامل ایک ہی ہوا کرتا ہے۔متبوع میں بالذات اور تابع میں بالواسطہ۔قام زید و عمرو۔

ضابطہ (۲۱۳): تابع اور متبوع میں فاصلہ غیر اجنبی کا جائز ہے جیسے ذلك حشر علینا یسیر سبحان الله عما یصفون، عالم الغیب و الشهادة ، افی الله شك فاطر السموت و الارض، بلی و ربی لتا یینکم عالم الغیب، و ابوبکر الصدیق اول الخلفاء لیکن فاصلہ بالاجنبی ناجائز ہے۔

ضابطہ (۲۱۴): تابع اور متبوع میں سے کسی کا مفرد ہونا ضروری نہیں۔

ضابطہ (۲۱۵): و التوابع فضلات یصح الاستغناء عنها۔

ضابطہ (۲۱۶): صحة القطع فی ثلاثة فی النعت۔ (الا کلمة کل) و عطف البیان و البدل

ضابطہ (۲۱۷): قدم النعت فالبیان ، فاکد ثم ابدل، و اختم بعطف الحروف

ضابطہ (۲۱۸): اگر تابع صفت ہو یا تاکید معنوی ہو یا عطف بیان تو متبوع کا اسم ہونا

ضروری اور واجب ہے۔ لیکن تاکید لفظی اور وعطف نسق اور بدل کے متبوع کے لئے اسم ہونا ضروری نہیں کبھی تو اسم ہوگا اور کبھی غیر اسم۔

(۱) ﴿ صفت کے لیے ضوابط ﴾

ضابطہ (۲۱۹): موصوف صفت کی پہچان، جب اردو میں معنی کیا جائے گا تو لفظ (یا سا، ایسی، ایسے) اور بامحاورہ ترجمہ میں لفظ (جو) آتا ہے۔

(۱) صفت: ہر وہ لفظ تابع ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں موجود ہو۔ جیسے: والعبد مومن یا اس متبوع کے متعلق میں موجود ہو۔ جیسے: من هذه القرية الظالم اهلها۔

صفت کی مطابقت موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں ہونا ضروری ہے یعنی دس میں سے چار کا موجود ہونا بیک وقت ضروری ہے۔

(۱) تعریف وتنکر

(۲) اعراب یعنی رفع ونصب وجر

(۳) تذکیر وتانیث

(۴) افراد، تثنیہ، جمع۔

ضابطہ (۲۲۰): اس سے دو چیزیں مستثنی ہیں (۱) اسم تفضیل جو مستعمل بمن ہو یا مضاف ہو نکرہ کی طرف تو اس صورت میں اسم تفضیل کو مفرد اور مذکر رکھنا واجب ہے۔ موصوف کی مطابقت جائز نہیں جیسے مررت برجال افضل من زيد۔ ومررت بنساء افضل من زيد۔ وبرجال افضل شخوص۔

دوسری وہ وصف کا صیغہ جس میں تذکیر وتانیث مساوی ہو جیسے فعول بمعنی فاعل۔ فعیل بمعنی مفعول۔ امرءة صبور امرءة قتيل (شرح التصریح ص ۱۱۱ جلد نمبر ۲)

دوسری قسم جو متعلق والی ہے تابع یعنی صفت اپنے متبوع یعنی موصوکیس اتھ پانچ چیزوں میں

مطابقت ضروری ہے۔

(۱) تعریف و تنکیر

(۲) اعراب اور باقی فعل کا حکم رکھتا ہے

یعنی ان پانچ میں سے دو کے اندر یک وقت مطابقت ضروری ہے۔

ضابطہ (۲۲۱): دو اسم معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو عموماً موصوف صفت ہوتے ہیں جیسے: الرجل العالم، رجل عالم۔ بشرطیکہ حکم نہ ہو۔

ضابطہ (۲۲۲): اسم اشارہ کے بعد معرف باللام ہو تو اکثر موصوف صفت ہوتے ہیں جیسے: الله و الذی خلقکم۔

ضابطہ (۲۲۳): نکرہ کے بعد فعل ہو تو صفت واقع ہو سکتا ہے جیسے: الکلمة لفظ وضع لمعنی، و اتقوا یوما ترجعون فیه۔

ضابطہ (۲۲٤): صفت اور موصوف کے درمیان (کان) زائدہ کا فاصل بھی جائز ہے جیسے: اتیت لزیارۃ صدیق کان مریض اور اسی طرح معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان بھی جائز ہے۔

فائدہ: موصوف صفت اور مبتداء خبر میں ۔فرق: لفظی فرق یہ ہے کہ مبتداء خبر میں اکثر ایک اسم معرفہ اور دوسرا نکرہ اور موصوف صفت میں دونوں اسم معرفہ یا دونوں نکرہ ہوتے ہیں جیسے: الله لطیف، من الله العزیز الحکیم، کتاب مبارك۔

فرق نمبر۲: معنوی فرق یہ ہے کہ مبتداء خبر کے ترجمہ میں ہے۔ (ہے یا ہیں یا ہوں) کا لفظ آتا ہے اور موصوف صفت کے ترجمہ میں (ایسا، ایسے، ایسی اور جو) کا لفظ آتا ہے۔

فائدہ: جو چیزیں صفت بنتی ہیں اس کی چار قسمیں ہیں۔

پہلا قسم: مشتق اور اس سے مراد وہ اسم ہے جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے۔

جیسے: ضارب، مضروب، حسن، افضل۔

دوسرا قسم: اسم جامد جو معنی میں اسم مشتق کے مشابہ ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اسم اشارہ۔ جیسے: مررت بزید هذا۔

(۲) اسم موصول۔ جیسے: جاء الرجل الذی اکرمك۔

(۵) اسم عدد۔ جیسے: جاء رجال اربعة۔

(۴) اسم منسوب۔ جیسے: رجل دمشقی۔

(۵) وہ اسم جو تشبیہ پر داخل ہو: جیسے: رئیت رجلا اسدا۔

(٦) کل، ای۔ جیسے: انت الرجل کل الرجل، جاء رجل ای رجل ای کامل فی الرجولیة کبھی ای کے ساتھ ما کا اضافہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: ایما رجل

ضابط: لفظ (کل) کا صفت بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ موصوف معرفہ ہو اور لفظ (ای) کے لئے یہ شرط ہے کہ موصوف نکرہ ہو۔

ضابط: جب یہ دونوں لفظ صفت واقع ہوں تو بمعنی الکامل، کامل ہوں گے۔

تیسرا قسم: جملہ کے صفت ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ ایک شرط موصوف میں ہے کہ موصوف نکرہ محضہ ہو۔ جیسے: واتقوا یوماً لاتجزی نفس عن نفس شیئاً۔

فائدہ: نکرہ محضہ کہتے ہیں کہ اسم الف لام جنس سے اور ہر اس چیز سے خالی ہو جس سے تخصیص و تقلیل شیوع ہو۔ جیسے اضافت اور نعت اور قیودات۔ اگر نکرہ ایسا نہ ہو تو اس کو نکرہ غیر محضہ کہتے ہیں۔ یاد رکھیں نکرہ غیر محضہ کی صورت میں صفت اور حال دونوں کا احتمال ہوگا۔ جیسے:

ولقد امر علی اللئیم یسبنی　　　فمضیت ثمة قلت لایعنینی

چوتھا قسم: المصدر بشرطیکہ نکرہ صریحہ ہو اور دال علی الطلب

شعر۔ قال ابن مالک

و نعتو بمصدر کثیرا
فالتزموا الافراد و التذکیرا

هذا رجل عدل و رضا، زور، فطر، و الکوفیبون یوولون بالمشتق ای عادل، راضی،

زائر، مفطر و البصریون بتقدیر المضاف۔

ضابطہ (۲۲۵): صفات کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) **صفت مخصصہ**: نحو قولہ تعالی: فتحریر رقبة مومنة

(۲) **صفت موضحہ**: نحو قول تعالی: و ھذا البلد الامین

(۳) **صفت کاشفہ**: ما یکشف عن معنی الموصوف و ھو تعریف لہ۔ نحو: الجسم الطویل العریض العمیق، ھدی، للمتقین الذین یومنون

(٤) **صفت مادحہ**: ما یکون لمجرد المدح۔ نحو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(۵) **صفت ذامّہ**: ما یکون لمجرد الذم۔ نحو: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

(٦) **صفت مؤکدہ**: ما یکون لمجرد التاکید۔ نحو: نفخة واحدة

(۷) **صفت مبینہ**: (للمقصود) و ما من دآبة فی الارض و لا طائر یطیر بجناحیہ،
یہاں صفت سے مراد جنسیت ہے نہ کہ فردیت۔

(۸) **صفت مفیدہ**: (للترحم) نحو: اللھم انا عبدك المسكين

ضابطہ (۲۲٦): کبھی کبھی موصوف کو حذف کیا جاتا ہے جیسے: ان اعمل سابغات ای دروعا، اور کبھی کبھی صفت بھی حذف ہوتی ہے جیسے: و کان وراء ھم ملك یاخذ کل سفینة غصبا ای سفینة صحیحة۔

(۲) ﴿ تاکید کے لئے ضوابط ﴾

تاکید کی تعریف: تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کو پختہ کرے تاکہ معنی غیر مرادی کا یا مجاز اور سھو اور غفلت کا احتمال نہ رہے۔ رئیت اسدا

تاکید کی دو قسمیں ہیں (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی۔

تاکید لفظی کی علامت تو یہ ہے کہ ایک لفظ دو مرتبہ ذکر کیا گیا ہوگا جیسے: ضرب ضرب زید۔ قام زید زید، ان ان زیدا قائم اور تاکید معنوی کی پہچان یہ ہے کہ وہ سات الفاظ کے ساتھ آتی ہے۔

(۱)نفس (۲)عین (۳)کلا، کلتا (۴)کل (۵)اجمع، اکتع، ابتع، ابصع

(۶)جمیع (۷)عامة۔

ضابطہ (۲۲۷): لفظ تاکید میں تین وجوہ جائز ہیں۔

(۱)الف کے ساتھ۔ جیسے: تاکید

(۲)ہمزہ کے ساتھ۔ جیسے: تاکید

(۳)واو کے ساتھ۔ جیسے: توکید اور یہ زیادہ مشہور ہے۔

ضابطہ (۲۲۸): تاکید لفظی، مفرد اور جملہ، اسم اور فعل اور حرف سب کی آتی ہے۔ لیکن تاکید معنوی فقط اسم کی آتی ہے۔

ضابطہ (۲۲۹): اگر الفاظ تاکید متعدد ہوں تو ایک ہی متبوع کے لئے تاکید بنایا جائے گا۔ لیکن تاکید کے لئے تاکید ہرگز نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

ضابطہ (۲۳۰): تاکید معنوی کے الفاظ میں سے لفظ (نفس، عین) کو باء زائدہ کے ساتھ مجرور پڑھنا بھی جائز ہے جیسے: جاء زید بنفسه، بعينه۔

ضابطہ (۲۳۱): تاکید لفظی ضمیر متصل میں ہو تو اعادہ عامل کے ساتھ یا ضمیر منفصل کے ساتھ ضروری ہے۔ جیسے: عجبت منك منك و ضربت انا۔

ضابطہ (۲۳۲): تاکید لفظ میں اگر حروف غیر جوابیہ کو موکد کیا جائے تو ان حروف کے ساتھ بعد والا اسم مکرر لایا جائے گا۔ ان زیدا فاضل پس ان ان زیدا فاضل بغیر متصل و تکرار کے شاذ ہے۔

ضابطہ (۲۳۳): تاکید لفظا اکثر جملوں میں واقع ہوتی ہے۔ کبھی عطف کے ساتھ اور کبھی بغیر عطف کے۔

مگر صورت عطف میں شرط یہ ہے کہ تعدد جمل کا وہم نہ ہو۔ جیسے: كلا سوف تعلمون (الاية)

اور اگر تعدد کا وہم ہو تو پھر ترک عطف واجب ہے۔ جیسے: ضربت زیدا، ضربت زیدا۔

ضابطہ (۲۳۴): تاکید کی صورت میں ان دونوں جا جمع بروزن افعل آتا ہے۔

ضابطہ (۲۳۵): کلا اور کلتا تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور موکد کی ضمیر جس طرف جو اس کی طرف راجع ہوتی ہے۔ مضاف ہوتے ہیں۔ جیسے: جاء نی زیدان کلاهما

ضابطہ (۲۳۶): لفظ کل اس لفظ کی تاکید کے لئے آتا ہے جو ذو اجزاء ہو۔ جیسے: جاء نی القوم له اشتریت العبد کله اس میں (العبد) حکماً ذو اجزاء ہے۔

ضابطہ (۲۳۷): اجمع، جمعاء وجمع اجمعین اگر کل کے بعد واقع ہو تو اس میں شمولیت اور احاطہ کے معنی پائے جائینگے۔ جو بعینہ کل کے معنی دیتے ہیں اگر یہ الفاظ کل کے بغیر مستعمل ہوں تو یہ اتحاد فی الوقت کے معنی کے لئے مستعمل ہونگے۔ جیسے: فسجد الملائكة كلهم اجمعون، ملا جیونؒ نے فسجد والملئكة كلهم اجمعون کو اس وہم کے لیے رافع بنایا کہ انہوں نے وقت واحد میں سجدہ نہ کیا لیکن بعض میں لفظ اجمعون کو اتحاد وقت کے لیے قرار دیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔

اس لیے کہ اس کا تعلق اتحاد وقت کے ساتھ نہیں ہے جیسے لاغوینهم کہ اغوا الشیطن وقت واحد میں نہیں بلکہ اس کا معنی لفظ کل جیسا ہے۔ یہ تاکید پر تاکید ہے۔ (شرح شذور الذھب صفحہ ۳۰۴)

ضابطہ (۲۳۸): اکتع، ابتع، ابصع، ابضع، اجمع کے معنی می استعمال ہوتے ہیں اور یہ اجمع کے تابع ہوتے ہیں اس کے بغیر استعمال نہیں ہوتے۔

ضابطہ (۲۳۹): اگر نفس یا عین تاکید ضمیر متصل کے لئے آئے تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لانا ضروری ہے۔ جیسے: قسم انت نفسك اور دونوں ضمیر متصل کی تاکید ہونگے۔

ضابطہ (۲۴۰): اگر متعدد الفاظ کے ساتھ بلا عطف کے تاکید کے لئے آئیں تو یہ تمام تاکید متبوع کے تابع ہونگے نہ کہ ایک دوسری کے۔

ضابطہ (۲۴۱): بصریین نحویین کے نزدیک نکرہ کی تاکید جائز نہیں۔

ضابطہ (۲۴۲): الفاظ تاکید میں سے جو مضاف ہوں ان کا معرفہ ہونا ظاہر ہے اور اجمع اور

اس کے توابع کی معرفہ ہونے میں دو قول ہیں۔

(۱) امام سیبویہؒ کے ہاں اس لئے معرفہ ہیں کہ ان میں اضافت کی نیت ہوتی ہے۔

(۲) جمہور علماء نحویین کے ہاں علمیت کی بنیاد پر معرفہ ہیں۔

ضابطہ (۲٤۳): لفظ جمیع اور عامۃ احکام کے اعتبر سے لفظ کل کی طرح ہے۔

ضابطہ (۲٤٤): تاکید معنوی کبھی غیر تاکید حسب عامل فاعل یا مفعول یا مبتداء خبر واقع ہوتے ہیں جیسے: رئیت جمیعهم ، عامتهم۔

ضابطہ (۲٤٥): تاکید معنوی کے تمام الفاظ معرفہ ہوتے ہیں۔ اصلیہ تو اضافۃ الی الضمیر کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں اور ملحقہ علمیت کی وجہ سے کیونکہ یہ علم جنس ہیں۔

ضابطہ (۲٤٦): تاکید معنوی کے الفاظ اصلیہ ہوں یا ملحقہ حرف عطف لانا جائز نہیں۔

(۳) ﴿ بدل کے لئے ضوابط ﴾

بدل:- جس کا لغوی معنی ہے عوض جیسے عسى ربنا ان يبدلنا خيرمنها اور اصطلاحی معنی جو مقصود بالحکم ہو۔ بالواسطہ بدل کی چھ قسمیں ہیں۔(۱) بدل الكل (۲) بدالبعض (۳) بدل الاشتمال (٤) بدل البداء بھی کہتے ہیں اس میں نحات کا اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ یہ ثابت ہے ابن مالک نے اسکی مثال میں ایک حدیث پیش کی ہے ان الرجل ليصلى الصلوة ماكتب له نصفها ثلثها ربعها كه ثلثها بدل الاضراب ہے

ضابطہ (۲٤۷): بدل کی پہچان، اردو ترجمہ میں لفظ (یعنی) آتا ہے۔ بدل کی تمام اقسام کی پہچان، اگر بدل اور مبدل منہ کا مصداق ایک ہو تو بدل الکل، بدل مطابق ہوگا جیسے: رئيت زيدا اخاك۔ اور اگر بدل جزء ہو تو بدل البعض ہوگا جیسے: ضربت زيدا راسه، ۔اور اگر بدل اور مبدل منہ کے درمیان جزء اور کل کے علاوہ کوئی تعلق ہو تو بدل الاشتمال ہوگا جیسے: سلب زيد ثوبه۔ اور ان کے درمیان مغایرت ہو تو بدل الغلط ہوگا جیسے: رئيت رجلا حمارا۔

ضابطہ (۲۴۸): اعراب کے علاوہ بدل کے اقسام میں تبع اور متبوع میں موافقت ضرور نہیں سوائے بدل الکل کے کہ اس میں افراد تثنیہ وجمع تانیث وتذکیر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

ضابطہ (۲۴۹): اگر بدل الکل مصدر سے بدل واقع ہو تو پھر افراد تثنیہ وجمع کا لحاظ ضروری نہیں۔ جیسے: مفازا حدائق، الاٰیۃ

ضابطہ (۲۵۰): اگر بدل الکل سے مراد تفصیل ہو تو تب افراد، تثنیہ وجمع کا اعتبار نہیں کیا جاتا ۔جیسے: جاء نی ذو رجلین رجل صحیحۃ و رجل سل۔

ضابطہ (۲۵۱): بدل اور مبدل منہ یعنی تابع ومتبوع دونوں ضمیر واقع ہو سکتے ہیں اسی طرح دونوں اسم ظاہر اور مختلف (ضمیر سے اسم ظاہر اور اسم ظاہر سے ضمیر) بھی واقع ہو سکتے ہیں۔

ضابطہ (۲۵۲): بدل الکل اسم ظاہر ضمیر مخاطب اور ضمیر متکلم سے نہیں آ سکتا مگر اسی وقت جب اسمیں احاطہ اور شمولیت کے معنی ہوں۔ جیسے: تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا (الاٰیۃ) لیکن بعض نحاۃ کے نزدیک ضمیر کا بدل ضمیر سے یا اسم ظاہر سے ناجائز ہے اور وہ اس کو تاکید قرار دیتے ہیں۔

ضابطہ (۲۵۳): اگر مبدل منہ، متضمن معنی استفہام یا شرط کو ہو تو بدل میں ہمزہ استفہام یا حرف شرط کے ساتھ تفصیل ضروری ہے۔جیسے: ما صنعت اخیرا ام شرا۔ شرط کی مثال: جیسے و من یقم ان زید او ان عمرو اقم معہ۔

ضابطہ (۲۵۴): فعل کو فعل سے بدل بنا سکتے ہیں علاوہ بدل البعض کے اسی طرح جملے کو جملہ سے بدل بنانا بھی جائز ہے و من یفعل ذالك یلق اثاما یضعف له العذاب......الخ

ضابطہ (۲۵۵): ابن جنی اور زمخشری کے نزدیک جملہ مفرد سے بدل واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے: عرفت زیدا ابو من ھو۔

ضابطہ (۲۵۶): بعض نحاۃ کے نزدیک بدل میں مستقل عامل ہوتا ہے۔ جس طرح: متبوع میں مستقل عامل ہوتا ہے اور جمہور کے نزدیک دونوں کا عامل ایک ہوتا ہے۔

لیکن تابع کا عامل جدید مانا جاتا ہے حکما، اس بناء پر کہ متبوع مقصود بالعرض ہے۔

ضابطہ (۲۵۷): بدل اور مبدل منہ میں فاصلہ کا نہ ہونا اغلب ہے۔ ہاں البتہ اگر مجرور سے بدل ہو تو باعادہ حرف جار فاصلہ جائز ہے۔ لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان، تكون لنا عيدا الاولنا و اخرنا۔

ضابطہ (۲۵۸): بدل چونکہ مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا اقوی یا کم از کم مساوی ہونا ضروری ہے، بدل اور مبدل منہ کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) دونوں معرفہ جیسے: الى صراط العزيز الحميد ، الله الذى۔

(۲) دونوں نکرہ جیسے: ان للمتقين مفازا حدائق و اعنابا۔

(۳) مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ جیسے: الى صراط مستقيم ، صراط الله۔

(۴) مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ پہلی تین صورتیں درست ہیں چوتھی صورت غلط ہے کیونکہ بدل (جو کہ مقصود ہوتا ہے) کا ادنی ہونا لازم آتا ہے۔ البتہ اس کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ بدل نکرہ کی صفت لائی جائے جیسے: بالناصية ناصية كاذبة خاطئة۔

ضابطہ (۲۵۹): يبدل كل من الاسم و الفعل و الجملة من مثله۔

ضابطہ (۲۶۰): حرف ہرگز بدل واقع نہیں ہوسکتا ہے۔ لا نه لا يصلح للحكم۔

(٤) عطف بیان کے لیے ضوابط

تعریف: عطف بیان وہ تابع غیر صفت ہے جو اپنے متبوع کو واضح کرا گر دونوں معرفہ ہوں یا اس میں تخصیص پیدا کرے اگر دونوں نکرہ ہوں۔

فائدہ: اس کی وجہ تسمیہ ابو حیان نے یہ بیان کی ہے کہ اس میں زیادت بیان کے لیے اول کا تکرار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو عطف بیان کہا جاتا ہے۔ صاحب بسیط نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کا اصل عطف ہے۔ کہ جآء اخوك زيد کا اصل ہے جآء اخوك وهو زيد پھر حرف اور

ضمیر کو حذف کر کے زید کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

ضابطہ (۲۶۱): اس کی پہچان اوور علامت، لفظی پہچان یہ ہے کہ دو اسم ہوں ایک علم اور ایک کنیت جو بعد میں ہوگا وہ عطف بیان ہوگا اور جو پہلے ہوگا وہ متبوع اور مبین ہوگا۔

معنوی پہچان یہ ہے کہ اس کے اردو معنی میں لفظ (یعنی) آتا ہے جیسے: اقسم باللہ ابو حفص عمر، قال عبداللہ بن مسعود۔

ضابطہ (۲۶۲): جمہور بصرین کے نزدیک عطف بیان معرفہ کے ساتھ خاص ہے۔ کوفین اور بصرین میں سے ابوعلی فارسی اور ابن جنی اور متاخرین میں سے زمخشری ابن عصفور ابن مالک کے نزدیک معرفہ کے ساتھ خاص نہیں جیسے کقولہ تعالی او کفارۃ طعام مسکین ۔ ونحو من ماء صدید۔

جمہور بصرین کی دلیل بیان تو وہ چیز بن سکتی ہے جو معلوم ہو اور نکرہ تو مجہول ہوتا ہے اور مجہول مجہول کو بیان نہیں کر سکتا۔

جواب بعض نکرہ اخص ہوتے ہیں بعض سے۔ اور قاعدہ ہے کہ اخص بیان کر سکتے ہیں غیر اخص کو۔

ضابطہ (۲۶۳): عطف بیان کی شرائط وہی ہے جو صفت کے لیے ہیں۔ یعنی دس میں چار چیزوں میں موافقت ضروری ہے۔ باقی رہا علامہ زمخشری کا مقام ابراھیم کو فیہ ایات بینت سے عطف بیان بنانا اجماع نحات کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ بصرین اور کوفین کا اجماع ہے کہ معرفہ نکرہ بیان نہیں بن سکتا اور اسی طرح مفرد جمع کا بیان نہیں بن سکتا۔

فائدہ: ابن عصفور اور زمخشری نے عطف بیان کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ متبوع سے اعرف ہو لیکن یہ سیبویہ کے تصریح کے خلاف ہے کہ سیبویہ نے یا ھذا الجمۃ میں ذا الجمۃ کو عطف بیان فرمایا۔ حالانکہ اس میں اشارہ معرف باللام سے اوضح ہے۔ (کتاب سیبویہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۸۸)

نیز یہ قیاس کے بھی خلاف ہے عطف بیان بمنزلہ نعت کے ہے۔ اور نعت کے لیے بالاتفاق اعرف اور اخص ہونا ضروری نہیں۔

ضابطہ (٢٦٤): بعض نحات نے عطف بیان کو علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور علم کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم خاص (۲) کنیت (۳) لقب۔

ضابطہ (٢٦٥): کنیت اور علم میں سے جو زیادہ مشہور ہوگا اس کو عطف بیان بنایا جائے گا کیونکہ یہ موضح ہوتا ہے اور موضح کے لئے اوضح، اعرف اشہر ہونا جزوری ہوتا ہے۔

ضابطہ (٢٦٦): امام فخر الدین رازیؒ کے نزدیک اگر لفظ ابن یا بنت اسم کے ساتھ مستعمل ہوں تو وہ علم جنس ہوگا۔

ضابطہ (٢٦٧): عطف بیان کی موافقت کے شرائط وہی ہیں جو صفت کے ہیں۔

ضابطہ (٢٦٨): تاکید بدل اور عطف بالحرف اسم کے عاوہ بھی تابع واقع ہو سکتے ہیں اور صفت اور عطف بیان صرف اسم کے تابع واقع ہونگے۔

عطف بیان اور نعت میں چند فرق ہیں:

فرق (۱): صفت موضح ذات نہیں جب کہ عطف بیان موضح اور مخصص ذات ہے۔

فرق (۲): صفت حقیقی ضمیر پر مشتمل ہوتی ہے جب کہ عطف بیان نہیں۔

فرق (۳): صفت اکثر مشتق ہوتی ہے جب کہ عطف بیان اکثر اسم جامد ہوتا ہے۔

وجہ اشتراک: ان میں ما به الاشتراك دو چیزیں ہیں۔ (۱) دونوں موضح اور مخصص ہیں۔ (۲) دونوں میں قطع جائز ہے۔

عطف بیان اور بدل میں چند فرق ہیں:

فرق (۱): عطف بیان ضمیر اور تابع ضمیر نہیں ہوتا۔ جب کہ بدل ہوتا ہے

فرق (۲): عطف بیان فعل اور تابع فعل نہیں ہوتا۔ جب کہ بدل ہوتا ہے

فرق (۳): عطف بیان جملہ اور تابع جملہ نہیں ہوتا۔ جب کہ بدل ہوتا ہے

(۴) عطف بیان تعریف وتنکیر میں متبوع کے تابع ہوتا ہے بخلاف بدل کے

(۵) عطف بیان بعینہ لفظ متبوع واقع نہیں ہوسکتا، بخلاف بدل کے کہ وہ واقع ہوسکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ تابع میں زیادہ بیان ہو۔

(۶) عطف بیان میں متبوع سے نیابت مراد نہیں ہوتی بخلاف بدل کے

فائدہ: قال الرضی: انا الی الان لم یظهر لی فرق جلی بین بدل الکل من الکل و عطف البیان، بل ما اری عطف البیان الا البدل، کما هو ظاهر کلام سیبویه۔

(۵) عطف بالحرف کے لیے ضوابط

تعریف: وہ تابع ہے کہ حرف عطف کے واسطے اپنے متبوع کے ساتھ مقصود ہو یعنی تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوں خواہ بالذات یا ایک بالذات اور دوسرا بالعرض بشرطیکہ دونوں کے درمیان حرف عطف ہو۔ جیسے: جاء نی زید و عمرو، پس مررت بغضنفر ای اسد عطف بالحرف سے نکل گیا اس لئے کہ درمیان میں ای حرف عطف نہیں۔

ضابطہ (۲۶۹): معطوف کی پہچان تو آسان ہے کہ وہ حرف عطف کے بعد ہوتا ہے البتہ معطوف علیہ کی پہچان ذرا مشکل ہے جس کے لئے یہ ضابطہ یاد رکھیں: معطوف علیہ کی پہچان، کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ ٹھہرانے سے معنی صحیح رہے تو یہ عطف صحیح ہوگا اور وہی معطوف علیہ ہوگا اور اگر معنی فاسد ہو جائے تو عطف صحیح نہیں ہوگا جیسے: قام زید زید ع عمرو۔

ضابطہ (۲۷۰): فعل کا فعل پر عطف کے لئے اتحاد زمانہ شرط ہے لیکن اتحاد نوع نہیں۔ مثلا جحد کا ماضی پر اور برعکس جائز ہے۔

ضابطہ (۲۷۱): فعل کا اسما پر اور اسم کا فعل پر عطف جائز ہے۔ بشرطیکہ معنا مشابہت ہو جیسے: فالمغیرات صبحا، فاثرن به نقعا، یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی۔

ضابطہ (۲۷۲): حرف عطف کے ذریعے مبتداء کی متعدد خبریں ہوں یا فعل کے متعدد

مفعول ہوں یا صلہ جات ہوں اور معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فاصلہ کثیر ہو تو وہاں عطف دو طرح جائز ہوتا ہے۔(۱) عطف المفرد علی المفرد (۲) عطف الجملۃ علی الجملۃ جیسے: الباء للالصاق للا ستعانۃ۔

ضابطہ (۲۷۳): کبھی کبھی عطف بالحرف اور معطوف کے درمیان ظرف بھی واقع ہوتا ہے۔

ضابطہ (۲۷۴): جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر یا اس کا عکس جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے اور علامہ صفارؒ اور ابو حیانؒ اور سیبویہؒ اور اسی طرح نحویین کے ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ شعر میں ہے۔

ان شفائی عبرۃ مھراقۃ فھل عند رسم دارس من معول

ضابطہ (۲۷۵): عطف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) لفظ پر عطف ہو۔ جس کو محل قریب کا جاتا ہے اور یہی اصل ہے۔ جیسے: لیس زید بقائم ولا قاعدٍ

(۲) عطف ہو محل بعید پر جیسے: ان اللہ بری من المشرکین ورسولہٗ......الآیۃ لفظ ''ورسولہ'' لفظ ''اللہ'' کے محل بعید پر عطف ہے جو کہ رفع ہو۔

(۳) توھم پر عطف ہو۔ جیسے: لیس زید قائما ولا قاعدٍ۔ توہم یہ ہے کہ خبر پر باء حرف جر داخل ہے۔ اسی وجہ سے قاعدٍ معطوف کو جر دیا ہے۔

ضابطہ (۲۷۶): اما (عاطفہ) اور اما (شرطیہ) کی پہچان کا پہلا طریقہ، اگر جواب میں فاء ہو تو اما (شرطیہ) ہوگا۔ اور اگر نہ ہو تو اما (عاطفہ) ہوگا۔

دوسرا طریقہ، اگر اس کے بعد ایک اور اما ہو یا او ہو تو اما (عاطفہ) ہوگا۔ اور نہیں تو اما شرطیہ ہوگا جیسے: اما الذین سعدوا ففی الجنۃ، اما حقیقۃ و اما مجازا۔ اس کی خوب مشق کر لیں۔

ضابطہ (۲۷۷): اِما ہمیشہ تکرار کے ساتھ ہو پہلا بغیر واو کے اور دوسرا واو کے ساتھ تو پہلے (اِما) کو تردیدیہ تفصیلیہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو عاطفہ کہتے ہیں اور واو زائدہ ہوتی ہے جو کہ اما

عاطفہ کے لئے شرط ہے۔

ضابطہ (۲۷۸): جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف ڈالنا ہو تو معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان کسی شئی کا فاصلہ لانا واجب ہے خواہ فاصلہ ضمیر منفصل کا ہو جیسے: لقد کنتم انتم و اباؤکم فی ضلال مبین یا کسی اور چیز کا فاصلہ ہو جیسے: جنات عدن یدخلونها و من صلح ۔ما اشرکنا و لا اباء نا۔

ضابطہ (۲۷۹): عطف الخبر علی الانشاء و بالعکس منعه البیانیون و جمهور النحاة و عند البعض یجوز استد لا بقوله تعالی: و بشر الذین امنو و عملو الصالحات۔ فانها معطوفة علی جملة خبریة قبلها لکن الجمهور یؤولون جمیع ذلك بعطف القصه علی القصة، او بغیر ذالك مما یناسب المقام۔

ضابطہ (۲۸۰): کبھی معطوف کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: افلم تکن ایاتی تتلی علیکم یہاں پر معطوف علیہ الم تأتکم محذوف ہے اور کبھی معطوف بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے: فمن کان منکم مریضا او علی سفر اس کے بعد فافطر معطوف محذوف ہے۔

ضابطہ (۲۸۱): دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر ایک حرف عطف کے ذریعے عطف جائز ہے یا نہیں، نحاۃ کا اس میں اختلاف ہے، امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

اور امام فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

جمہور کے نزدیک فقط ایک صورت جائز ہے۔ کہ معمول مجرور مقدم ہو جیسے: فی الدار زید و الحجرۃ عمرو۔

ضابطہ (۲۸۲): حتی، لکن، بل لا، کے عاطفہ ہونے کے لئے شرائط ہیں۔

حتی: کے عاطفہ ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ (۱) اسم ہو (۲) اسم ظاہر (۳) معطوف معطوف علیہ کا بعض ہو۔ (۴) ماقبل سے زیادتی ہو جیسے: مات الناس حتی الانبیاء یا ماقبل سے نقص ہو جیسے: المومن یجزی بالحسنات حتی مثقال الذرۃ۔

لکن: کے عاطفہ ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔(۱) معطوف مفرد ہو۔(۲) مقرون بالواو نہ ہو۔(۳) نفی یا نہی کے بعد ہو جیسے: ما مررت برجل صالح لکن طالح

بل: کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) معطوف مفرد ہو۔(۲) اثبات یا نفی یا امر یا نہی کے بعد ہو جیسے: قام زید بل عمرو۔

لا: اس کے عاطفہ ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔(۱) معطوف مفرد ہو یا جملہ محل اعراب ہو (۲) اثبات یا امر یا دعاء یا تحضیض کے بعد ہو (۳) حرف عطف متصل نہ ہو۔(۴) معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان عناد ہو جیسے: جاء نی رجل لا امرة۔ ان شرائط کو خوب یاد کر لیا جائے، اگر شرطیں موجود ہونگی تو یہ حروف عاطفہ ہونگے ورنہ نہیں لہذا ہر جگہ ان کو حرف عطف سمجھنا غلط ہوگا

معرب و مبنی کے لئے ضوابط

ضابطہ (۲۸۳): معرب ومبنی کی پہچان، مطالعہ کرتے وقت دیکھیں کہ کلمہ حرف ہے یا فعل ہے یا اسم ہے۔ اگر حرف ہے تو وہ مبنی ہوگا کیونکہ تمام حروف مبنی ہوتے ہیں۔

اور اگر فعل ہے تو دیکھیں کہ ماضی ہے یا امر حاضر معلوم ہے یا مضارع۔ اگر ماضی ہے (خواہ معلوم ہو یا مجہول) یا امر حاضر معلوم ہے تو مبنی ہوں گے۔ کیونکہ یہ دونوں بھی ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں اور اگر مضارع ہو تو دیکھیں نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ یا نون جمع مؤنث ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو مبنی۔ اور اگر نہیں تو معرب۔

یاد رکھیں! جحد، نفی، امر، نہی یہ سب مضارع میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب مضارع سے بنتے ہیں۔ اگر اسم ہے تو دیکھیں کہ اسم غیر متمکن کے آٹھ قسموں میں سے ہے یا نہیں اگر ہے تو مبنی اگر نہیں تو معرب۔

مبنی کی تعریف: ما کان حرکاته وسکناته من غیر عامل۔

مبنی کی دو قسمیں ہیں (۱) مبنی الاصل (۲) مبنی غیر اصل۔

مبنی الاصل کی تعریف: ما لیس فیہ علة الاعراب وموجب الاعراب۔

مبنی الاصل کی اقسام: (۱) تمام حروف (۲) فعل ماضی معلوم و مجہول (۳) فعل امر حاضر معلوم۔

یہ بناء میں اصل اس لیے ہیں کہ یہ معانی معتورہ کو قبول نہیں کرتے۔

اور علامہ زمخشری کے نزدیک چوتھا قسم جملہ من حیث الجملہ بھی ہے۔

مبنی الاصل کا حکم: مالا یقبل الاعراب اصلاً لالفظاً ولا تقدیراً ولا محلاً

مبنی غیر اصل کی تعریف: مبنی غیر اصل وہ ہے جس کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت ہو جیسے ھولاء۔

یا مبنی غیر اصل وہ ہے جو مرکب نہ ہو۔ جیسے زید، عمر

یا مبنی غیر اصل وہ ہے جو مرکب تو ہو لیکن اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ غلامُ زید

مبنی غیر اصل کا حکم: ان لا یختلف آخرہ باختلاف العوامل۔

مبنی غیر اصل کے اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) مبنی غیر اصل لازمی (۲) مبنی غیر اصل عارضی

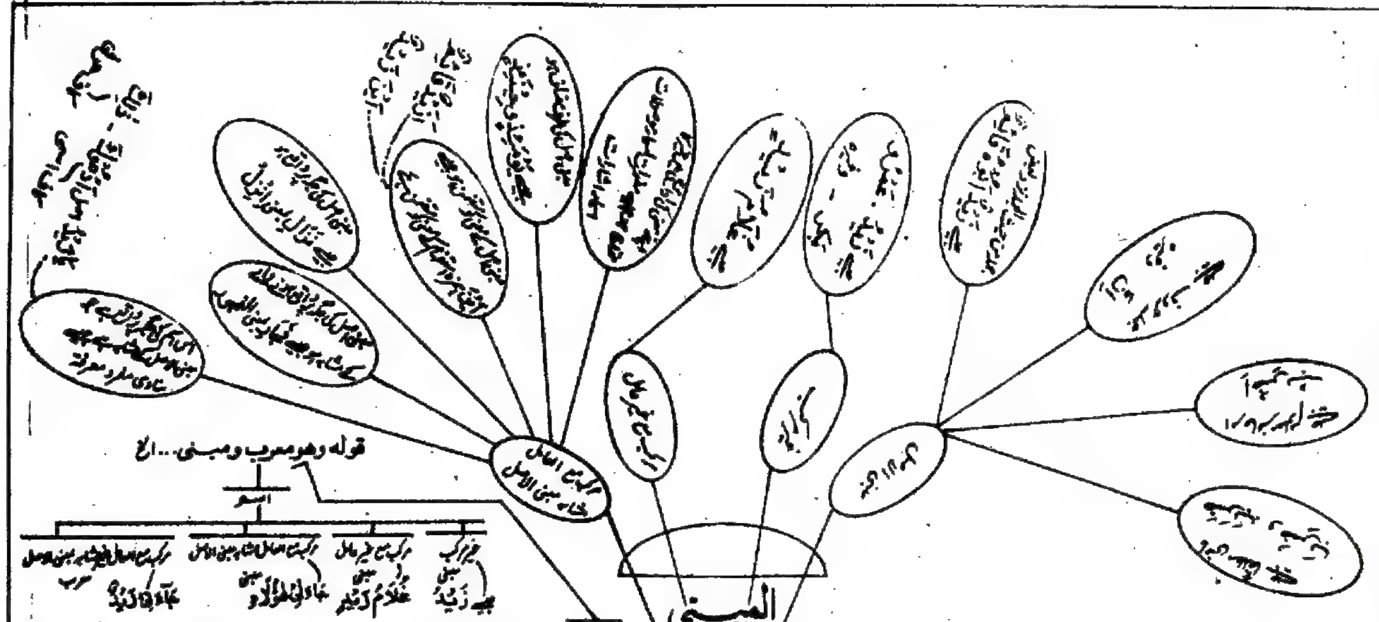
مبنی غیر اصل لازمی: وہ ہے جسکی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت ہو۔

مبنی غیر اصل لازم کے اقسام: اس کی دس قسمیں ہیں (۱) مضمرات (۲) اشارات (۳) موصولات (۴) اسماء افعال (۵) بعض ظروف (۶) اسمائے اصوات (۷) اسمائے کنایات (۸) مرکب بنائی (۹) اسماء شرط (۱۰) اسماء استفہام (۱۱) من وما الموصوفتان (۱۲) لاغیر، لیس حسب۔

مبنی غیر اصل عارضی: وہ ہے جو مرکب واقع نہ۔ یا مرکب تو ہو لیکن اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

مبنی غیر اصل عارضی کے اقسام: اسکی پانچ قسمیں ہیں

(۱) اسماء معدودہ مفردہ۔



دلیل حصر، اسم دو حال سے خالی نہیں مرکب ہوگا یا غیر مرکب اگر غیر مرکب ہو تو مبنی ہوگا اور اگر مرکب ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مرکب مع العامل ہوگا یا غیر عامل اگر مع غیر عامل ہو تو بھی مبنی ہوگا اور اگر مرکب مع العامل ہو تو پھر بھی دو حال سے خالی نہ ہوگا مبنی اصل کے مشابہ ہوگا یا نہ ہوگا اگر ہو تو بھی مبنی۔ اگر نہ ہو تو معرب ہوگا۔ باقی نقشہ میں ہیں۔

(۲) اسماء مضافہ۔

(۳) لانفی جنس کا اسم جونکرہ غیر مضاف ہو جیسے لارجل فی الدار

(۴) منادی مفرد معرفہ جیسے یازید۔

(۵) منادی نکرہ مقصودہ جیسے یارجل۔

فائدہ: علامہ ابن حاجب کے نزدیک اسماء معدودہ قبل از ترکیب مبنی ہیں جیسے زید، عمر اور دوسرے نحاۃ کے نزدیک جو اسماء بعد از ترکیب معرب ہیں وہ قبل از ترکیب معرب ہیں۔ مبنی جو اسماء بعد از ترکیب مبنی ہیں وہ قبل از ترکیب مبنی ہیں۔

فائدہ: امام سیبویہ اور امام خلیل اور بصریین کے نزدیک اسماء کا اصل معرب ہونا اور افعال اور حرف کا اصل مبنی ہونا ہے اس لئے ضابطہ وضع کر دیا۔

ضابطہ (۲۸٤): کل اسم رئیته معربا فهو علی اصله و کل اسم رئیته مبنیا فهو علی خلاف اصله۔ و کل فعلٍ رئیته مبنیا فهو علی اصله و کل فعل رئیته معربا فهو علی خلاف اصله۔

و جمیع الحروف مبنی قائم علی اصله۔ علل النحو

دلیل: کہ اعراب کی وضع معانی معتورہ کے لئے ہے اور یہ معانی معتورہ بصریین کے نزدیک فاعلیت، مفعولیت، اضافت میں بند ہیں جو کہ اسماء میں ہوتے ہیں لہذا اعراب کے اصل مستحق اسماء ہونگے نہ کہ افعال اور حروف۔

کوفیین: کے نزدیک افعال بھی مستحق اعراب ہیں۔ اسلیے کہ معانی معتورہ کا حصر معانی ثلاثہ فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت میں نہیں۔ بلکہ معانی معتورہ سے مراد یہ ہے کہ پہلا معنی تبدیل ہو کر نیا معنی پیدا ہو جائے۔ خواہ وہ فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت ہوں یا کوئی اور ہوں۔ اب یہ معانی معتورہ اسموں میں بھی پا جاتے ہیں اور فعل مضارع میں پائے جاتے ہیں۔

جیسے لاتأکل السمك وتشرب اللبن۔ وتشربُ اللبن وتشربِ اللبن ہیں کہ اعراب کیلئے لئے

سے معنی بدل گیا ہے۔

یاد رکھیں: اسم کی جگہ فعل کام نہیں دیتا۔ کیونکہ اسم کے معانی فعل اداء نہیں کرسکتا۔ البتہ فعل کی جگہ اسم اسکے معنی کو اداء کرسکتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں لاتاکل السمك مع شربِ اللبن۔ ولك شربُ اللبن۔ شاربَ اللبن (حال)

الحاصل: اعراب کی وضع ہے معانی معتورہ پر دلالت کرنے کے لیے اور یہ معانی اصالۃً اسم میں پائے جاتے ہیں۔ اور فعل میں کبھی کبھی۔ جس کی جگہ اسم کام دے جاتا ہے۔ تو اسم میں ضرورت اعراب ہے اور فعل میں سبب اعراب تو ہے لیکن ضرورت اعراب نہیں لھذا اسم میں اعراب میں اصل ہوا اور فعل میں اعراب فرع ہوا۔ اسی وجہ سے اس فعل کا نام مضارع (یہ اسم فاعل کے مشابہ ہے) رکھا گیا ہے۔

ضابطہ (۲۸۵): (۱) حروف (۲) فعل امر حاضر (۳) فعل ماضی بشرطیکہ اداۃ شرط جازم داخل نہ ہوں (۴) اسماء افعال (۵) اسماء اصوات (۶) الف لام اسم موصول (۷) سات جملے اور حروف مقطعات جو سورتوں کے ابتداء میں آتے ہیں۔ یہ سب ہمیشہ اعراب سے خالی ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے لئے اعراب محلی بھی نہیں ہوتا۔ اور فعل مضارع اور اسم غیر متمکن کے بقیہ اقسام اور جملہ کے نو اقسام کے لئے اعراب محلی ہے۔ مبنی کے لئے اعراب محلی ہوتا ہے اور فعل ماضی جس پر اداۃ شرط جازم ہو تو اعراب محلی میں سے فقط جزم محلاً ہوتی ہے۔

فائدہ: مناسبت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) مجانست (۲) مماثلت (۳) مشابهت (٤) مشاكلت۔

(۱) **مجانست**: کا معنی ہے اشتراك الشيئين فی الجنس جیسے انسان اور فرس۔ حیوانیت میں شریک ہیں۔

(۲) **مماثلت**: اشتراك الشيئين فی النوع جیسے زید عمرو بکر انسانیت میں شریک ہیں۔

(۳) **مشابهت**: اشتراك الشيئين فی الوصف جیسے اسد اور رجل شجاع وصف شجاعت میں

شریک ہیں۔

(٤) **مشاکلت**: اشتراك الشيئين في الشكل والصورت جیسے کاغذی شیر کی تصویر جو کہ اصل شیر کی صورت میں شریک ہے۔

فائدہ: مناسبت مؤثرہ کی سات صورتیں ہیں۔

(۱) اسم تعداد حروف میں مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو جیسے کاف اسمی تعداد حروف میں کاف حرفی کے مشابہ ہے۔

(۲) اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے این همزہ استفهام کے معنی کو متضمن ہے۔

(۳) اسم اپنی معنی پر دلالت کرنے میں محتاج الی الغیر ہو حرف کے طرح جیسے اسماء اشارات محتاج ہیں مشار الیہ کے۔

(۴) کوئی اسم مبنی الاصل کے محل میں واقع ہو جیسے نزال انزل امر کے جگہ پر واقع ہے۔

(۵) اسم اس اسم کا ہم وزن ہو جو کہ مبنی الاصل کے موقع پر واقع ہو۔ جیسے فجار بروزن نزال ہے اور نزال انزل کی جگہ پر واقع ہے۔

(٦) اسم اس اسم کے جگہ واقع ہو جو مشابہ مبنی الاصل کے ہو جیسے منادی مفرد معرفہ واقع (کاف) اسمی کی جگہ اور (کاف) اسمیں مشابہ کاف حرفی کے۔

(۷) اسم مبنی الاصل کے طرف مضاف ہو جیسے یومئذ اصل میں یوم اذ کان کذا اور جملہ میر سید شریف کے نزدیک مبنی الاصل ہے۔

ضابطہ (۲۸٦): الغالب على الاسماء المبنية انها لا تضاف و بعضها يضاف مثل حيث، و كم خبريه، و اذ، و اذا۔

ضابطہ (۲۸۷): كل اسم يجب اضافته بجملة وجب بناءُه۔

ضابطہ (۲۸۸): معرب کا تابع معرب ہی ہوتا ہے۔ اور مبنی کا تابع بھی معرب ہوتا ہے۔ جیسا کہ منادی کے تابع میں: یا یها الرجل، لا حول و لا قوة الا بالله۔

اعراب کے لئے ضوابط

اعراب کی تعریف : جس کا حاصل یہ ہے کہ اعراب وہ شئی ہے کہ جس کی وجہ سے معرب کا آخر مختلف ہو۔ تا کہ وہ اختلاف دلالت کرے ان معانی پر جو کہ پے در پے معرب پر وارد ہوتے ہیں یعنی معنی فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت چونکہ یہ معانی مختلف اور متضاد ہیں، اور ہر ایک معنی تقاضا کرتا ہے علامت کو تو ہر ایک معنی کے لیے مستقل علامت مقرر کی گئی ہے معنی فاعلیت کیے لیے علامت رفع کو مقرر کیا گیا ہے اور معنی مفعولیت کے لیے نصب اور معنی اضافت کے لیے جر کو مقرر کیا گیا ہے اور اس علامت اور نشانی کا نام اعراب ہے۔

وجہ تسمیہ :اعراب کا لغوی معنی اور وجہ تسمیہ۔ کہ جسمیں دو احتمال ہیں۔ (۱) یہ مشتق ہے اعراب باب افعال سے بمعنی اظہار اور واضح کرنا اور اعراب بھی چونکہ معانی مقتضیہ کو واضح کرتا ہے اس لیے اس کا نام اعراب رکھا گیا۔

(۲) یہ ماخوذ ہے عربت معدته سے بمعنی معدہ فاسد ہو گیا۔ پھر جب باب افعال کی طرف منتقل کیا اور ہمزہ سلب کے لیے بنایا گیا تو اعراب کا معنی ازالہ فساد ہو گیا اور اعراب کو اس لیے اعراب کہا گیا کہ یہ بھی بعض معانی کا بعض کے ساتھ التباس کے فساد کو زائل کرتا ہے۔

اعراب کے انواع : کہ اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے اور نصب مفعول ہونے کی علامت ہے اور جر اضافت کی علامت ہے۔

وجہ حصر: اعراب دو حال سے خالی نہیں عمدہ کی علامت ہوگی یا فضلہ اگر عمدہ کی علامت ہو تو یہ رفع ہے۔ اگر فضلہ کی علامت ہو تو پھر دو حال سے کہ فضلہ پر بالذات دلالت کرے گا یا بالواسطہ اگر بالذات دلالت کرتا ہے تو یہ نصب ہے اور اگر بالواسطہ دلالت کرے تو یہ جر ہے۔

ضابطہ (۲۸۹): اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اعراب لفظی (۲) اعراب تقدیری یہ دونوں معرب کے ساتھ خاص ہیں۔ (۳) اعراب محلی یہ مبنی کے ساتھ خاص ہیں۔

ضابطہ (۲۹۰): **اعراب حکائی** :جب کسی لفظ پر من حیث اللفظ حکم لگانا مقصود ہو تو عامل کے مطابق اعراب پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور اسی مسموعہ حالت پر پڑھنا بھی جائز ہے، جس کو اعراب حکائی کہتے ہیں۔

ضابطہ (۲۹۱): **اعراب علی سبیل التوھم** : کسی معدوم چیز کو موجود کا حکم دے کر اس کا اعراب پڑھا جائے جس کے لئے دلیل کثرت استعمال ہوتی ہے جیسے: ما زید قائمٍ اس میں اگرچہ قائم پر (باء) جارہ موجود نہیں معدوم ہے لیکن اس کو موجود ہی فرض کرتے ہوئے قائم پر جر پڑھی جائے۔ اور ایسے ہی یہ شعر ہے۔

بدالي اني لست مدرك ما مضى
ولا سابق شيئا اذا كان جائيا

اس میں (سابق) پر باء کو متحقق الوجود فرض کرتے ہوئے جر پڑھی جارہی ہے۔ جس کے لئے دلیل یہ ہے کہ منفی کی خبر پر باء کا داخل ہونا کثیر ہے۔ اس کو "اعراب علی سبیل التوھم" کہتے ہیں۔

ضابطہ (۲۹۲): **جر جوار**: پہلے اسم مجرور کے ساتھ جوار و اتصال کی وجہ سے دوسرے اسم پر بھی جر پڑھ لی جائے اس کو جر جوار کہتے ہیں۔ بشرطیکہ معنوی اشتباہ نہ ہو جیسے: و امسحوا بروؤسکم و ارجلکم۔

ضابطہ (۲۹۳): اگر کلمہ ثنائی جس کا دوسرا حرف، حرف علت ہو اور مقصد اعراب دینا ہو تو دوسرے حرف کو مشدد کر کے اعراب پڑھا جائے گا جیسے: (لو) حدیث میں آتا ہے: ایاکم و اللو فان اللو تفتح عمل الشیطان اور اگر آخر میں الف ہو تو دوسرے الف کو ہمزہ سے تبدیل کر دیا جائے گا جیسے: ماء، لاء۔

اسم متمکن کی باعتبار اعرب سولہ قسمیں ہیں

پہلا قسم مفرد منصرف صحیح ۔ جیسے: زید مفرد سے مراد جو مقابل تثنیہ و جمع ہے اور صحیح نحویوں کے نزدیک یہ ہے کہ لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو۔

دوسرا قسم مفرد جاری مجرائے صحیح ۔اس کو کہتے ہیں کہ لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت تو ہو لیکن ماقبل ساکن ہو۔ دلو، ظبیٌ

تیسرا قسم جمع مکسر: ۔جیسے: رجال۔ ان تینوں قسموں کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔جیسے: جاء نی زید و دلو و رجال الخ ۔یہ مکسر جمع کی صفت ،صفت بحالی متعلقہ ہے تقدیر عبارت کیوں ہوگی الجمع المکسر واحده

چوتھا قسم جمع مؤنث سالم :اس کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ نصب اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: هن مسلمات و رایت مسلمات و مررت بمسلمات۔

(۱) اذرعات، عرفات منصرف ہے اس لیے کہ تا محض تانیث کی نہیں۔ بلکہ الف تا مل کر جمع کے لیے ہے۔حالانکہ سبب تاء تانیث محضہ ہوتی ہے۔

(۲) غیر منصرف ہیں جس پر کسرہ اور تنوین بھی آئیگی لیکن یہ تنوین تمکن کی نہیں بلکہ تقابل کی ہے جو ممنوع نہیں اور کسرہ کا آنا اس کی اصلی حالت پر ہے اور اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔

(۳) غیر منصرف ہیں جس پر کسرہ تو آئے گی لیکن تنوین نہیں۔

پانچواں قسم غیر منصرف :اس کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ نصب و جر فتحہ کے ساتھ جیسے جاء نی عمر و رایت عمر و مررت بعمر ۔

چھٹا قسم اسمائے ستہ مکبره: اب ، اخ ، حم، هن ، فم، ذومال ۔ان کا اعراب رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ۔جیسے: جاء نی اخوك ، و رایت اخاك و مررت باخيك لیکن اسمائے ستہ مکبرہ کو یہ اعراب دینے کے لئے چار شرطیں ہیں۔

(۱) یہ اسمائے ستہ مکبر ہوں۔(۲) یہ اسمائے ستہ مکبرہ موحد ہوں۔

(۳) کہ مضاف ہوں۔(۴) مضاف بھی ہوں غیر یاء متکلم کی طرف۔

فائدہ: جمہور بصرین کا مذہب یہ ہے کہ اسمائے ستہ مکبرہ معرب بالحرکت ہیں اور ان کا اعراب بالحرکت تقدیری ہے اور سیبویہ ابو علی فارسی کہتے ہیں کہ ان کا اعراب بالحرکت تقدیری ہے

(جمع العوامع صفحہ ۱۲۶)

ساتواں قسم تثنیہ جیسے: رجلان

آٹھواں قسم ، ملحق بہ تثنیہ جیسے: کلا، کلتا جب مضاف ہوں ضمیر کی طرف۔

نواں قسم، مشابہ بالتثنیہ اثنان ، اثنتان ۔ان تینوں کا اعراب رفع الف کے ساتھ اور نصب اور جر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ جیسے: جاء الرجلان کلھما و اثنان و اثنتان۔

دسواں قسم، جمع مذکر سالم ۔ جیسے: مسلمون۔

گیارھواں قسم، ملحق بالجمع جیسے: اولو

بارھواں قسم، مشابہ بالجمع جیسے: عشرون: سے تسعون تک ان کا اعراب رفع واو کے ساتھ نصب اور جر کے یا ماقبل مکسور کے ساتھ۔

تیرھواں قسم، اسم مقصور جیسے: موسیٰ

چودھواں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف ہو یائے متکلم کی طرف۔

ان دونوں کا اعراب رفع تقدیری کے ساتھ نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جر تقدیر کسرہ کے ساتھ۔

جیسے: جاء نی موسی، رایت ، موسی، مررت بموسی۔

پندرھواں قسم اسم منقوص رفع اور جر تقدیری لیکن نصب فتح لفظی کے ساتھ۔

جیسے : **جاء القاضی، رایت، القاضی، مررت بالقاضی۔**

سولھواں قسم جمع مذکر سالم جو مضاف یائے متکلم کی طرف اس کا اعراب رفع تقدیر واو کیساتھ نصب اور جر یاء لفظی کے ساتھ۔ جیسے: جاء نی مسلمیّ رایت مسلمی، مررت بمسلمی۔

مضارع کے تین اعراب ہیں۔ رفع، نصب، جزم۔

رفع : وہ ضمہ یا اثبات نون ہے جو عامل کا مقتضی بیان کرے۔

نصب : وہ فتحہ یا حذف نون ہے جو عامل کا مقتضی بیان کرے۔

جزم : وہ سکون یا حذف نون یا حذف حرف علت ہے جو عامل کا مقتضی بیان کرے۔

مضارع باعتبار اقسام اعراب کے چار قسم پر ہے۔

پہلا قسم : مفرد صحیح جو مجرد ہو ایسی ضمیر بارز سے جو تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنثہ مخاطبہ کے لئے ہوتی ہے یعنی یہ اعراب ان صیغوں کے لئے ہے جن آخر میں نون نہیں اور یہ پانچ ہیں۔

(۱) واحد مذکر غائب جیسے یفعل

(۲) واحدہ مؤنثہ غائبہ جیسے تفعل

(۳) واحد مذکر مخاطب جیسے تفعل

(۴) واحد متکلم جیسے افعل

(۵) جمع متکلم جیسے نفعل ۔جب کہ صحیح ہوں۔تو ان کا اعراب رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔جیسے: ھو یضرب، تضرب، اضرب، نضرب۔ لن یضرب، لن تضرب، لن تضرب لن اضرب لن نضرب، لم یضرب، لم تضرب، لم تضرب لم اضرب لم تضرب۔

یادرکھیں مضارع کل چودہ صیغے ہیں جن میں سے دو تو مبنی ہیں (۱) جمع مؤنث غائبات یفعلن (۲) جمع مؤنث مخاطبات تفعلن ۔بقایا بارہ بچ گئے۔ان بارہ میں سے سات کے ساتھ ضمیر بارز ہواتی ہے۔چار صیغے تثنیہ کے یفعلان، تفعلان، تفعلان، تفعلان اور دو صیغے جمع مذکر کے یفعلون، تفعلون اور ایک واحدہ مؤنثہ مخاطبہ تفعلین بقایا پانچ صیغے رہ گئے ان کو یہ اعراب دیا گیا ہے۔

فائدہ یہاں صحیح سے مراد وہ صحیح نہیں جو صرفی حضرات کی اصطلاح میں بلکہ یہاں وہ صحیح مراد ہے جو نحویوں کی اصطلاح میں ہے۔نحویوں کی اصطلاح میں صحیح اسکو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔لھذا مھموز اور مثال اور مضاعف اور اجوف سب صحیح میں داخل ہیں۔

دوسرا قسم مفرد معتل واوی اور یائی کے بھی یہی پانچ صیغے۔ان کا اعراب رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ۔جیسے: ھو یغزو،

ویری، ولن یرمی، لم یغز۔لم یرم۔

تیسرا قسم مفرد معتل الفی کے بھی یہی پانچ صیغے۔ جیسے: یرضی انکا اعراب رفع تقدری ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جزم لام کے حذف کے ساتھ جیسے: ھو یرضی، لن یرضی، لم یرض۔

چوتھا قسم باقی سات صیغے ضمیر بارز مرفوع والے۔ چار تثنیہ کے اور دو جمع مذکر کے اور ایک واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کا خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح ۔ ان کا اعراب رفع اثبات نون کے ساتھ نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ۔ جیسے: ھما یضربان ویغزوان ویرمیان ویرضیان، ھم یضربون ویغزون ویرمون، الخ

﴿ غیر منصرف کے لئے ضوابط ﴾

(۱): انصراف وعدم انصراف کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) منصرف (۲) غیر منصرف

اسم منصرف: (۱) وہ اسم جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو وہ نہ پایا جائے۔

اسم غیر منصرف: وہ اسم جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے موجود ہوں۔

اسباب منع صرف نو ہیں:

ابن نحاس نے اسباب منع صرف کو ایک شعر میں جمع کیا ہے شعر

اجمع وزن عادلاً انث بمعرفة   رکب وزد عجمة فالوصف قد کملا

(شرح التصریح صفحہ ۲۱۲ جلد نمبر ۲)

ضابطہ (۲۹٤): غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہو سکتی۔ عن عمر بن الخطاب ۔ شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن، ۔لقد نصر کم الله فی مواطن

كثيرة الاية ـ اذ قال الله يعيسى ابن مريم ،الاية ـ

ضابطہ (۲۹۵): عدل کی دو قسمیں ہیں۔(۱) عدل تحقیقی (۲) عدل تقدیری،

عدل تحقیقی: اسے کہتے ہیں جس میں اس کے اصل (معدول عنه) پر کوئی دلیل موجود ہو۔ جیسے: فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع، پس مثنی وثلث ورباع معدول ہیں اثنتین ، اثنتین و ثلثة ثلثه و اربعة اربعة سے دلیل یہ ہے کہ مثنی وثلث ورباع ہیں تکرار کے معنی پائے جاتے ہیں،تو تکرار معنی تکرار لفظ پر دلالت کرتا ہے۔

عدل تقدیری: جس میں اصل پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: عن عمر بن الخطاب عمر عامر سے معدول ہے اور اس پر کوئی دلیل موجود نہیں پس ہم نے بغیر کسی دلیل کے عمر کو عامر سے مان لیا تا کہ عمر میں دو سبب پائے جائیں۔

ضابطہ (۲۹٦): عدل اور وزن فعل ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے اس لئے کہ عدل کے محدود اوزان میں جن میں کوئی بھی وزن فعل میں نہیں ہوتا، اوزان عدل مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مفعل (۲) فعل (۳) فعل

(٤) فعل (٥) فعال (٦) فعال

ضابطہ (۲۹۷): وصفت وعلمیت جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ وصف دلالت کرتا ہے ایسی ذات مبہمہ پر جس میں بعض صفات کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ علم ذات معینہ پر دال ہوتا ہے۔

ضابطہ (۲۹۸): وصف میں شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وہ وصف ہو،لہذا اسود، ارقم سانپوں کے نام ہیں لیکن پھر بھی غیر منصرف ہیں اور اربع عدم وصفیت فی الاصل کی وجہ سے منصرف ہے۔

ضابطہ (۲۹۹): تانیث بالتاء کے سبب منع صرف بنے کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: طلحة و دجانة

ضابطہ (۳۰۰): تانیث لفظ بالتاء میں تاء اگر چہ تاء تانیث نہ ہو پھر بھی وہ سبب منع صرف

ہے۔ جیسے: طلحۃ۔

ضابطہ (۳۰۱): تانیث معنوی کا چوتھا حرف تائے تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے، گویا کہ تانیث وہاں بالفعل موجود ہے۔ لہٰذا وہ تانیث لفظی کے حکم میں ہوگا۔ جیسے: زینب، عقرب جب کہ علم ہو۔

ضابطہ (۳۰۲): اگر تانیث معنوی ثلاثی، ساکن الاوسط غیر عجمہ ہو تو دونوں وجہیں جائز ہیں۔ جیسے: ھند۔

ضابطہ (۳۰۳): تانیث بالتاء عجمہ اور ترکیب کے سبب منع صرف بننے کی شرط علمیت ہے۔ جیسے: طلحہ، ابراھیم، بعلبك۔ البتہ ترکیب میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم اضافت واسناد کے ہو۔

ضابطہ (۳۰۴): عجمہ کے لئے علمیت اور زائد علی الثلاثہ یا ثلاثی متحرک الاوسط شرط ہے۔ لہٰذا ابراھیم غیر منصرف، نوح، لوط، شیث منصرف اور شتر غیر منصرف ہے۔

ضابطہ (۳۰۵): جمع منتہی الجموع اور تانیث بالالفین سبب منع صرف بننے یں کسی دوسرے سبب کے محتاج نہیں۔ کیونکہ قائم مقام دو سبب کے ہوتے ہیں۔

ضابطہ (۳۰۶): صیغہ منتہی الجموع کے دو وزن ہیں۔

(۱) الف جمع کے بعد دو حرف ہوں، مشدد یا مخفف۔ جیسے: دواب اور مساجد۔

(۲) الف جمع کے بعد حرف ہوں تو ایسی صورت میں پہلا حرف مکسور اور دوسرا ساکن اور تیسرا تابع ہوگا۔ عامل کا۔ جیسے: مصابیع وکما قال اللہ تعالی، وغرابیب سود آلایۃ۔

ضابطہ (۳۰۷): صیغہ منتہی الجموع کے وزن پر اگر ایسا صیغہ آجائے جو تاء تانیث کو قبل کرتا ہو تو وہ منصرف ہوگا۔ جیسے: صیاقلۃ، آخر میں تاء ہے۔

ضابطہ (۳۰۸): صیغہ منتہی الجموع اور الف مقصورہ دو سببوں کے قائم مقام اس طرح ہیں کہ جمع میں ایک جمعیت ہے اور ایک لزوم جمعیت ہے اور الف مقصورہ میں ای تانیث ہے اور ایک

لزوم تانیث۔

ضابطہ (۳۰۹): ترکیب کے سبب منع صرف بننے کیلئے شرط ہے کہ علم ہو بغیر اضافت اور اسناد کے۔ جیسے: بعلبك

ضابطہ (۳۱۰): الف نون زائدتان اگر اسم میں ہوں تو سبب منع صرف بننے کے لئے شرط ہے علم ہونا۔ جیسے: عثمان، عمران اور اگر صفت میں ہوں تو سبب بننے کے لئے شرط ہے۔ کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو۔ جیسے: سکران۔

ضابطہ (۳۱۱): وزن فعل کے سبب منع صرف بننے کے لئے شرط ہے کہ یا تو وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو اور اگر اسم میں پایا جائے تو بھی منقول عن الفعل ہو۔ جیسے: شمّر

ضابطہ (۳۱۲): اگر وزن فعل کا وزن اسم اور فعل میں مشترک ہو تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ابتداء میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور آخر میں تا کو قبول نہ کرے۔ جیسے: احمد، یزید

ضابطہ (۳۱۳): لفظ حضاجر بروزن مساجد اگرچہ اس کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر یکساں ہوتا ہے لیکن چونکہ اصل میں حضجر کی جمع ہے لہٰذا غیر منصرف ہے۔

ضابطہ (۳۱٤): جمع مذکر و مؤنث سالم میں اگرچہ تنوین تمکن غائب ہو جاتی ہے لیکن عند الاکثر یہ منصرف ہے۔ مثل: فاذا افضتم من عرفات (الآیۃ)

ضابطہ (۳۱۵): غیر منصرف مناسبت کی وجہ سے بھی منصرف بن جاتا ہے۔ جیسے: سلا سلا و اغلا لا الآیۃ

ضابطہ (۳۱٦): عدل کی چار اقسام ہیں۔

(۱) عدل عدد میں۔ جیسے: احاد مثنیٰ (۲) عدل اعلام میں۔ جیسے: عمر۔

(۳) عدل لام میں۔ جیسے: سحر (۴) عدل لام میں حکماً۔ جیسے: اخر

ضابطہ (۳۱۷): اگر الفاظ یا اوزان غیر منصرف کے الفاظ اور اوزان سے متفق ہو جائیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں الفاظ کی مثال: اسحاق اسماء انبیا میں ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

لیکن اسحاق جو کہ جو کہ مصدر ہے اسحق الفرع اذا ذھب لنبه کا الفاظ میں متصل ہونیکی وجہ سے غیر منصرف نہیں، اوزان کی مثال، جالوت، طالوت، اور قارون اسمائے غیر منصرف ہیں۔ لیکن ان کے ہم وزن جاموس، طاؤوس اور راقود منصرف ہیں۔

ضابطہ (۳۱۸): جس اسم کے آخر میں الف تانیث مقصورہ ہو تو ضرورت شعری کی وجہ سے منصرف نہیں بنتا۔ جیسے: حبلیٰ

ضابطہ (۳۱۹): غیر منصرف کی علامت غیر منصرف کی فقط دو قسمیں ہیں۔ باقی سب منصرف ہیں۔ (۱) نکرہ (۲) علم۔

پہلا قسم: اگر علم ہو کر ان چھ اسموں میں سے کوئی اسم ہو تو غیر منصرف ہوگا ورنہ وہ علم منصرف ہوگا وہ چھ اسم یہ ہیں۔ (۱) مؤنث لفظی یا معنوی ہو جیسے: طلحه، زینب۔

(۲) الف نون زائدہ تان جیسے: عثمان، سلمان، عمران۔

(۳) وزن فعل ہو جیسے: احمد، یشکر۔

(۴) مرکب منع صرف جیسے: بعلبك۔

(۵) عجمہ ہو جیسے: ابراهیم۔

(۶) عدل ہو جیسے: عمر، زفر

دوسرا قسم نکرہ: اگر نکرہ ہو تو پھر دیکھیں ان چھ اسموں میں سے کوئی اسم ہے یا نہیں اگر ہے تو غیر منصرف اگر نہیں تو منصرف وہ چھ اسم یہ ہیں۔ (۱) افعل صفتی ہو۔ احمر۔

(۲) فعلان صفتی ہو جیسے: سکران۔

(۳) اسم عدد فعال یا مفعل کے وزن پر ہو جیسے: ثلاث و مثلث۔

(۴) الف مقصورہ تانیثی ہو۔ حبلیٰ۔

(۵) الف ممدودہ زائدہ ہو۔ حمرآء۔

(۶) جمع اقصیٰ جیسے: مساجد، مصابیح۔ ان کے علاوہ باقی سب منصرف ہیں۔

(مزید تفصیل تنویر شرح تنویر میں ہے)۔

ضابطہ (۳۲۰): کبھی غیر منصرف کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے منصرف کو غیر منصرف بنا دیا جاتا ہے (تنویر دیکھئے)۔

ضابطہ (۳۲۱): کل مصغر لم یذهب تصغیرہ احد سبه فهو غیر منصرف و الافمنصرف۔

ضابطہ (۳۲۲): غیر منصرف پر الف لام داخل ہو جائے یا اضافت ہو جائے تو کسرہ داخل ہو سکتی ہے۔

فائدہ: منصرف کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) جعلی۔

منصرف حقیقی کی تعریف گزر چکی ہے اور منصرف جعلی کے اسباب پانچ ہیں۔

(۱) ضرورت شعری جیسے ماقبل میں شعر گزر چکا ہے۔

(۲) تناسب بین الکلمتین جیسے سلاسلا۔

(۳) تنکیر بعد علمیت جیسے لکل فرعون موسیٰ۔

(۴) الف لام کا دخول جیسے وانتم عاکفون فی المساجد۔

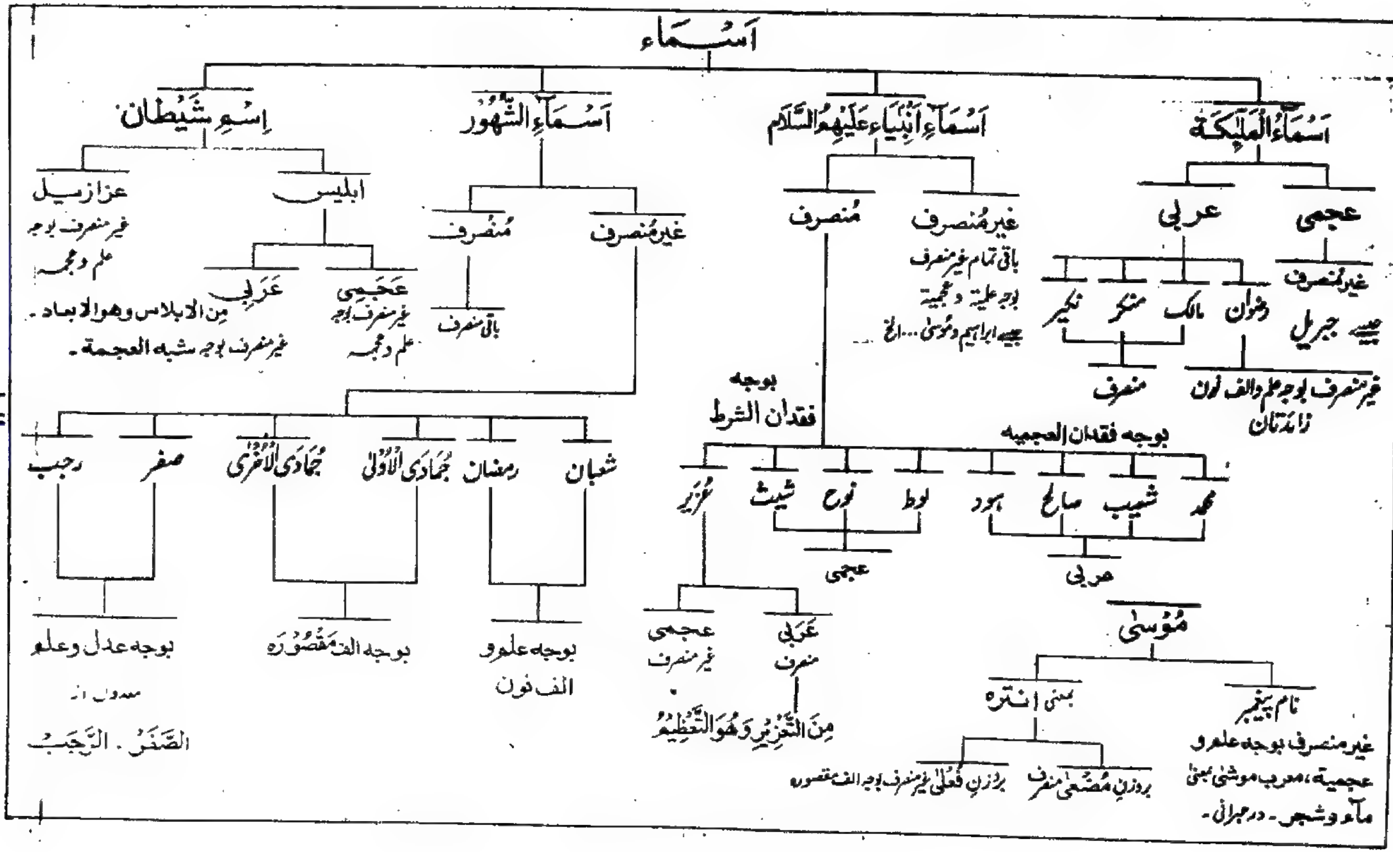
(۵) غیر منصرف کی اضافت کرنے سے جیسے ان الصفا والمروۃ من شعائر الله

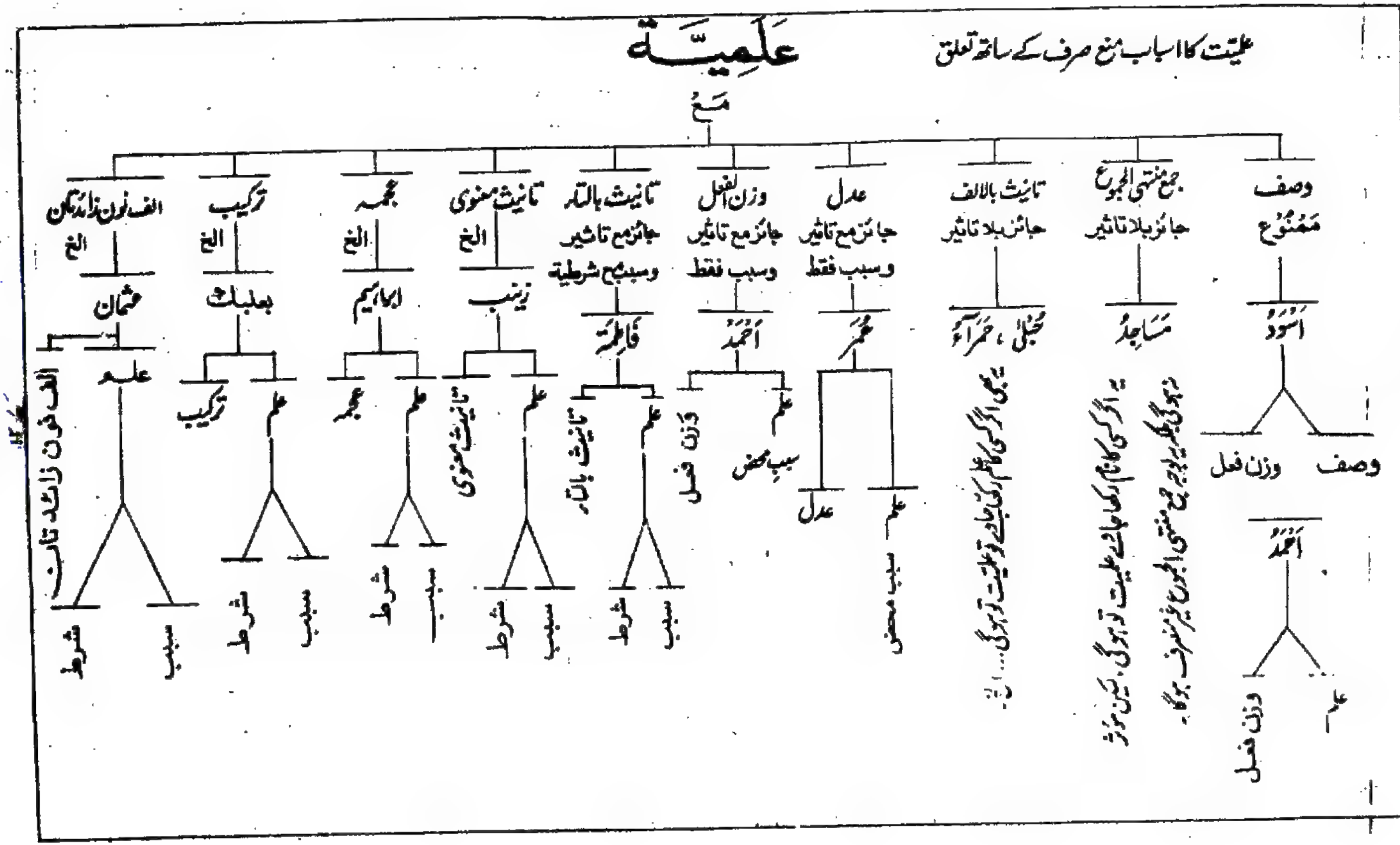
ضابطہ (۳۲۳): لفظ رحمٰن اگرچہ غیر منصرف ہے مگر کلام عرب میں بغیر الف لام کے استعمال نہیں ہوا ہے۔ یہاں اختلاف صرف ذہنی ہے۔ خارج میں اس کا کوئی ثمرہ نہیں۔

انبیاء کرام علیهم السلام کے نام

انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں میں سے ۶ سات منصرف ہیں۔ محمد، صالح، هود، شعیب، عربی منصرف ہیں اور نوح، لوط، شیث، عجمہ منصرف ہیں باقی تمام عجمہ غیر منصرف ہیں۔

فائدہ: عزیر میں دو وجہ ہیں اگر عربی ہو تعزیر سے تو منصرف ہوگا اور اگر عجمی ہو تو


اَسْمَاء
اَسْمَاءُ الْمَلٰٓئِکَة
عجمی
غیر منصرف
جیسے جبریل
عربی
رضوان
مالک
منکر
نکیر
غیر منصرف بوجہ علم والف نون زائدتان
منصرف
اَسْمَاءُ اَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَام
غیر مُنصرف
باقی تمام غیر منصرف بوجہ علمیۃ و عجمیۃ
جیسے ابراہیم و موسیٰ ... الخ
مُنصرف
بوجہ فقدان الشرط
بوجہ فقدان العجمیہ
محمد
شعیب
صالح
ہود
لوط
نوح
شیث
عُزیر
عربی
عجمی
عَرَبی
منصرف
مِنَ التَّعْزِیْرِ وَ ھُوَ التَّعْظِیْمُ
عجمی
غیر منصرف
مُوْسٰی
نام پیغمبر
غیر منصرف بوجہ علم و عجمیۃ، معرب موشی بمعنی مآء و شجر۔ در عبرانی۔
بمعنی اُسترہ
بروزنِ مُصْطَفٰی منصرف
بروزنِ فُعْلٰی غیر منصرف بوجہ الف مقصورہ
اَسْمَآءِ الشُّھُوْر
غیر مُنصرف
مُنصرف
باقی منصرف
شعبان
رمضان
جُمَادَی الْاُوْلٰی
جُمَادَی الْاُخْرٰی
صفر
رجب
بوجہ علم و الف نون
بوجہ الف مَقْصُوْرَہ
بوجہ عدل و علم
معدول از الصَّفَر۔ الرَّجَب
اِسْمِ شَیْطَان
ابلیس
عجمی
غیر منصرف بوجہ علم و عجمہ
عَرَبی
مِن الابلاس وھو الابعاد۔
غیر منصرف بوجہ شبہ العجمۃ۔
عزازیل
غیر منصرف بوجہ علم و عجمہ


علمیت کا اسباب منع صرف کے ساتھ تعلق
عَلَمِیَّۃ
مع
وصف ممنوع
جمع منتہی الجموع جائز بلا تاثیر
تانیث بالالف جائز بلا تاثیر
عدل جائز مع تاثیر وسبب فقط
وزن الفعل جائز مع تاثیر وسبب فقط
تانیث بالتاء جائز مع تاثیر وسبب مع شرطیۃ
تانیث معنوی الخ
عجمہ الخ
ترکیب الخ
الف نون زائدتان الخ
اَسْوَدُ
مَسَاجِدُ
حُبْلٰی ، حَمْرَآءُ
عُمَرُ
اَحْمَدُ
فَاطِمَۃُ
زینب
ابراہیم
بعلبک
عثمان
یہ اگر کسی کا نام رکھا جائے علمیت تو ہوگی ۔ لیکن مؤثر نہ ہوگی بلکہ یہ بوجہ جمع منتہی الجموع غیر منصرف ہوگا ۔
یہ بھی اگر کسی کا علم رکھا جاوے تو علمیت تو ہوگی ... الخ
وصف
وزن فعل
اَحْمَدُ
علم
وزن فعل
علم
عدل
سبب محض
علم
وزن فعل
سبب محض
علم
تانیث بالتاء
شرط
سبب
علم
تانیث معنوی
شرط
سبب
علم
عجمہ
شرط
سبب
علم
ترکیب
شرط
سبب
علم
الف نون زائدتان
شرط
سبب

غیر منصرف ہوگا۔

ضابطہ (۳۲۴): لفظ حسان (ایک صحابی کا نام ہے) اور ابان میں (ایک راوی کا نام ہے) منصرف اور غیر منصرف دونوں وجہیں جائز ہیں۔ لیکن ابان میں عدم انصراف راجح ہے۔ منصرف اسی وقت ہونگے جب حسان اور ابان میں الف ونون زائدنہ مانا جائے، ورنہ غیر منصرف ہونگے۔

ضابطہ (۳۲۵): لفظ قرآن میں اگر چہ علمیت اور الف نون زائدتان ہیں لیکن پھر بھی منصرف ہے۔ جیسے: وانه لقرآن كريم وجہ یہ ہے کہ اس میں علمیت کیلیا لف لام شرط ہے یعنی الف ولام کے ساتھ مل کر علم ہے اور لاف لام جب غیر منصرف پر داخل ہوتو وہ منصرف بن جاتا ہے۔

ملائکہ کے نام

ملائکہ کے ناموں سے چار ناموں کے علاوہ سب عجمہ غیر منصرف ہیں اور چار عربی ہیں جن یں سے رضوان، عربی غیر منصرف اور منکر، نکیر، مالك یہ عربی منصرف ہیں اور

شہور کے اسلامی نام

مہینوں کے اسلامی ناموں سے چھ منصرف اور چھ غیر منصرف ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) جمادی الاولی (۲) جمادی الاخری (۳) شعبان (٤) رمضان (٥) صفر (٦) رجب۔

قبیلے اور جگہ کے نام

اور قبیلے اور جگہ کے ناموں میں سے اگر ان میں تانیث معنوی کے علاوہ دو سبب موجود ہوں تو یہ ہمیشہ غیر منصرف ہوں گے۔ جیسے: تغلب اگر تانیث معنوی کے علاوہ دو سبب نہیں ہیں تو پھر دیکھیں گے عرب سے مسموع منصرف ہے یا غیر منصرف اگر غیر منصرف ہے تو ہمیشہ غیر منصرف پڑھا جائے گا۔ جیسے: ھود، مجوس، دمشق۔ اگر عرب سے منصرف مسموع ہے تو منصرف پڑھیں گے۔ جیسے: بنو کلب، بنو ثقیف، حنین ہمیشہ منصرف ہیں اس کے علاوہ یعنی ان تینوں صورتوں کے علاوہ منسرف اور غیر منصرف پڑھنا جائز ہے اگر مذکر کی تاویل میں کر دیا جائے تو غیر منصرف مؤنث کی تاویل میں غیر منصرف۔

فائدہ: ابلیس غیر منصرف ہے جس میں علم اور عجمہ ہے یا عربی ہے جو ابلاس سے مشتق ہے یہ شبہ عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔لیکن پھر بھی عجمی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔کیونکہ عرب اس کو استعمال نہیں کرتے۔(حضری صفحہ ۱۰۶ جلد نمبر ۲)

ضابطہ (۳۲۶): غیر منصرف کو نکرہ بنانے کی دو صورتیں ہیں۔(۱) علم سے مسمی مراد لیا جائے (۲) علم سے کنایہ وصف مشہور مراد ہو۔جیسے: لکل فرعون موسیٰ ای لکل مبطلٍ محقٌ۔

﴿ جملہ کے لئے ضوابط ﴾

جملہ کی چار تقسیمات ہیں

تقسیم اول: جملہ کی دو قسمیں ہیں (۱) خبریہ (۲) انشائیہ

جملہ خبریہ کی تعریف (۱) جملہ خبریہ وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا اور جھوٹا کہا جا سکے۔ یاد رکھیں صدق و کذب کلام اور متکلم دونوں کی صفت بنایا جا سکتا ہے۔

(۲) ما قصد به الحكاية عن الواقع ۔ جملہ خبریہ وہ ہے جس سے کسی واقعہ کی حکایت مقصود ہو۔ کہ خارج میں ایک نسبت موجود ہوتی ہے اسکو الفاظ کے ذریعے نقل کرنا۔اس نقل میں دو احتمال ہیں۔اگر نقل صحیح ہو تو صدق ورنہ کذب۔اگر نقل کا ارادہ نہ ہو تو انشاء۔

(۳) مالا يتوقف تحقق مضمونها على النطق بها۔

جملہ انشائیہ کی تعریف

(۱) جملہ انشائیہ وہ جس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ ہو۔

(۲) ما لا يقصد به الحكائة عن الواقع جس میں حکایت واقع مقصود نہ ہو۔

(۳) مايتوقف تحقق مضمونها على النطق بها۔

تقسیم ثانی: جملہ خبریہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) اسمیہ (۲) فعلیہ (۳) ظرفیہ (۴) شرطیہ۔

جملہ اسمیہ: وہ ہے کہ اجزائے اصلیہ میں سے پہلا جزء اسم ہو جیسے: زید قائم۔

عمروفی الدار۔ فی الدار متعلق ہے ثبت کے۔ ثبت کی جگہ فی الدار کورکھدیا گیا۔

اب یہ شبہ فعل(فی الدار) ثبت والاعمل کرتا ہے۔کہ ثبت کی ضمیر فی الدار میں منتقل ہوگئی ہے۔اب یہ اپنے فاعل ضمیر سے ملکر جملہ ظرفیہ ہوکر خبر ہے زید کی۔عندالبعض

جملہ فعلیہ: وہ ہے کہ اجزائے اصلیہ میں سے پہلا جزءفعل ہو جیسے: قام زید۔

جملہ فعلیہ کا پہلا جز مسند ہوتا ہے جس کوفعل کہتے ہیں اور دوسرا مسندالیہ ہوتا ہے جس کو فاعل یا نائب فاعل کہا جاتا ہے۔

فائدہ اور اسمائے افعال خواہ بمعنی ماضی ہوں یا بمعنی امر۔یہ بھی جملہ فعلیہ ہوتے ہیں۔اس لیے کہ فعل کا قائم مقام ہیں۔

جملہ ظرفیہ کی تعریف: جملہ ظرفیہ وہ ہے جس کا جزءاول ظرف ہو یا جارمجرور مسند ہو اور جزء ثانی مسندالیہ فاعل ہو جیسے: ما فی الدار رجل ۔فی الدار متعلق ہے ثبت کے۔ثبت کی جگہ فی الدار کورکھدیا گیا۔اب یہ شبہ فعل (فی الدار) ثبت والاعمل کرتا ہے کہ رجل کو فاعلیت کی بناء رفع دیتا ہے۔مغنی اللبیب ۲/ ۳۷

جملہ شرطیہ :جملہ شرطیہ وہ ہے جو شرط و جزاء سے مرکب ہو۔

جملہ انشائیہ کی تین قسمیں ہیں۔

اسمیہ: جیسے:لیت زیدا حاضر۔

فعلیہ: جیسے:هل ضرب زید۔

ظرفیہ: جیسے:افی الدار رجل۔

ضابطہ (۳۲۷):**جملہ خبریہ اور انشائیہ** کی علامت :اگر تیرہ اقسام میں سے کوئی قسم ہوتو جملہ انشائیہ اور اگر نہیں تو جملہ خبریہ ہوگا۔اور تیرہ اقسام یہ ہیں۔(۱)امر (۲) نہی (۳)استفہام (۴)تمنی (۵)ترجی (۶)عقود (۷)نداء (۸)عرض (۹)قسم (۱۰)تعجب (۱۱)تحضیص (۱۲)دعاء (۱۳)مدح وذم۔

جملہ کی چار قسمیں ہیں (۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ

(۳) جملہ ظرفیہ (۴) جملہ شرطیہ

جملہ اسمیہ: اس کی علامت اور پہچان، دو جزء مقصودی میں سے پہلی جزء اسم ہو اور دوسری جزء خواہ اسم ہو یا فعل جیسے: زید قائم ، زید قام۔

جملہ فعلیہ: کی علامت یہ ہے کہ دو جزئیں مقصودی میں سے پہلی جزء فعل ہو جیسے: قام زید۔

جملہ ظرفیہ: کی علامت اور پہچان، کہ دو جزئیں مقصودی میں سے پہلی جزء ظرف ہو جیسے: لا فیها غول به داء۔

جملہ شرطیہ: کی علامت یہ ہے کہ شروع میں ادوات شرط میں سے کوئی اداۃ ہو جیسے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔

تقسیم ثالث: جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صغریٰ (۲) کبری

جملہ صغریٰ: وہ جملہ ہے جو خبر واقع ہو جیسے: زید ابوہ قائم

جملہ کبریٰ: وہ جملہ ہے جس میں خبر جملہ ہو جیسے: لکنا هو الله ربی۔ اصل میں لکن ان هو الله ربی تھا۔ ہمزہ کو اعتباطاً حذف کر دیا گیا۔ اور عند البعض قیاساً حذف کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل مغنی اللبیب میں دیکھیں۔ اس جملہ میں تین مبتداء ہیں۔ اللہ ربی جملہ صغریٰ ہے۔ اور پورا جملہ کبری ہے۔

تقسیم رابع: جملہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) الجملة التی لا محل لها من الاعراب۔ (۲) الجملة التی لها محل من الاعراب۔

وہ جملے جن کے لئے اعراب محلی نہیں وہ سات ہیں۔

(۱) ابتداء، مستانفہ (۲) جملہ معترضہ (۳) جملہ مفسرہ (۴) جملہ صلہ (۵) جملہ جواب قسم

(۶) جملہ شرط غیر جازم کا جواب یا شرط جازم کا جواب جو کہ مقترن بالفاء اور اذا مفاجاتیہ نہ ہو۔

(۷) ان مذکورہ جملوں میں سے کسی پر عطف ہو۔

تفصیل:

قسم اول جملہ ابتدائیہ :مستانفہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) افتتاحیہ، یعنی جس سے کلام شروع ہو جیسے: الحمد لله رب العلمین۔

(۲) منقطعہ، یعنی پہلی کلام سے منقطع ہو۔ جیسے: لا یحذنك قولهم ، ان العزه لله جمیعا۔ یہ (ان) والا جملہ مقولہ نہیں بلکہ یہ مستانفہ ہے۔

فائدہ: بیانیین کے نزدیک جملہ مستانفہ وہ ہے جو سوال مقدر کا جواب ہو جیسے: فقالوا سلاما۔ سوال مقدر یہ ہے: (ماابراهیم) جس کا جواب دیا قال سلام۔

قسم دوم جملہ معترضہ: جملہ معترضہ چند مقامات پر واقع ہوتا ہے۔ فعل فاعل کے درمیان، فعل مفعول، مبتداء خبر، شرط و جزاء، موصول صلہ، موصوف صفت، قسم اور جواب قسم کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

قسم سوم جملہ مفسرہ مبینہ: وہ ہے جو کسی شئی کی حقیقت کو واضح کرے۔ جس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) بغیر حرف تفسیر جیسے: هل ادلکم علی تجارة جیسے: تومنون بالله۔

(۲) (ای) حرف تفسیر کے ساتھ جیسے: ان زیدا قائم ای حققت قیام زید۔

(۳) (ان) حرف تفسیر کے ساتھ جیسے: اوحینا الیه ان اصنع الفلك۔

تنبیہ : ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر نحویوں کے نزدیک جملہ مفسرہ میں سے نہیں۔

قسم چهارم جملہ صلہ: خواہ موصول اسمی کا صلہ ہو یا موصول حرفی کا جیسے: الذین یومنون بالغیب۔

قسم پنجم جواب قسم: جیسے: و العسر ان الانسان لفی خسر، لیئبذن فی الحطمة، و اذا اخذ الله میثاق : لتبینه کیونکہ میثاق بھی قسم ہے۔

قسم ششم جواب شرط: غیر جازم کا جواب جیسے: لو، لولا، لما، کیف یا شرط جازم کا بشرطیکہ مقترن بالفاء اور اذا مفاجاتیہ نہ ہو۔ یہ شرط کیوں لگائی۔

ضابطہ (۳۲۸): جب شرط جازم کا جواب مقترن بالفاء اور اذا مفاجاتیہ نہ ہو تو فعل مجزوم ہو گا۔ جملہ نہیں۔ اگر مقترن ہو تو جملہ مجزوم ہوتا ہے۔

فائدہ: قال الدمامینی: و اقره الشمنی (الحق ان جملة الجواب لا محل لها مطلقا اذ کل جملة لا تقع موقع المفرد لا محل لها خلافا لصاحب المغنی و صاحب الکشاف۔

قسم ہفتم: ان مذکورہ جملوں میں سے کسی پر عطف ہو جیسے: قام زید و لم یقم عمرو۔

وہ جملے جن کے لئے اعراب محلی ہے وہ نو ہیں۔

(۱) وہ جملہ جو خبر ہو (۲) حال ہو (۳) مفعول بہ (۴) مضاف الیہ ہو۔ (۵) مسند الیہ ہو (۶) جملہ مستثناۃ ہو (۷) شرط جازم کا جواب جو کہ مقترن بالفاء یا اذا مفاجاتیہ ہو (۸) جملہ مفرد کے تابع ہو۔ (۹) ان مذکورہ جملوں میں سے کسی کے تابع ہو۔

تفصیل:

قسم اول جملہ خبر ہو: جیسے: هو الله احد۔

قسم دوم جملہ حال ہو: جیسے: اتا مرون الناس بالبر ---- و انتم تتلون الکتب۔

فائدہ: جملہ حالیہ اور جملہ معترضہ کے درمیان چند فرق ہیں۔

فرق (۱): جملہ معترضہ انشائیہ بھی ہوتا ہے بخلاف جملہ حالیہ کے۔

فرق (۲): جملہ معترضہ کے شروع میں حرف استقبال اور حرف شرط اور حرف ناصب آ سکتے ہیں بخلاف جملہ حالیہ کے۔

فرق (۳): جملہ معترضہ مقترن بالفاء بھی ہوتا ہے بخلاف جملہ حالیہ کے۔

قسم سوم جملہ مفعول بہ: جس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مقولہ۔ جیسے: قال انی عبد الله۔

(۲) باب علمت کا مفعول ثانی اور باب اعلمت کا مفعول ثالث۔

(۳) جملہ مفعول بہ جس کا عامل معلق ہو جیسے: و لتعلمن اینا اشد عذابا، فلینظر ایها ازکی، لیبلوکم ایکم احسن عمالا۔

فائدہ: تعلیق ہر فعل قلبی میں ہوتی ہے یا اس کے اسباب میں جیسا کہ گذشتہ مثالوں میں (نظر) اور (بلا) اسباب علم میں سے ہیں جو کہ فعل قلبی ہے۔

قسم چہارم مضاف الیہ :

ضابطہ (۳۲۹): آٹھ اسماء ایسے ہیں جن کی جملہ کی طرف اضافت ہوتی۔ (۱) اسماء زمان جیسے: و السلام علی یوم و لدت۔ (۲) حیث مکانیه (۳) لدن (۴) ریث مصدر (۵) بینما (۶) ذو بمعنی صاحب (۷) قول (۸) قائل۔

قسم پنجم مسند الیه: جیسے: سواء علیهم ا ء نذرتهم۔

قسم ششم، جمله مستثناة: جیسے: الا من تولی و کفر۔

قسم ہفتم، شرط جازم: کا جواب جو مقترن بالفاء یا اذا مفاجاتیہ ہو۔

قسم ہشتم جملہ مفرد کے تابع ہو: یعنی مفرد کی صفت یا بدل، یا عطف ہو جیسے: و اتقو یوما ترجعون فیه الی الله، و اسر و النجوی الذین ظلموا، زید منطلق و ابوه حاضر۔

قسم نہم : ان مذکورہ جملوں میں سے کسی کا تابع ہو یعنی عطف بالحرف ہو یا بدل ہو بدل کے لئے شرطیہ ہے کہ ثانی مقصد میں اوفی ہو۔ و اتقوا الذی امدکم بما تعلمون امدکم بانعام و بنین۔

شرط کے لئے ضوابط

ضابطہ (۳۳۰): ادواۃ شرط دو جملوں کا تقاضا کرتے ہیں ایک کا نام شرط اور دوسرے کا نام جزاء ہوتا ہے۔

ضابطہ (۳۳۱): شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوتی ہے۔

ضابطہ (۳۳۲): شرط فعل طلبیہ اور فعل جامد نہیں ہو سکتی۔

ضابطہ (۳۳۳): جملہ شرطیہ کے شروع میں حرف (قد) نہیں آ سکتا۔

ضابطہ (۳۳٤): جملہ شرطیہ حال بھی واقع نہیں ہو سکتا۔

ضابطہ (۳۳۵): اما شرطیہ اکثر دو چیزوں پر داخل ہوتی ہے۔پہلی چیز قائم مقام شرط اور دوسری چیز قائم مقام جزاء ہوتی ہے۔اس پر فاء بھی داخل ہوتی ہے اس کو جواب اما کہتے ہیں۔اور عموما اما اور فاء کے درمیان مبتداء یا مفعول یا ظرف کا فاصلہ ہوتا ہے۔

ضابطہ (۳۳٦): لو کبھی تمنا کے لئے بھی اتا ہے پس اس صورت میں یہ جواب (جزاء) کا محتاج نہیں ہوتا۔ جیسے: فلو ان لنا کرۃ ...... لو ان لی بکم قوۃ (الایۃ)

ضابطہ (۳۳۷): لو کے بعد اکثر ان آتا ہے (بالفتح) اور یہ اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر مبتداء ہوگا۔اور اس کی خبر محذوف ہوگی۔ جیسے: و لو انھم آمنوا......الایۃ و لو انھم صبروا......

ضابطہ (۳۳۸): لولا کی چار قسمیں ہیں:

(۱) جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ پر داخل ہو، درمیان میں ربط پیدا کرنے کے لئے جیسے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ”لو لا ان اشق علی امتی لا مرتھم بالسواك عند كل صلوۃ

(۲) تخصیص یا عرض کے لئے ہو۔مضارع کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لو لا تستغفرون اللہ......الایۃ یا ماضی کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: لو لا اخرتنی الی اجل قریب......الایۃ

(۳) توبیخ اور تقدیم کے لئے ہو، اور یہ ماضی کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے: لو لا جاء وا علیہ بأربعۃ شھدآء......الایۃ فلو لا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا آلھۃ......الایۃ

(٤) استفہام کے لئے ہو۔ جیسے: لولا آخرتنی الی اجل قریب......الایۃ

ضابطہ (۳۳۹): لوما لو لا کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: لو ما تأتینا بالملائكۃ ...الایۃ ای لو لا تأتینا......الایۃ

ضابطہ (۳٤۰): اگر لو لا کے بعد ان واقع ہو تو اس کی خبر ظاہر ہوگی۔ جیسے: فلو لا انہ

كان من المسجين، الاٰية ـ

جزاء کے لئے ضوابط

ضابطہ (۳٤۱): جزاء کے لئے جملہ فعلیہ ہونا ضروری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ بھی جزاء واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے شعر:

فان تتقوا شرا فمثلكموا اتقى
و ان تفعلوا خيرا فمثلكمو فعل

ضابطہ (۳٤۲): جزاء معنی جدید کا فائدہ دے جو کہ شرط سے مفہوم نہ ہو۔ کقوله عليه السلام لكن امرئ مانوى، فمن كانت هجرته الى الله و رسوله فهجرته الى الله و رسوله اى فجهرته مقبولة۔

ضابطہ (۳٤۳): کبھی دو اداۃ شرط جمع ہوتے ہیں اور جزاء ایک ہوتی ہے۔ وہاں پر ایک جزاء محذوف ہوتی ہے جیسے: اما ان كان من اصحاب اليمين فسلم لك من اصحاب اليمين فسلم یہ اما کی جزاء ہے۔

ضابطہ (۳٤٤): جزاء کے حذف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ شرط سے پہلے ایک جملہ ہو جو دال بر جزاء ہو جیسے: و لقد همت به و هم بها لو لا ان راى برهان ربه۔ بعض نحوی اس کو جزاء قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو عوض اور یہی ضابطہ ہے جواب قسم کے حذف کے لئے۔

ضابطہ (۳٤۵): اگر شرط و قسم جمع ہو جائیں تو جواب مقدم کا ہوگا اور موخر کا جواب محذوف ہوگا جیسے: ان قمت و الله لا قومن و الله ان قمت لا قومن ، قل لئن اجتمعت الانس و الجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ۔ اس میں لا ياتون بمثله جواب قسم ہے۔

ضابطہ (۳٤٦): شرط اور جزاء کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) دونوں فعل مضارع ہوں تو جزم واجب۔ جیسے: ان تضرب اضرب۔

(۲) فقط شرط مضارع ہو تو شرط پر جزم واجب جیسے: ان تضرب، ضربتک۔

(۳) فقط جزاء مضارع ہو تو جزم اور رفع جائز ہے۔ جیسے: ان ضربت، اضرِبْ، اضرِبُ۔

(۴) دونوں ماضی ہو تو اس وقت جزم محلی ہوگی۔ جیسے: ان ضربت ضربت۔

ضابطہ (۳۴۷): ہر وہ جزاء جس کا شرط بنا ممتنع ہو تو اس پر فا کا لانا واجب ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) جزاء جملہ اسمیہ ہو۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها، من يطلق لسانه بذم الناس فليس له واقٍ من السنتهم۔

(۲) خبر جملہ طلبیہ ہو یعنی امر یا نہی استفہام ہو۔ جیسے: ان كنتم تحبون الله فاتبعوني۔

(۳) فعل جامد ہو۔ جیسے: ان ترني، انا اقل منك ما لا وولد۔ فعسى ربي ان يوتين خيرا من جنتك۔

(۴) ماضی مقرون بہ قد ہو۔ جیسے: ان يسرق فقد سرق اخ له۔

(۵) مضارع مقرون بہ حرف تنفیس ہو۔ جیسے: ان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله۔

(۶) مضارع منفی بلن ہو۔ جیسے: من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه۔

(۷) ماضی منفی بہ ما ہو۔ جیسے: فان توليتم فما سألتكم من اجر۔

اور دو صورتوں میں جائز ہے (۱) مضارع مثبت ہو۔ جیسے: ان تضربني اضربك، فاضربك۔

(۲) مضارع منفی لا کے ساتھ ہو۔ جیسے: ان تشتمني فلا اضربك، لا اضربك

اور ایک صورت میں فاء کا لانا ناجائز ہے

(۱) جزاء ماضی ہو بغیر (قد) کے۔ جیسے: من دخله كان امنا۔

ضابطہ (۳۴۸): فعل مضارع آٹھ چیزوں کے جواب میں واقع ہوتا ہے فا سے خالی ہو اور اول ثانی کے لئے سبب بن سکے تو فعل مضارع مجزوم ہوگا ان کے مقدرہ ہونے کی وجہ سے۔

(۱) امر جیسے: تعلم تنج، اسلم تسلم۔

(۲) نہی جیسے: لا تکذب تکن خیرا لك

(۳) استفہام جیسے: هل تزورنا تکرمك

(۴) تمنی جیسے: لیت لی مالا انفقه

(۵) عرض جیسے: الا تنزل بنافتصیب خیراً۔

(۶) دعاء جیسے: ابقاك الله ازرك۔

(۷) تحضیض جیسے لو لا تاتینی اکرمك۔

ضابطہ (۳۴۹): شرط جازم کے جواب کے بعد فعل مضارع مقرون بالواو یا بالفاء (اور بعض نے ثم کو بھی ذکر کیا ہے۔) ہو تو اس کو تین وجہ پڑھنا جائز ہے۔

(۱) رفع پڑھنا (جملہ مستانفہ ہونے کی بناء پر۔

(۲) نصب پڑھنا (ان) مقدر ہونے کی وجہ سے۔

(۳) جزم پڑھنا جیسے: و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله فیغفر اس (یغفر) پر تین وجہ پڑھنا جائز ہے۔

ضابطہ (۳۵۰): اگر شرط و جزاء کے درمیان واقع ہو تو دو وجہ پڑھنا جائز ہے۔ (۱) جزم (و هو الاکثر) (۲) نصب لیکن رفع ممتنع ہے کیونکہ مستانفہ نہیں بن سکتا جیسے: ان تستقم و تجتهد اکرمك۔

ضابطہ (۳۵۱): اگر فعل مضارع بغیر حرف عطف کے شرط و جزا یا شرط کے بعد ہو مگر جواب مقصود نہ ہو تو وہ دو وجہ سے پڑھنا جائز ہے۔ (۱) جزم (بدل ہونے کی بنا پر) (۲) رفع (جملہ حالیہ ہونے کی بناء پر) جیسے: و من یفعل ذلك یلق اثاما یضاعف له العذاب، اس میں (یضاعف) پر رفع اور جزم دونوں جائز ہیں۔

ضابطہ (۳۵۲): سات چیزیں کے بعد مضارع بغیر فاء کے ہو تو مجزوم ہوگا۔ اور فاء کے

ساتھ منصوب ہوگا۔ کیونکہ وہاں ان مقدر ہوتا ہے اور وہ سات چیزیں یہ ہیں۔(۱) امر (۲) نہی (۳) استفہام (۴) تمنی (۵) عرض (۶) دعاء (۷) جحد۔

ضابطہ (۳۵۳): امر نہی وغیرہ کے جواب میں مضارع کے مجزوم ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔(۱) ان شرطکا دخول صحیح ہو۔(۲) فعل کا ماقبل سے مقصود ہونا صحیح ہو۔ احترازی مثال: لا تشرك بالله تدخل النار۔ لا تمنن تستكثر۔

ضابطہ (۳۵٤): جس طرح امرنہیں وغیرہ کے جواب میں مجارع مجزوم ہوتا ہے ایسے اسماء فعل کے جواب میں بھی جیسے: حسبك الحديث ينم الناس، صه عن القبيح تولف۔

ضابطہ (۳۵۵): برائے فا جزائیہ جوابیہ كل جواب يمتنع جعله شرطا فان الفاء تجب فيه ہر وہ جزاء جس کا شرط بننا ممتنع ہو تو اس پر فا کالان واجب ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) جزاء جملہ اسمیہ ہو۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها، من يطلق لسانه بذم الناس فليس له واقٍ من السنتهم۔

(۲) خبر جملہ طلبہ ہو یعنی امر یا نہی استفہام ہو۔ جیسے: ان كنتم تحبون الله فاتبعوني۔

(۳) فعل جامد ہو۔ جیسے: ان ترني، انا اقل منك ما لا وولد۔ فعسى ربي ان يوتين خيرا من جنتك۔

(۴) ماضی مقرون بہ قد ہو۔ جیسے: ان يسرق فقد سرق اخ له۔

(۵) مضارع مقرون بہ حرف تنفیس ہو۔ جیسے: ان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله۔

(۶) مضارع منفی بلن ہو۔ جیسے: من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه۔

(۷) ماضی منفی بہ ما ہو۔ جیسے: فان توليتم فما سألتكم من اجر۔

اور دو صورتوں میں جائز ہے (۱) مضارع مثبت ہو۔ جیسے: ان تضربني اضربك، فاضربك۔

(۲) مضارع منفی لا کے ساتھ ہو۔ جیسے: ان تشتمني فلا اضربك، لا اضربك

اور ایک صورت میں فاء کا لانا ناجائز ہے

(۱) جزاء ماضی ہو بغیر (قد) کے۔ جیسے: من دخله کان امنا۔

ضابطہ (۳۵۶): کبھی فا جزائیہ کی جگہ (اذا) لایا جاتا ہے۔ جیسے: ان تصبهم سيئة بما قدمت ايديهم اذا هم يقنطون۔

ضابطہ (۳۵۷): یہ ہے کہ جزاء میں ضمیر کا لانا لازمی اور ضروری ہے جو راجع ہو ان اسمائے شرطیہ کی طرف تاکہ احتیاج پیدا ہو شرط کیطرف اگر ضمیر نہیں تھا تو مقدر نکالنا پڑے گا۔

ضابطہ (۳۵۸): یہ ہے کہ کبھی قسم اور شرط دونوں ایک ساتھ جمع ہوتا ہے اور مابعد میں ایک جملہ ذکر ہوتا ہے اب قسم جواب چاہتا ہے ور شرط جزاء تو اس میں قانون یہ ہے کہ جو مقدم ہو مابعد کو اس کا معمول بنائے گ اگر قسم مقدم تھا تو مابعد جواب ہوگا اور جزا محذوف نکالیں گے اور اگر شرط مقدم تھا تو مابعد جزاء ہوتا ہے جواب قسم محذوف نکالے گے۔ اس کی مثال جہاں قسم مقدم ہو۔

مثال جیسے: ولئن اشركت ليحبطنّ عملك اب ولئن پر جو لام آیا ہے اس کو لام موطہ کہتے ہیں۔ یعنی یہ کلام یہ کہتا ہے کہ یہاں پر قسم محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگا و الله ان اشركت ليحبطن عملك تو یہاں پر جواب قسم نکالے گے۔

اور ان شرطیہ ہے وہ جزاء چاہتا ہے تو اب قسم مقدم ہے اس وجہ سے مابعد و جواب قسم ہوگا اور جزاء محذوف نکالے گے تقدیر عبارت اس طرح ہوگا۔ والله ان اشركت ليحبطن عملك اور جزاء ليحبط عملك ہوگا۔ اس کی۔ مثال جیسے: شرط مقدم ہو۔ ان ضربت و الله اضرب اب یہاں پر اضرب جزاء ہوگا۔ شرط مقدم کیلئے اور جواب قسم محذوف نکالے گے تقدیر عبارت اسطرح ہوگا۔ ان ضربت و الله اضرب اضربنّ۔

ضابطہ (۳۵۹): یہ ہے کہ کبھی شرط اور قسم جمع ہوتے ہیں اور شرط مقدم ہوتا ہے اور قسم موخر۔ اور مقرون بالفاء ہوتا ہے۔ اور مابعد میں ایک جملہ ذکر ہوتا ہے۔ مثال جیسے: ان ضربت فوالله اضربنّ اب یہاں پر قسم اپنے جواب کے ساتھ مل کر پھر جزاء ہوتا ہے۔ شرط کیلئے۔

ضابطہ (۳۶۰): کبھی دو شرط اکھٹے جمع ہوتا ہے بغیر کسی حرف عطف کے اور مابعد میں ایک

جملہ ذکر ہوتا ہے وہ جزاء ہوگا پہلی شرط کیلئے اور دوسرا معنا حال ہوگا۔ پہلی شرط سے اس کی مثال۔

شعر۔

ان تستغیثو بنا ان تذعروا

تجدوا امنا معا قل عززا نها الکرم

اب ان تستغیثو پہلی شرط ہے مابعد جملہ جزا ہوگا ان کیلئے اور ان تذعروا جوکہ دوسری شرط ہے یہ حال ہے پہلے شرط سے

ان اور لو وصلیہ کے لئے ضوابط

ضابطہ (۳۶۱): ان اور لو وصلیہ کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں حکم یعنی (جزاء) کا ثبوت شرط مذکور کی نقیض کے لئے بطریق اولی کے ہو۔ یعنی حکم کا تعلق شرط مذکور سے بھی ہو اور اس کی نقیض کے ساتھ بھی لیکن نقیض کے ساتھ زیادہ تعلق ہو جیسے: اطلبوا العلم و لو بالصین ، بلغوا عنی و لو اية۔ اس میں شرط ایک آیت ہے۔ اس کی نقیض دو چار آیات ہیں اب تبلیغ کا تعلق دونوں سے ہے۔ لیکن دو چار آیات سے زیادہ تعلق ہے مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک آیت تمہیں معلوم ہے تو اس کی تبلیغ کرو اور اگر زیادہ آیات معلوم ہیں تو پھر بطریق اولی تبلیغ فرض ہے۔

الحاصل: ان اور لو وصلیہ کا استعمال وہاں درست ہوگا جہاں پر شرط مذکور کے لئے حکم کا ثبوت بعید اور اس کی نقیض کے لئے اقرب اور انسب ہو۔ لہذا: اطع امیر او لو کان فاسقا کہنا درست ہے لیکن یہ کہنا اطع امیر او لو مطیعا غلط ہے۔

ضابطہ (۳۶۲): ان اور لو واو کے ساتھ ہوں جن کے لئے جزاء محذوف ہو اور ماقبل والا جملہ دال بر جزاء ہو تو ان کو وصلیہ کہا جاتا ہے۔

ضابطہ (۳۶۳): لو وصلیہ کے بعد اکثر جار مجرور ہوتا ہے ایسے مقام پر کان فعل ناقص یا اس کے مشتقات کو محذوف مانا جاتا ہے۔ اور وہ ظرف اس کی خبر ہوتا ہے جیسے: و لو علی انفسکم۔

ضابطہ (۳٦٤): ان اور لو وصلیہ کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نقیض شرط کیلئے وقوع حکم میں تاکید اور

مبالغہ پیدا کردیتا ہے۔

ضابطہ (۳۶۵): ان کی علامت، عموماً کتابوں میں ان کے نیچے وصلیہ کا لفظ لکھا ہوتا ہے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ اس کے اردو معنی میں لفظ (اگرچہ) آتا ہے۔

ضابطہ (۳۶۶): ان اور لو واو کے ساتھ جو واو ہوتی ہے۔ اس میں نحاۃ کے تین مذہب ہیں۔ (۱) جمہور کے نزدیک واو حالیہ ہے، شرط اپنی جزاء سے مل کر ماقبل سے حال ہوتا ہے۔

(۲) عند الجزری واو عاطفہ ہے۔ شرط مذکور کا عطف ہوتا ہے اس کی نقیض مقدر پر۔

(۳) عند الرضی جزاء مقدم اور شرط موخر، شرط و جزاء کے درمیان واو اعتراضیہ ہے۔

﴿ ضمائر کے لئے ضوابط ﴾

ضابطہ (۳۶۷): ضمائر کی تعداد اور اقسام کتنی ہیں۔ اور کتنی ہونی چاہیے تھیں۔ تنویر سے یاد کر لیں۔

ضابطہ (۳۶۸): کونسی ضمیریں مستتر ہو سکتی ہیں۔ فقط ضمیر مرفوع متصل مستتر ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی تمام صیغوں میں نہیں بلکہ دو صیغے ماضی کے صحیح اور ھد ہ اور پانچ مضارع کے دو مذکورہ اور واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم جمع متکلم یاد رکھیں آخری تین واجب الاستار دیگر جائز الاستار ہیں صفت کے تمام صیغوں میں مستتر ہو سکتی ہے۔

ضابطہ (۳۶۹): ضمیر مرفوع متصل ترکیب میں فقط فاعل یا نائب فاعل بنتی ہے اور ضمیر مرفوع منفصل مرفوعات میں سے کوئی بھی بن سکتی ہے۔

ضابطہ (۳۷۰): ضمیر منصوب متصل فعل کے ساتھ مفعول اور حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ اسم بنتی ہے۔

ضابطہ (۳۷۱): ضمیر مجرور ہمیشہ متصل ہوتی ہے منفصل نہیں اس کی ترکیب واضح ہے کہ حرف جار کے ستھ مجرور اور مضاف کے ساتھ مجرور مضاف الیہ۔

ضابطہ (۳۷۲): ضمیر پر حروف اجرہ میں سے یہ حروف داخل ہو سکتے ہیں۔ باء، لام، من فی

علی، الی، رب، عدا۔

ضابطہ (۳۷۳): ضمیر غائب کے لئے مرجع کا ہونا ضروری ہے۔ مرجع کی تین قسمیں ہیں۔ (تنویر دیکھیے بحث ضمائر)

ضابطہ (۳۷۴): ضمیر شان، ضمیر قصہ، ضمیر فصل کی تعریف یاد کرلیں۔ (کاشفہ شرح کافیہ)

ضابطہ (۳۷۵): ضمیر منصوب متصل ومجرور متصل واحد مذکر غائب اگر کسری کے بعد واقع ہو تو کسری اشباعی (کھڑی زیر) پڑھیں گے جیسے: بہٖ، ادمہٖ۔ اگر یاء ساکنہ کے بعد ہو تو کسرہ جیسے: علیہ اور اگر حرف صحیح ساکن یا واو ساکن یا الف کے بعد واقع ہو تو ضمہ جیسے: من نعمرہ، انزلناہ، خذوہ، عنہ، مسلموہ۔ اور اگر ضمہ یا فتحہ کے بعد ہو تو ضمہ اشباعی جیسے: یضربہٗ، لہٗ۔

فائدہ: ما انسانیہ، ومخلد فیہ مہانا یہ قلیل ہے۔

ضابطہ (۳۷۶): وہ مقامات جہاں پر ضمیر اپنے مابعد کی طرف راجع ہوتی ہے۔ جو لفظاً اور رتبۃً موخر ہو، اور وہ کل سات مقامات ہیں۔

(۱) نعم۔ بئس کے ضمائر مرفوعہ

(۲) تنازع فعلین کی صورت میں جب دوسرے فعل کو عامل قرار دے دیا جائے، تو پہلے فعل میں ضمیر اپنے مابعد کی طرف راجع ہوتی ہے۔

(۳) جو مبتداء واقع ہو اور خبر کے ذریعے تفصیل بیان کی جائے۔ جیسے: ان ھی الا حیاتنا الدنیا......الایۃ

(۴) ضمیر شان یا ضمیر فصل ہو۔ جیسے: قل ھو اللہ احد......الایۃ فاذا ھی شاخصۃ......الایۃ

(۵) جو رُبَّ کے ساتھ مجرور ہو۔ جیسے: ربہ فتی دعوت

(۶) وہ ضمیر جس سے اسم ظاہر مفسر (تفسیر) بن رہا ہو۔ جیسے: ضربتہ زیدا

(۷) مفعول مقدم کے ساتھ فاعل موخر کی ضمیر متصل ہو۔ جیسے: ضرب غلامہ زید، اس میں رتبۃ مقدم ہے

اسم اشارہ کے لئے ضوابط

اسم اشارہ کی تعریف: ما وضع لتعيين المشار اليه۔ اسم اشارہ وہ اسم ہے جو مشار الیہ پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

فائدہ: مشار الیہ کے تین درجے تھے (۱) مشار الیہ قریب ہو (۲) مشار الیہ بعید ہو۔ (۳) مشار الیہ متوسط ہو۔ جمہور نحویوں نے اسم اشارہ جو کاف اور لام سے خالی ہو تو مشار الیہ قریب کیلئے معین کیا ہے کیونکہ یہ قليل الحروف ہے۔

اور لام اور کاف کے ساتھ ہو جیسے ذالک تو یہ مشار الیہ بعید کے لئے ہے اس لئے یہ کثیر الحروف ہے۔

ار صرف کاف ہو جیسے ذاك یہ متوسط کے لئے ہے۔ اس لئے یہ متوسط ہے تو مشار الیہ بھی متوسط کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ضابطہ (۳۷۷): اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں چھ معنوں کے لئے۔

ذا : واحد مذکر کے لئے۔

ذان حالت رفعی ذین حالت نصبی وجری میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

اور تا، تی ،ته، تهی، ذه ،ذهی واحدہ مؤنثہ کے لئے۔

تان حالت رفعی تین حالت نصبی جری میں تثنیہ مؤنث کیلئے۔

اولاء جمع مذکر اور جمع مؤنث دونوں کیلئے ہے اور الف ممدودہ (اولاء) اور الف مقصورہ (اولیٰ) کے ساتھ آتا ہے۔

ضابطہ (۳۷۸): اسم اشارہ کی ترکیب (۱) اسم اشارہ کے بعد نکرہ ہو تو اسم اشارہ مبتداء اور ما بعد خبر ہوگی جیسے: هذا ذكر مبارك۔

(۲) اور اگر ما بعد علم ہو یا مضاف ہو پھر بھی مبتداء خبر جیسے: هذا زيد، هذا غلام زيد۔

(۳) اور اگر ما بعد معرف باللام یا اسم موصول ہو تو عموماً چار ترکیبیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) موصوف صفت۔ ذلك الكتاب ۔ (۲) عطف بیان (۳) مبدل منہ اور بدل۔ یہی ترکیبیں زیادہ چلتی ہیں۔

(۴) مبتداء خبر یہ قلیل الاستعمال ہے جیسے: اولئك الذين اشتروا ، تلك الجنة التى (مزید بحث نحو یر سے دیکھیے)

﴿موصول صلہ کے لئے ضوابط﴾

اسم موصول کی تعریف۔ ھو ماافتقر ابداالی عائد او خلفه ۔ وجملة صريحة او مؤلة (تسہیل) موصول وہ اسم ہے جو محتاج ہو جملہ کی طرف یا مؤل بہ جملہ کی طرف۔ عائد کی طرف یا قائم مقام عائد کی طرف۔ اور مؤل بہ جملہ سے مراد ظرف۔ مجرور ہے اور اسم فاعل اور اسم مفعول ہے اور قائم مقام عائد سے مراد مرجع ضمیر ہے

ضابطہ (۳۷۹): موصول کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) موصول اسمی (۲) موصول حرفی

موصول حرفی: پانچ حرف ہیں۔ (۱) أن (۲) أنّ اور مخففه من المثقله (۳) ما (۴) کے (۵) لو۔

ضابطہ (۳۸۰): موصول اسمی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) **موصول اسمی خاص**: وہ ہے جو ایک لفظ ایک معنی کے لیے ہو۔ یہ آٹھ الفاظ ہیں۔ الذی واحد مذکر کے لیے۔

اللذان حالت رفعی میں اور اللذين حالت نصبی میں تثنیہ مذکر کے لئے۔

اللتي واحدہ مؤنثہ کے لئے۔

اللتان، حالت رفعی میں اللتين حالت نصبی میں تثنیہ مؤنث کے لئے۔

الذين، الالى جمع مذکر کے لئے اور اللائى اللواتى یہ جمع مؤنث کے لئے۔

(۲) موصول عام یعنی مشترک سب معانی کے لئے یہ چھ الفاظ ہیں۔ (۱) من (۲) ما (۳) ال (۴) ذو (۵) ذا بثلاثة شروط (۶) ای۔

ضابطہ (۳۸۱): الف لام کے موصولہ ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

(۱) الف لام عہد خارجی نہ ہو۔ ورنہ ابہام نہ ہوگا۔

(۲) اسم فاعل اور اسم مفعول کا معنی تجدد و حدوث والا ہو اور دوام استمرار والا نہ ہو۔ ورنہ یہ صفت مشبہ ہوگا اور صفت مشبہ پر الف لام موصولی نہیں آتا علی الاصح

ضابطہ (۳۸۲): ذا موصولی کے لیے تین شرائط ہیں۔

(۱) یہ ما استفہامیہ یا من استفہامیہ کے بعد واقع ہو۔ لھذا ذا رائیت کہنا غلط ہے۔

(۲) اسم اشارہ کا معنی مراد نہ ہو۔ لھذا ماذا الکتاب میں ذا اسم اشارہ ہے۔ موصولی نہیں

(۳) ذا کو من اور ما کے ساتھ کلمہ واحدہ نہ بنایا گیا ہو۔ لھذا لماذا اتیت اور من ذا الذی یشفع عندہ میں ذا موصولی نہیں ہے۔

ضابطہ (۳۸۳): ہر موصول کے لئے (خواہ اسمی ہو یا حرفی) صلہ کا ہونا ضروری ہے۔

ضابطہ (۳۸٤): صلہ ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے یا شبہ جملہ اور شبہ جملہ سے مراد جار و مجرور اور ظرف اور صفت صریحہ ہے۔

ضابطہ (۳۸۵): صلہ ہمیشہ موصول سے موخر اور متصل ہوتا ہے۔

ضابطہ (۳۸٦): موصول اسمی کے صلہ میں ہمیشہ ضمیر عائد ہوتی ہے لیکن کبھی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر بھی آتا ہے جیسے: و انت الذی فی رحمۃ اللہ اطمع ، ای فی رحمتہ۔

ضابطہ (۳۸۷): موصول خاص کے لئے ضمیر عائد میں مطابقت ضروری ہے اور موصول عام کے لے دو وجہ جائز ہے۔ (۱) لفظ کی رعایت کرنا (۲) معنی کی رعایت کرنا جیسے: ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین ۔

ضابطہ (۳۸۸): موصول اسمی کو سوائے (ال) کے حذف کرنا جائز ہے جیسے: قولو امنا بالذی انزل الینا و انزل الیکم، اصل میں الذی انزل الیکم، حسان رضی اللہ عنہ کا شعر:

من یھجو رسول اللہ منکم
ویمدحہ وینصرہ سواء

لیکن موصول حرفی کا حذف سوی (ان) کے ناجائز ہے۔

ضابطہ (۳۸۹): صلہ کا حذف جائز ہے جیسے: من رئیته کے جواب میں کہا جائے: زید الذی۔

ضابطہ (۳۹۰): رابطہ کا حذف بھی جائز ہے جیسے: فاقض ما انت قاض

فائدہ: موصولات اسمیہ اور موصولات حرفیہ میں چند فرق ہیں۔

فرق (۱): موصولات اسمیہ کا سوی (ای) کے اعراب محلی ہوتا ہے اور جب کہ موصولات حرفیہ کے لئے اعراب بالکل نہیں۔

فرق (۲): موصول اسمی کا صلہ ہمیشہ ضمیر عائد پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ موصول حرفی کا صلہ نہیں۔

فرق (۳): موصول اسمی کا حذف بھی جائز ہے بخلاف موصول حرفی کے۔

فرق (٤): موصول اسمی کا صلہ جملہ طلبیہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بخلاف موصول حرفی کے۔

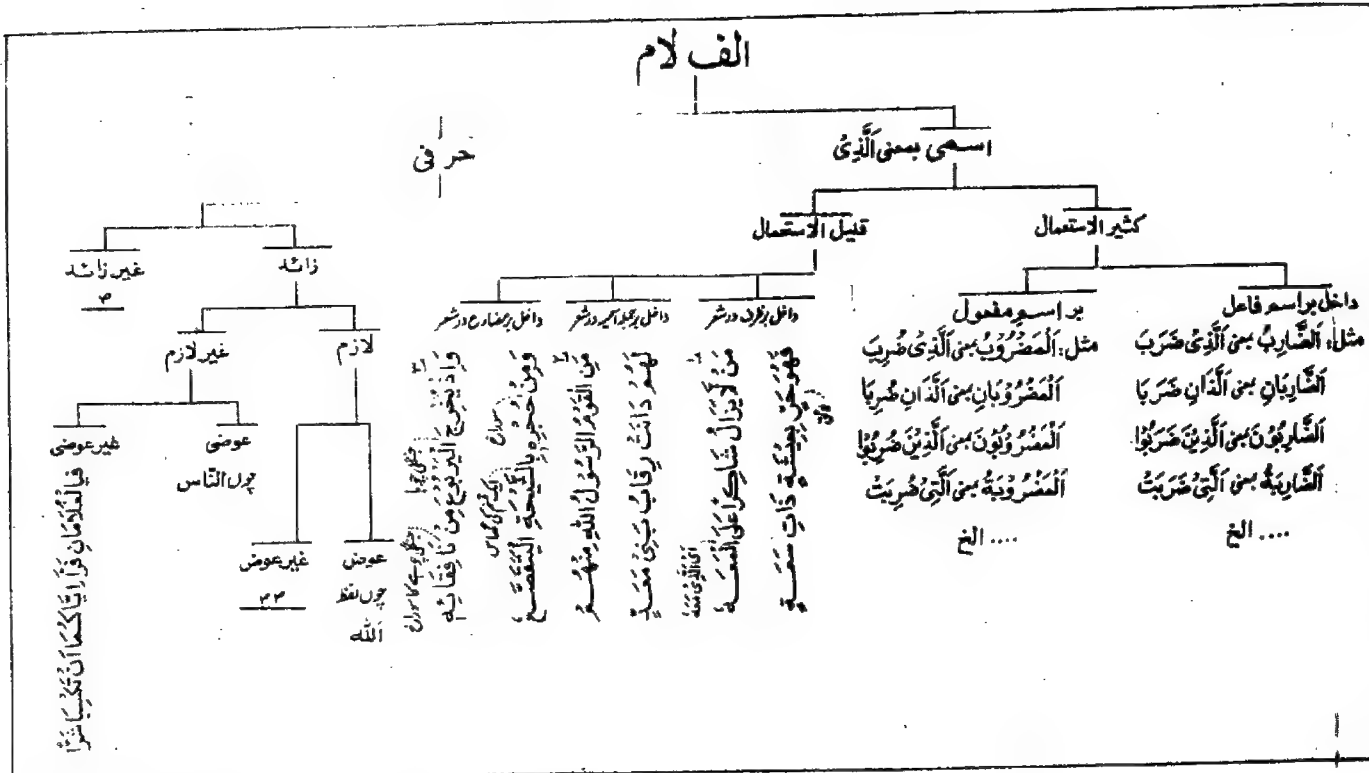
فرق (٥): موصول حرفی اپنے صلہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں کیونکہ حروف مصدریہ ہیں بخلاف موصول اسمی کے۔

فائدہ: اسماء موصولہ ترکیب میں فاعل، مفعول، مبتداء، خبر، موصوف، صفت وغیرہ بنتے ہیں۔ لیکن اعراب محلی ہوگا۔

فائدہ: الجملة الخبرية ما لا تتوقف تحقق مضمونها على النطق بها و الجملة الانشائية هي تتوقف عليها فلذا الايقع صلة للموصول۔

ضابطہ (۳۹۱): اسم موصول کے بعد جب جار مجرور واقع ہو تو وہ صرف فعل سے ہی متعلق ہونگے۔ جیسے: قد مكر الذين من قبلهم۔

ضابطہ (۳۹۲): جب جملہ صلہ واقع ہو تو اس میں ضمیر کا پایا جانا ضروری ہے۔ جو موصول کی طرف لوٹے، مگر جب فضلہ ہو تو اکثر محذوف ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ اکثر یشاء میں چلتا ہے۔ جیسے: و تعز من تشاء و تذل من تشاء ای تشاءه، الآیۃ۔



الف لام
اسمی بمعنی اَلَّذِیْ
حرفی
کثیر الاستعمال
قلیل الاستعمال
داخل بر اسم فاعل
مثل: اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ
اَلضَّارِبَانِ بمعنی اَللَّذَانِ ضَرَبَا
اَلضَّارِبُوْنَ بمعنی اَلَّذِیْنَ ضَرَبُوْا
اَلضَّارِبَةُ بمعنی اَلَّتِیْ ضَرَبَتْ
.... الخ
بر اسم مفعول
مثل: اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَ
اَلْمَضْرُوْبَانِ بمعنی اَللَّذَانِ ضُرِبَا
اَلْمَضْرُوْبُوْنَ بمعنی اَلَّذِیْنَ ضُرِبُوْا
اَلْمَضْرُوْبَةُ بمعنی اَلَّتِیْ ضُرِبَتْ
.... الخ
داخل بر ظرف در شعر
داخل بر جملہ اسمیہ در شعر
داخل بر مضارع در شعر
زائد
غیر زائد
لازم
غیر لازم
عوض
چوں لفظ
اَللّٰہ
غیر عوض
عوضی
چوں النّاس
غیر عوضی

۲ غیر زائد

- **جنسی** — جبکہ الف لام کے مدخول کی حقیقت مراد ہو
  - مثال: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔
  - اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ۔
- **استغراقی** — جب تمام افراد مراد ہوں
  - مثال: وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا
  - وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ
- **عہدِ خارجی** — جب بعض افراد معین مراد ہوں
  - **عہد ذکری** — جبکہ معہود مذکور ہو۔
    - **صریحہ**
      - مثال: فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ بعد قولہ تعالیٰ
      - كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا
      - فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ
      - اِشْتَرَيْتُ فَرَسًا وَبِعْتُ الْفَرَسَ۔
    - **کنایۃ**
      - مثال: رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
      - الی قولہ تعالیٰ: وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى۔
      - اس میں الذَّكَرُ کی لام کا معہود مَا فِي بَطْنِي ہے
      - کنایۃً مذکور ہو چکا ہے۔
  - **عہد علمی** — جبکہ معہود مخاطب کے علم میں ہو بدون ذکر کے
    - مثال: إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔
    - إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔
  - **عہد حضوری** — جبکہ معہود متکلم اور مخاطب کے سامنے ہو
    - مثال: هٰذَا الرَّجُلُ عَالِمٌ۔
    - يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ۔
    - اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ۔
    - اَلْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ۔
- **عہدِ ذہنی** — جب بعض افراد غیر معین مراد ہوں
  - وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي
  - فَمَضَيْتُ ثُمَّةَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

۳ داخل بر

- **اسماء منقولہ** — چوں اَللَّاتُ وَالْعُزّٰى
- **اسماء غیر منقولہ** — چوں السموئل
- **اعلام غالب الاطلاق** [علہ]
  - چوں ۱ القاسم، ۲ الحارث، ۳ الفضل، ۴ النجم
  - ۵ الصعق، ۶ العقبة، ۷ البیت، ۸ المدینة، ۹ الکتاب

علہ غالب الاطلاق: وہ کلمات ہیں جو قبل العلمیۃ عام اطلاق رکھتے ہوں۔ بعدہ (ای بعد دخول اللام) خاص ہو جائیں جیسے قاسم ہر تقسیم کنندہ بعدہٗ خاص مرد۔ اسی طرح الحارث اور الفضل بھی ہیں۔ نجم ہر ستارہ علمیت نام ثریا ہوا جو سات ستاروں کا مجموعہ ہے۔ صَعِقْ ہر وہ کس جو گرج سے مارا جاوے۔ بعدہ (از دخول لام) خُوَيْلِدِ بْنِ نُفَيْل کا نام ہوا جو گرج میں مارا گیا۔

عقبہ۔ ہر پہاڑی راستہ بعدہ عقبہ منیٰ۔ البیت قبل از دخول لام ہر خانہ بعدہ خانہ خدا شد۔ المدینۃ۔ قبلہٗ نام ہر شہر بعدہ نام شہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شد۔ الکتاب قبلہ نام ہر کتاب بعدہ نام کتاب سیبویہ شد۔

ضابطہ (۳۹۳): موصول کلام میں عمدہ واقع ہونے کی وجہ سے محذوف نہیں ہوتا، البتہ صلہ محذوف ہوجاتا ہے۔

﴿اسمائے افعال کے لئے ضوابط﴾

تعریف: تعریف: اسمائے افعال وہ اسم ہیں جو لفظ فعل یا معنیٰ فعل پر دلالت کریں۔ علی مذہبین یہ اسم ہیں فعل نہیں کیونکہ فعل کے خواص کو قبول نہیں کرتے فعل ماضی کا خاصہ قد اور تاء کو قبول کرے اور مضارع ہو تو جازم اور یاء مخاطبہ کو۔ یہ قبول نہیں کرتے۔

فائدہ: نحاۃ کا یہ اصول ہے کہ جب ایک شیٔ دوسری شیٔ کے معنیٰ کو متضمن ہو۔ لیکن احکام لفظیہ میں متحد نہ ہو بلکہ مختلف ہو۔ تو اس کا نام دوسری شیٔ والا رکھ دیتے ہیں۔ البتہ اس نام کے شروع میں لفظ اسم بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً مصدر اور اسم مصدر اسی طرح جمع اسم جمع وغیرہ۔ یہاں پر بھی ایسے کیا گیا ہے۔

فائدہ: اسمائے افعال کی وضع کا مقصد: یہ اسماء چند مقاصد کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

(۱) اختصار حاصل کرنے کے لیے۔ جس طرح روید مذکر و مؤنث۔ اور واحد و تثنیہ و جمع سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بخلاف امهل کے

(۲) دوام و استمرار کا معنیٰ حاصل کرنے کے لیے۔ جسطرح نزال کو انزل سے معدول کیا گیا ہے۔

(۳) استعجاب کے لیے۔ هیهات لما توعدون۔ یعنی وہ بات بہت دور ہوگئی۔ یہ معنیٰ بعد سے حاصل نہیں ہوتا تھا۔ اور شتان میں افتراق کی پائی جاتی ہے۔ جو افترق میں نہیں۔ اور سرعان میں تعجب کے معنیٰ ہیں۔ جو سرع میں نہیں۔

اسمائے افعال کا عمل: اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) اسمائے افعال بمعنیٰ ماضی۔ یہ اپنے مابعد کو بنا بر فاعلیت رفع دیتے ہیں اور تین ہیں هیهات۔ شتان۔ سرعان۔

(۲) اسمائے افعال بمعنیٰ امر۔ یہ اپنے بعد والے اسم کو بنا بر مفعولیت نصب دیتے ہیں۔

فائدہ : یہ اسمائے افعال جس فعل کے معنی میں ہوں گے انہی والا عمل کریں گے اور اسی طرح ان کا متعدی اور لازمی ہونا بھی ان افعال پر موقوف ہے لیکن فرق یہ ہے کہ ان کا معمول مقدم نہیں ہو سکتا اور کسائی کے نزدیک جائز ہے اگر مقدم ہو تو اس کی تقاویل کر دی جائے گی۔ جیسے: کتـــاب اللہ علیکم یہ (علیکم) کا معمول نہیں بلکہ اس کا عامل اس سے پہلے (علیکم) مقدر ہے۔

دوسرا فرق: یہ ہے کہ اسمائے افعال علامت تذکیر و تانیث تثنیہ و جمع کو قبول نہیں کرتے۔

فائدہ یہ اسماء لا محل لہا من الاعراب ۔

اسمائے افعال کے عمل کے اعتبار سے بحث ہے۔

اسمائے افعال تعدی اور لزوم میں افعال کا حکم رکھتے ہیں غالباً غالباً کی قید لگا کر یہ فائدہ بتا دیا کہ امین فعل متعدی کا نائب ہے۔ لیکن اس کا مفعول نہیں ہے۔ (تسہیل۔ اشمونی صفحہ ۳۰۲)

فائدہ اسمائے افعال میں ضمیر کے لیے علامت ظاہر نہیں ہوتی جیسے صـه واحد تثنیہ جمع مذکر مؤنث وغیرہ سب کے لیے ہیں واحد ہے تب بھی صـه اور تثنیہ ہے تب بھی صـه تو ظاہری کوئی علامت نہیں ہے۔ نہ تثنیہ کی اور نہ جمع کی (اشمونی)

فائدہ اگر اسم فعل مشترک ہو متعدد افعال میں تو اس کو اس فعل کے اعتبار سے استعمال کیا جائے گا جیسے حیهل الثريده بمعنی ایت الثرید حیهل بمعنی اقبل ہو تو علی کے ساتھ استعمال ہوگا۔ جیسے حیهل علی الخیر بمعنی اقبل علی الخیر اور اشرع کے معنی میں ہو جیسے اذا ذكر الصالحون فحیهل بعمر (اوضح المسالک صفحہ ۱۲۰)

اسمائے افعال کے احکام

پہلا حکم: اسمائے افعال مضاف واقع نہیں ہو سکتے جس طرح ان کا فعل مضاف واقع نہیں ہو سکتا۔

سوال بله زيد روید زید یہ مضاف واقع ہیں جسکی وجہ سے زید مجرور ہے۔

جواب یہ بلہ اور روید مصدر ہیں جن پر فتحہ اعرابی ہے۔ اور جس وقت بلـه زيد اور رويـد زيد کہا

جائے تو اس صورت میں دونوں اسم فعل ہیں جن پر فتحہ بنائی ہے۔

دوسرا حکم: ان کا معمول ان پر مقدم نہیں ہوسکتا اس لیے کہ یہ عامل ضعیف ہیں انا کا عمل فعل کی نیابت کی وجہ ہوتا ہے لیکن امام کسائی کے نزدیک تقدیم جائز ہے جس پر دلیل باری تعالی کا فرمان ہے۔ کتاب اللہ علیکم اسی طرح دوسری مثالوں کا جواب یہ ہوگا کہ تعبیر یعنی تاویل کی جائے گی کہ کتاب اللہ فعل محذوف کا مفعول بہ ہے۔

تیسرا حکم: فعل مضارع اسمائے افعال بمعنی امر کے جواب میں فعل مضارع مجزوم ہوگا لیکن منصوب نہیں ہوگا۔ لہذا صہ فا حدثك غلط ہے۔ مضارع کو منصوب پڑھنا غلط ہے۔

فائدہ رویدك ۔ بله اس میں دو احتمال ہیں پہلا احتمال کہ یہ دونوں اسم فعل ہوں مبنی برفتحہ اور ك حروف خطاب ہوں لامحل لها من الاعراب ۔ دوسرا احتمال ۔ مصدر ہوں مبنی برفتحہ اور معرب بالفتح ہوں اس صورت میں روید کے کاف میں دو وجہیں ہیں۔ (۱) یہ فاعل ہو (۲) یہ مفعول ہو۔ پہلے دو احتمال تو اس صورت میں تھے کہ روید اور بله میں طلب کا معنی ہو یعنی فعل امر کے معنی میں ہوں اگر طلب کے معنی سے خالی ہو جائے تو یہ دونوں اسم ہوں گے بمعنی کیف اور مابعد ان کا مرفوع ہوگا اور حدیث میں آتا ہے۔

اعدت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولاخطر علی قلب بشر ذخراً من بله ما اطلعتم علیه۔ اس حدیث میں یہ بله معرب مجرور ہے اور معانی مذکورہ سے خالی ہے۔ اور روید حال بھی واقع ہوتا ہے جیسے ساروا رویدا یہ فاعل سے حال واقع ہے۔ بعض نے مصدر محذوف کی ضمیر سے اور بعض نے مصدر کی صفت بنایا ہے۔

اسمائے افعال کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اول بمعنی ماضی (هیهات) بمعنی بعد (شتان) بمعنی افترق (سرعان) بمعنی سرع۔

قسم دوم بمعنی امر حاضر یہ کثیر ہیں۔ (روید) ای امهل ۔ (صه) ای اسکت

(حی) بمعنی اقبل۔ (مه) بمعنی انکفف ۔ (نزال) بمعنی انزل۔

(تراك) بمعنی اترك (ها) بمعنی خذ (مكانك) بمعنی اثبت۔

قسم سوم اسمائے افعل بمعنی مضارع یہ قلیل ہیں:(اوّہ) بمعنی اتوجع (اف) بمعنی اتزجر (وی،) بمعنی اتعجب۔ و یکانه لا یفلح الکفرون

ضابطہ (۳۹٤):فرق ترکیب میں ہوگا هیهات لفظ بَعُدَ پر دلالت کرتا ہے۔یا بَعُدَ کے معنی پر۔اگر اسمائے افعال لفظ فعل پر دلالت کریں تو ان کی ترکیب کچھ بھی نہ ہوگی۔یہ عامل نہیں بنے گے نہ ان کے لیے فاعل بنے گا بلکہ هیهات اگر بَعُدَ کے معنی پر دلالت کریں تو بَعُدَ میں اسم فاعل بَعُدَ کے لیے ہوگا۔

دوسرا مذہب:- یہ معنی فعل پر دلالت کرتے ہیں جو بعد کا معنی ہے وہ هیهات کا معنی ہے اب ترکیب هیهات کے لیے ہوگی عامل هیهات اور فاعل هیهات کے لیے ہوگا۔

کہ اگر لفظ بَعدَ پر ہو تو ترکیب یہ ہوگی۔هیهات بمعنی بعد اور بعد صیغہ واحد مذکر عامل ہوگا اور آگے فاعل بعد ہوگا۔اگر هیهات اور بعد کا معنی ہو تو ترکیب هیهات کی ہو عامل یہی ہوگا

ضابطہ (۳۹۵):اسم فعل ظرف سے منقول ہو جیسے: مكانك ،دونك ہیں اس میں جزء اول اسم فعل ہے اور جزء ثانی اپنی حالت پر قائم رہتی ہے۔تو مكانك میں مكان اسم فعل ہے اور کاف ضمیر مجرور متصل اپنے حال پر قائم ہے۔ اسی وجہ سے مابعد کا اسم ضمیر فاعل سے اور کاف ضمیر مجرور سے تاکید بنا کر مرفوع اور مجرور پڑھنا جائز ہے۔

(۲)جار مجرور سے منقول ہو جیسے:علیك، الیك اس میں بھی ظرف کی طرح تفصیل ہے

(۳)مصدر سے منقول ہو جیسے:روید زیدا۔

﴿ظروف کے ضوابط﴾

ظرف کی تعریف وہ اسم ہے جو جگہ یا وقت پر دلالت کرے۔تو اسمائے ظروف یہ دو قسم پر ہیں(۱)ظرف زمان (۲)ظرف مکان۔ظرف بمعنی برتن۔

ظرف زمان: وہ ہے جو وقت پر دلالت کرے جیسے: اذ، اذا، متی کیف، کیفما، ایان امس، مذ، منذ، قط، قبل، عوض، بینا، بینما، ربث، ریثما، الأن، قبل، بعد

ظرف مکان: وہ ہے جو جگہ پر دلالت کرے جیسے: حیث، هنا، ثَمّ، این اور اسمائے جہات ستہ مقطوع عن الاضافت۔ اور ظروف مبنیہ مشترکہ بین الزمان والمکان (انی، لدی، لدن) اور (قبل، بعد) بھی بعض احوال میں ان میں سے ہیں۔

ظرف مشتق کی تعریف: ہر وہ اسم جو فعل سے مشتق ہو کسی حدث کے زمانے پر دلالت کرنے کے لئے یا کسی حدث کے مکان پر دلالت کرنے کے لئے۔ جیسے: و افنی مطلع الشمس ای وقت طلوعها، و کقوله تعالیٰ حتی اذا بلغ مغرب الشمس، ای مکان غربها۔

ضابطہ (۳۹۶): ظ غیر لیس یا لا کے بعد ہو۔ جیسے لیس غیر، لا غیر اور لفظ (حَسْبُ) کو ظروف غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے وہی حکم دیا جاتا ہے۔

ضابطہ (۳۹۷): وہ ظروف جو جملہ یا (اذْ) کی طرف مضاف ہوں تو ان کو بنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: یوم ینفع الصدقین، یومئذ، حینئذ۔

ضابطہ (۳۹۸): الآن اور الذی میں الف لام زائد اور لازم ہے۔

ضابطہ (۳۹۹): اس کا حاصل یہ ہے کہ جو ظروف مبنی نہ ہوں جب جملہ کی طرف مضاف ہوں یا کلمہ اذ کی طرف مضاف ہوں تو ان کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے۔ مبنی کی مصاحبت کی وجہ سے۔

یا اس لیے کہ وہ مضاف ہیں جملہ کی طرف اور جملہ مبنی ہوتا ہے۔ تو قاعدہ ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے بنا حاصل کر لیتا ہے جیسے یوم ینفع الصادقین صدقهم اس میں یوم چونکہ ینفع الصادقین جملہ کی طرف مضاف ہے اس لئے اس کو مبنی برفتح پڑھنا جائز ہے اور وہ ظروف جو اذ کی طرف مضاف ہوں ان کے مبنی ہونے کی وجہ کہ یہ بھی بواسطے اذ جملہ کی

طرف مضاف ہوتے ہیں ان کا معرب ہونا بھی جائز ہے اس لئے کہ اسم مضاف کا اپنے مضاف الیہ سے بناء حاصل کرنا واجب نہیں ہوا کرتا۔

ضابطہ (۴۰۰): لفظ (مثل) اور (غیر) جب (ما) یا (ان) کی طرف مضاف ہوں تو ان کو بھی مبنی بر فتح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: مثل ما انکم تنطقون، غیر ان ضرب زید"

ضابطہ (۴۰۱): جس طرح ظروف مذکورہ کو معرب اور مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح لفظ مثل اور لفظ غیر کو بھی مبنی برفتحہ اور معرب پڑھنا جائز ہے جبکہ تین لفظوں میں سے کسی ایک لفظ کے ساتھ واقع ہو۔ (۱) ما مصدریہ جیسے مثل ما انکم تنطقون۔ ضربته مثل ماضرب زید میں نے اس کو مارا مثل مارنے زید کے (۲) ان مفتوحہ جیسے ضربته غیر ان ضرب زید

(۳) ان مفتوحہ مثقلہ جیسے ضربته غیر ان زیدا قائم

اور یہ اس لئے جائز ہے کہ ان میں شبہ افتقاری پائی جاتی ہے کہ یہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہوتے ہیں اور معرب ہونا اس لئے جائز ہے کہ اصل میں اسم ہیں جن کا معرب ہونا جائز ہوا کرتا ہے لفظ مثل اور غیر ظرف نہیں ان کو مبنی ہونے کی وجہ سے ذکر کردیا گیا۔

ضابطہ (۴۰۲): جب کلما کیلئے جواب مذکور ہو تو یہ ظرف بنے گا اور اس میں ما مصدریہ ہو گا۔ جیسے: کلما اضاء ت ما حولہٗ ذھب اللہ بنورھم، الآیۃ۔

ضابطہ (۴۰۳): ظروف مبنیہ کی چار قسمیں ہیں (۱) اذ، اذا، متی، کیف، ایان، امس، مذ، منذ، الآن، حیث، یہ ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں اور مع عند البعض مبنی برسکون ہے۔

(۲) ظروف غایات۔ جو چار صورتوں میں سے ایک صورت میں مبنی ہیں۔

(۳) لفظ یوم اور حین جب مضاف ہوں اذ کی طرف۔ مبنی کی صحبت کی وجہ سے مبنی ہیں۔

(۴) مرکب بنائی بین بین۔ صباح مساء جس کی ماقبل میں گذر چکی ہے۔

ضابطہ (۴۰۴): اسماء ظروف کی تقسیم باعتبار تعریف وتنکیر۔ (۱) جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں وہ ہمیشہ نکرہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ اصل میں فعل کے مصدر کی طرف مضاف ہوتے

ہیں اور فعل میں جو مصدر ہوتا ہے وہ نکرہ ہوتا ہے اور فعل مصدر نکرہ سے بنتا ہے۔لھذا یہ بھی نکرہ ہوئے

(۲) جو شرط کے معنی میں ہوں۔

(۳) جو استفہام کے معنی میں ہوں۔

(۴) جو ظرف مبہم معرفہ کی طرف مضاف ہو وہ بھی نکرہ۔

اسکی ترکیب کے متعلق ضوابط مفعول فیہ کی بحث میں گذر چکے ہیں۔

ضابطہ (۴۰۵): حیث مفعول بہ واقع ہوسکتا ہے۔جیسے: الله اعلم حيث يجعل رسالة، الآیۃ۔

ضابطہ (۴۰۶): اگر حیث کے ساتھ ما کافہ ہوتو یہ متضمن معنی شرط کو ہوتا ہے اور دونوں افعال کے لئے جازم ہوگا۔جیسے: حيثما تستقم يقدر لك نجاح في غابر الازمان۔

ضابطہ (۴۰۷): اذا کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اذا مفاجاتیہ یہ جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔جیسے: اذا لهم مكر في ايتنا فاذا هي حية تسعى (الآیۃ)۔

(۲) ظرفیہ یہ شرط کے معنی کو شامل ہوتا ہے۔جیسے: فاذا أصاب به من يشاء من عباد اذا هم يستبشرون (الآیۃ)۔

ضابطہ (۴۰۸): اذا جمہور کے نزدیک ظرفیت سے نہیں نکلتا۔

ضابطہ (۴۰۹): اذا کے عامل میں جو کہ ناصب ہے دو اقوال ہیں۔

(۱) محققین کے نزدیک مابعد والا فعل ناصب ہوتا ہے۔

(۲) اکثر نحاۃ کے نزدیک شرط کی جزاء اذا کو نصب دیتا ہے۔

ضابطہ (۴۱۰): اگر اذا کے بعد شرط واقع نہ ہوتو اذا مابعد والے فعل کے لئے ظرف بنے گا نہ کہ شرط۔جیسے: و اذا ما غضوا هم يغفرون، الآیۃ۔یہاں پر اذا شرط کے لئے نہیں۔اگر ہوتا تو

فاء ضرور ہوتی۔

ضابطہ (۴۱۱): اسم ظرف کی دونوں قسموں یعنی زمان اور مکان کے لیے ایک ہی وزن کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

ضابطہ (۴۱۲): اسم ظرف خواہ مکان ہو یا زمان ثلاثی مجرد سے مفعِل یا مفعَل آئے گا۔

ضابطہ (۴۱۳): مثال کے باب سے اسم ظرف مطلقاً مَفعِل (بکسر العین) کے وزن پر آتا ہے۔ خواہ مثال واوی ہو یا یائی اور مضارع خواہ مکسورہ العین ہو یا مفتوح یا مضموم العین ہو۔

جیسے: وعد یعد سے موعد، وضع یضع سے موضع اور وسم یوسم سے موسم۔

ضابطہ (۴۱۴): غیر ثلاثی مجرد سے اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔

﴿اسم آلہ کے لیے ضوابط﴾

تعریف: ہر وہ اسم ہے جو غالباً فعل ثلاثی مجرد متعدی سے لیا گیا ہوتا کہ اسی فعل کے آلہ پر دلالت کرے۔ جس سے وہ فعل لیا گیا ہو۔

ضابطہ (۴۱۵): اسم آلہ فاعل اور مفعول کے درمیان واسطہ بنتا ہے۔ جیسے: مبرد منسار، مکنسة۔

ضابطہ (۴۱۶): اسم آلہ غیر ثلاثی مجرد سے بھی آسکتا ہے۔ جیسے: مسزر مسزرة میزار یہ تینوں استزر فعل سے ماخوذ ہیں۔ اور میضاۃ ماخوذ ہے توضاء سے۔

ضابطہ (۴۱۷): اسم آلہ ثلاثی مجرد لازمی سے بھی آسکتا ہے۔ جیسے: مرقات، معراج یہ دونوں ماخوذ ہیں رقی اور عرج سے۔

ضابطہ (۴۱۸): اسم آلہ اسم جامد بھی واقع ہوسکتا ہے۔ جیسے: محبرۃ حبر سے اور مقلمة ماخوذ ہے قلم سے۔

ضابطہ (۴۱۹): اسم آلہ کے تین اوزان ہیں۔ مفعَل، مفعَلة اور مفعال۔

ضابطہ (۴۲۰): اسم آلہ ان تین اوزان کے علاوہ بھی آسکتا ہے۔ لیکن وہ شاذ ہیں۔ جیسے:

منخل، مسقط، مکحلة، خاتم۔

ضابطہ (۴۲۱): کبھی کبھی اسم آلہ جامد آتا ہے اور ان اوزان کے علاوہ اور اوزان کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: قدروم، کأس، سکین، جرس، ناقور۔ جیسے: قرآن مجید میں آیا ہے فاذا نفخ فی الناقور، الآیۃ

﴿معرفہ کے لئے ضوابط﴾

معرفہ کی تعریف: معرفہ وہ اسم ہے جو کسی شئی معیّن کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

اور معرفہ کی سات قسمیں ہے (۱) مضمرات (۲) اعلام شخصیہ۔

(۳) اشارات (۴) اسماء موصولات ۔(۵) معرف باللام جیسے الرجل

(۶) کوئی اسم مضاف ہو ان میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنویہ کے ساتھ۔

ضابطہ (۴۲۲): اصل اسماء میں تنکیر ہے اور تعریف اس کی فرع ہے۔

ضابطہ (۴۲۳): لفظ غیر، مثل ،شبہ ، نحو ، شان ، سویٰ یہ اسماء جو متوغل فی الابہام ہیں اضافت الی المعرفہ کے باوجود نکرہ رہتے ہیں ۔الا یہ کہ انکی مضاف الیہ کی ضد واحد ہو تو معرفہ بن جاتے ہیں جیسے باری تعالی کا قول غیر المغضوب علیہم ۔ومثل قولك علیك بالحرکت غیر السکون۔

(۷) معرف بحرف نداء جیسے یا رجل یہ اس وقت معرفہ ہوتا ہے جس وقت تعیین مقصود ہو۔ ورنہ نکرہ ہوگا جیسے یارجلاً خذ بیدی

ضابطہ (۴۲۴): **مراتب تعریف**

فمضمر اعرفها ثم العلم — فذو اشارة فموصول متم

فذو اداة فمنادی عینا — فذو اضافة بها تبینا

لفظ اللہ جو اسم ہے ذات واجب الوجود کا وہ اعرف المعارف ہے۔ اسلئے کہ اسی سے تو ہر چیز کو تعریف وتعیین حاصل ہوتی ہے۔

اس کے بعد ترتیب یہ ہے۔ پہلا درجہ مضمرات کا ہے۔دوسرا مرتبہ علم کا ہے تیسرا درجہ اسم اشارہ کا ہے چوتھا درجہ معرف باللام اور موصول کا ہے۔اور بعض نے معرف باللام کو موصول سے اعرف قرار دیا ہے

اور باقی رہا مضاف کا درجہ اور مرتبہ کیا ہے۔مضاف اپنے مضاف الیہ کا درجہ لے لیتا ہے یعنی وہ اپنے مضاف الیہ کی قوۃ کے مساوی ہوتا ہے کہ اگر علم کی طرف مضاف تو علم والا درجہ رکھتا ہے سوائے مضاف الی المضمر کے۔کہ مضاف الی المضمر کے لیے علم کا مرتبہ ہوگا۔

پھر مضمرات میں سے ضمیر متکلم پھر مخاطب کا۔اسلیے کہ ضمیر متکلم میں التباس بالکل نہیں ہوتا جبکہ ضمیر مخاطب میں بسا اوقات التباس آجاتا ہے جس وقت مخاطب متعدد ہوں۔

پھر ضمیر غائب کا۔

ضابطہ (٤٢٥): نکرہ کی علامت یہ ہے کہ وہ لام تعریف کو قبول کرتا ہے اسی طرح اس پر رب اور کم خبریہ کا داخل ہونا درست ہوتا ہے اور اسی طرح اس کا حال اور تمیز واقع ہونا اور لا مشبہ بلیس کے لئے اسم واقع ہونا بھی درست ہوتا ہے۔

علم کے ضوابط

علم کی تعریف :العلم ماوضع لشئ معین لا یتناول غیرہ بوضع واحد

علم وہ اسم ہے جو شئ معین کیلئے وضع کیا گیا ہو اس حال میں کہ وہ وضع واحد کے ساتھ اس کے غیر کو شامل نہ ہو۔

ضابطہ (٤٢٦): علم کی تین قسمیں ہیں۔کنیت، لقب، اسم محض۔

وجہ حصر : علم دو حال سے خالی نہیں اس کے شروع میں لفظ اب یا ام۔ ابن یا بنت ہوگا یا نہیں اگر ہو تو وہ کنیت ہے اگر نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔اس سے مقصود مدح یا ذم ہوگی یا نہیں اگر اس مقصود مدح یا ذم ہو تو یہ لقب ہے اگر مدح یا ذم مقصود نہ ہو تو علم محض ہے۔

والنکرۃ ما وضع لشی غیر معین کرجل وفرس۔

ضابطہ (۴۲۷): **وجہ حصر**: اسم تین حال سے خالی نہیں۔ کہ علم معین شخص کے لیے وضع ہوگا یا ماھیت کلی کے لیے وضع ہوگا اگر معین شخص کے لیے وضع ہو ہو تو علم شخصی ہوگا۔ اگر ماھیت کلی کے لیے وضع ہو تو دو حال سے خالی نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں ذھن میں متعین ہوگا یا نہیں اگر متعین ہو تو علم جنسی جیسے اسامہ اگر نہیں تو اسم جنس ہوگا جیسے اسد۔

ضابطہ (۴۲۸): علم جنسی حقیقت میں نکرہ ہے۔ اس پر معرفہ کا اطلاق مجازاً ہے اور معرفہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ احکام لفظیہ میں معرفہ کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً الف کے دخول کا ممتنع ہونا اسی طرح اضافت کا ممتنع ہونا۔ اور غیر منصرف ہونا اور معرفہ کا صفت بنا ذوالحال ہونا مبتدا ہونا (همع الھوامع)

ضابطہ (۴۲۹): علم جنسی اور جنس میں فرق ہے کہ یہ لفظاً معرفہ ہے اور معناً نکرہ ہے کما مر۔ اور اسم جنس لفظاً ومعناً نکرہ ہے۔ جس کی وجہ سے لفظ کے اعتبار سے اسپر علم والے احکام جاری نہیں ہونگے یعنی لایصح الابتداء الخ

ضابطہ (۴۳۰): علم کو تثنیہ اور جمع لانے سے نکرہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اس کو معرفہ بنانے کے لئے الف لام داخل کیا جاتا ہے جیسے: الزیدان، الزیدون

ضابطہ (۴۳۱): کسی مرد کے نام کو جمع لانا ہو تو دو صورتیں جائز ہیں۔ (۱) جمع مذکر سالم لایا جائے جیسے: زید سے زیدون۔ (۲) جمع مکسر زید سے ازیاد۔

اسی طرح کسی عورت کے نام کو جمع لانا ہو تو جمع مؤنث سالم یا جمع مکسر جیسے: زینب سے زینبات، زیانب۔ اور اگر علم مرکب اضافی کو جمع بنانا ہو تو پہلی جزء کو بدلا جائے صیغہ سلامت یا جمع تکسیر کے ساتھ لیکن دوسری جزء نہیں۔

ضابطہ (۴۳۲): جب تثنیہ یا جمع کسی کا علم رکھ دیا جائے تو اس پر مفرد منصوف والا اعراب پڑھا

جائے گا بغیر تنوین کے بشرطیکہ آٹھ حروف سے کم ہو، اگر آٹھ حروف سے زائد ہو تو اعراب حکائی

پڑھا جائے گا۔ اور جمع مؤنث سالم کسی کا علم رکھ دیا جائے تو اس پر اعراب حکائی بھی جائز ہے۔ اور مفرد منصرف والا اعراب تنوین کے ساتھ اور بغیر تنوین کے بھی جائز ہے۔

ضابطہ (۴۳۳): جب علم کے بعد صفت واقع ہو تو تین ترکیبیں جائز ہوتی ہیں۔

(۱) موصوف صفت (۲) مرفوع ہو کر خبر محذوف المبتداء جیسے: بسم الله الرحمن الرحيم، الرحمٰن الرحيم خبر ہے۔ جس کا مبتداء محذوف ہے۔ (هو) ایسے و الصلواة و السلام على محمد المطفى۔

(۳) منصوب ہو کر مفعول بہ فعل محذوف کے لئے۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ اى اعنى۔

ضابطہ (۴۳۴): صفات اور القاب کے بعد علم ذکر کیا جائے تو وہ علم بدل الکل ہوگا یا عطف بیان جیسے: شيخ القرآن غلام الله، قال الشيخ الامام عبد القاهر۔

﴿ ابن ﴾

ضابطہ (۴۳۵): لفظ (ابن) دو علموں کے درمیان ہو تو عموماً پہلے علم کی صفت اور دوسرے علم کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے: عبدالله بن عمر۔

ضابطہ (۴۳۶): لفظ (ابن) کے ہمزہ کو کتابۃ حذف کرنے کے لئے تین شرائط ہیں۔ (۱) لفظ (ابن) دو علموں کے درمیان ہو۔ (۲) پہلے علم کی صفت ہو۔ (۳) سطر کے شروع میں نہ ہو۔

﴿ اسم منسوب کے لئے ضوابط ﴾

ضابطہ (۴۳۷): اسم منسوب وہ اسم ہے جس کو کسی قوم یا مذہب یا ملک یا شہر وغیرہ کی طرف نسبت کرنے کے لئے آخر میں یاء مشدد لائی جائے جیسے: قريشي، حنفي، باكستاني، سعودي۔

ضابطہ (۴۳۸): جہاں متعدد علم کے بعد اسم منسوب ہو تو وہاں تین صورتوں میں سے کوئی صورت ہوگی۔ (۱) پہلے علم کی صفت ہو (۲) دوسرے علم کی صفت ہو (۳) دونوں کی صفت ہو۔

ضابطہ (۴۳۹): تنویر میں احقر نے لکھ دیا ہے کہ اسم مفعول کی طرح اسم منسوب بھی عمل کرتا

ہے یعنی نائب فاعل کو رفع دیتا ہے۔ کبھی اسم ظاہر کو جیسے: کتب رجل ملتانی ابوہ۔ اور کبھی اسم ضمیر کو جیسے: کتب رجل ملتانی۔

ضابطہ (۴۴۰): کبھی فعال کا صیغہ بطور اسم منسوب کے واقع ہوتا ہے جیسے: نجار، لبان، عطار، وما ربك بظلام للعبيد ای منسوب الی الظلم۔

« منادی کے لئے ضوابط »

حروف نداء پانچ ہیں۔ یا، ایا، هیا، ای، همزه مفتوحه۔

نداء کہتے ہیں حروف مخصوص کے ساتھ بلانا۔ جس پر حرف نداء داخل ہو اس کو منادی اور جو بلانا والا ہو اس کو منادی کہیں گے۔

ضابطہ (۴۴۱): **اقسام منادی۔**

پہلا قسم : منادی مضاف خواہ نکرہ ہو یا معرفہ ہو جیسے: یاعبدالله

دوسرا قسم منادی شبہ مضاف جیسے: یاطالعا جبلا۔

تیسرا قسم منادی نکرہ غیر معین جیسے: یا رجلا خذ بیدی۔

ان کا حکم یہ ہے کہ یہ معرب منصوب ہوتے ہیں۔

چوتھا قسم : مفرد معرفہ، مفرد سے مراد مقابل مضاف شبہ مضاف ہے لہذا تثنیہ اور جمع داخل ہو جائیں گے اور معرفہ سے مراد عام ہے کہ قبل از نداء معرفہ ہو یا بعد از نداء معرفہ۔

اس کا حکم یہ ہے کہ مبنی بر علامت رفع ہوتا ہے۔ جیسے: یا رجل، یا زید۔ یا زیدون، یا موسی، یا قاضی۔

پانچواں قسم : مستغاث باللام۔ جیسے: یالزید یہ مجرور ہوتا ہے۔ منادی جس طرح لام استغاثہ کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے اسی طرح لام تعجب اور لام تہدید کے ساتھ بھی مجرور ہوتا ہے۔ لام تعجب کی مثال یاللماء یاللدواهی۔ لام تہدید کی مثال یالزید لاقتلنك۔

چھٹا قسم : منادی مستغاث بالالف۔ جیسے: یا زیداه

شبہ مضاف کی تعریف: کہ شبہ مضاف ہر ایسے اسم کو کہا جاتا ہے جس کا معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر تام نہ ہو سکے جیسا کہ مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا۔

ضابطہ (۴۴۲): منادی شبہ مضاف کی پانچ قسمیں ہیں۔(۱) وہ عامل ہو خواہ رفع دے یا نصب وغیرہ جیسے یاحسناً وجهه ۔ یاطالعاً جبلاً ۔ یا رفیقاً بالعباده۔

(۲) معطوف علیہ اور معطوف قبل از نداء کسی کا علم ہو جیسے یاثلاثة وثلاثین۔

(۳) موصوف جس کی صفت مفرد ہو جیسے یارجلاً کریماً اقبل۔

(۴) موصول جس کی صفت جملہ ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں فرمایا کرتے تھے یاعظیماً یرجی لکل عظیم۔

(۵) موصوف جس کی صفت ظرف ہے جیسے شعر ہے

الا یانخلة من ذات عرق	علیك ورحمة الله السلام

نخلة موصوف من والا جملہ کانت کے متعلق ہو کر یہ صفت ہوا نخلة کے لیے۔

ضابطہ (۴۴۳): یازید میں اگر لام مفتوح پڑھا جائے تو یہ مستغاث ہوگا۔ اور اگر مکسور پڑھا جائے مستغاث لہ ہوگا۔

ضابطہ (۴۴۴): یازید بن عمر سات شرائط کے ساتھ منادی کو دو وجہ پڑھنا جائز ہے۔ (۱) وہی مبنی علی الضم (۲) نصب جیسے یازید بن عمر ۔لیکن نصب مختار ہے کیونکہ اسہل اور اخف ہے۔

ضابطہ (۴۴۵): اسکی صفت پر بھی دو وجہ ہیں۔(۱) نصب (۲) منادی کے تابع بنا کر مرفوع پڑھنا یازید بن عمر جس طرح کے الحمد لله میں الحمد لله پڑھا جاتا ہے۔

وہ سات شرائط یہ ہیں۔(۱) منادی مفرد ہو۔(۲) مبنی ہو۔ (۳) علم ہو (۴) اعراب ظاہر ہو۔ لہذا یاعیسی بن مریم میں ضمہ ہی متعین ہے۔

(۵) اس کی صفت لفظ ابن ہو (۶) وہ ابن مضاف ہو دوسرے علم کی طرف۔(۷) لفظ ابن مفرد ہو

تثنیہ جمع نہ ہو۔

ان سات شرائط میں ہمزہ کتابۃ بھی حذف کیا جائے گا جیسے یا زید بن عمرو کی جگہ بن عمرو حالانکہ قانون یہ ہے اگر ہمزہ کا مابعد متحرک ہو تو ہمزہ کتابۃ گر جاتا ہے جیسے اسئل سے سل اور درمیان میں آجائے تو ہمزہ کتابۃ حذف نہیں ہوتا لکھا جاتا ہے جیسے فاضرب لیکن ان شرائط کے ساتھ ہمزہ کتابۃ حذف ہوتا ہے۔

ضابطہ (۴۴۶): لفظ فلان علم سے کنایہ ہوتے ہیں۔ اور علم کا حکم رکھتے ہیں لہٰذا یا فلان بن فلان اسی کے ساتھ ملحق ہیں۔ پھر فلان کو ترخیم کے ساتھ فل پڑھتے ہیں۔ یا فل بن فلان جس طرح کہ یا سید بن سید کثرت استعمال کی وجہ سے بمنزلہ علم کے ہے۔

ضابطہ (۴۴۷): منادی منقوص میں تنوین کا نہ ہونا تو بالاتفاق ہے۔ البتہ یاء کے حذف میں اختلاف ہے۔ عند البعض یاء کو باقی رکھ کے پڑھا جائے گا جیسے یاقاضی ضمہ تقدیری ہوگا۔
اور عند البعض یـا قـاض یا قبل از نداء التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو چکی ہے جب اس پر حرف ندا داخل ہوا تو تنوین حذف ہوگئی تو یا قاض پڑھا جائے گا۔

ضابطہ (۴۴۸): جمہور کے نزدیک حرف ندا ضمیر پر داخل نہیں ہوتا۔ علامہ خضری نے ایک روایت نقل کی ہے یـا هـو اور مـن لاه جواب یہ شاذ ہے اور صوفیا نے جواب دیا ہے کہ باری تعالی کے دو علم ذاتی ہیں (۱) اللّٰہ (۲) ھو۔ ضمیر غائب اور تکلم ندا کے مناقض ہیں اس لیے کہ نداء تو خطاب کا تقاضا کرتا ہے اور یہ غائب ہیں اور ضمیر مخاطب منادی اس لیے نہیں بنتا کہ ان کا جمع کرنا غیر مستحسن ہے یہ ایک دوسرے سے مستغنی کر دیتا ہے۔

ضابطہ (۴۴۹): جس طرح پہلے بتایا جا چکا ہے کہ علم تثنیہ اور جمع واقع نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ معین شخص کے لیے ہے اگر تثنیہ جمع بنایا جائے تو وہ نکرہ بن جاتا ہے جس میں تعریف پیدا کرنے کے لیے الف لام داخل کیا جاتا ہے جیسے الـزیدان۔ اگر منادی بنانا ہو تو پھر الف لام داخل نہیں کیا جائے گا صرف حرف نداء داخل کیا جائیگا یا زیدان۔ یا زیدون۔

ضابطہ (۴۵۰): اس کے علاوہ معرف باللام پر حرف ندا کے داخل کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو ای ایۃ کا فاصلہ لایا جائے یا الف لام کو حذف کیا جائے یا ایھا الرجل یا رجل

ضابطہ (۴۵۱): یا ایھا الرجل میں اصل مقصود تو الرجل تھا۔ لیکن اب منادی ای بن چکا ہے اور الرجل کی دو ترکیبیں ہیں (۱) صفت بنایا جائے (۲) عطف بیان بنایا جائے اور یہی راجح ہے۔

ضابطہ (۴۵۲): لفظ یا اللہ میں تین وجہ جائز ہیں۔

(۱) دنوں الفوں کے اثبات کے ساتھ ہو۔

(۲) دونوں الفوں کے حذف کے ساتھ ہو۔

(۳) پہلے کے اثبات اور دوسرے کے حذف کے ساتھ ہو۔

ضابطہ (۴۵۳): لفظ یا اللہ سے یا کو حذف کیا جاتا ہے۔ اور اس کیا آ کر میں عوض کیطور پر میم مشددہ لایا جاتا ہے۔ مثال: اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنا......

ضابطہ (۴۵۴): حدیث شریف میں جو یہ الفاظ آئے ہیں۔ یا ھو، یا من لا ھو، الا ھو یہ اسم ذات ہے نہ کہ ضمیر اس لئے کہ ضمیر پر حرف داخل نہیں ہوتا۔

ضابطہ (۴۵۵): اللھم تین طرح استعمال ہوتا ہے (۱) محض ندا کے لیے (۲) تمکین جواب کے لیے تا کہ یہ جواب مخاطب کے ذھن میں راسخ ہو جائے اللھم نعم اللھم لا۔

(۳) اس کو ندرت اور قلت وقوع پر دلالت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے محققین مصنفین جواب میں ذکر کرتے ہیں اللھم الا ان یقال (خضری صفحہ ۷۶ جلد نمبر ۲)

ضابطہ (۴۵۶): کبھی حرف نداء کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: یوسف اعرض عن ھذا، ان ادوالی عباد اللہ، سنفرغ لکم ایھا لثقلان۔ مگر چند مقام میں حذف ناجائز ہے (۱) منادی اسم جنس غیر معین ہو۔ (۲) اسم اشارہ (۳) مستغاث (۴) مندوب۔

ضابطہ (۴۵۷): کبھی منادی کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: الا یسجدوا دراصل: الا یا

قوم اسجدوا۔

ضابطہ (٤٥٨): حروف نداء میں سے فقط یا حذف ہوسکتا ہے۔

ضابطہ (٤٥٩): لفظ اللہ ۔ ایھا ، ایتھا پر حروف نداء میں سے سے فقط حرف (یاء) داخل ہو سکتا ہے۔

ضابطہ (٤٦٠): حرف (یاء) کبھی تنبیہ کے لئے داخل ہوگا اس وقت فعل اور حرف پر بھی داخل ہوگا۔

جیسے: یا لیت قومی یعلمون، الا یسجدوا۔

ضابطہ (٤٦١): منادی مفرد معرفہ پر ضمہ اور فتح دونوں جائز ہیں دو مقام پر

پہلا مقام: ان یکون علما مفردا موصوفا بابن و ابنة مضافا الی علم آخر ان چھ شرائط کے ساتھ یا زید بن سعید و یا ھندۃ ابنۃ عمرو وغیرہ۔

دوسرا مقام: ان یکرر مضافا جیسے: یا سعد سعد الدوس ۔ یا تیم تیم عدی دوسرے پر نصب واجب ہے اگر اول پر ضمہ پڑھیں تو ثانی بیان یا بدل یا منادی مستقل بحذف حرف النداء۔

اگر اول مفتوح ہو تو اول مضاف بعد والے اسم کی طرف اور ثانی زائدہ۔

اور بعض نزدیک اول مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ محذوف ہے ثانی کے مضاف الیہ جیسا: یا سعد سعد الدوس اور بعض کے نزدیک دونوں مضاف ہیں اسم نکرہ کی طرف۔

قسم کے لئے ضوابط

ضابطہ (٤٦٢): عموما چار حروف قسم کے لئے آتے ہیں۔(۱) واو (۲) تاء (۳) باء (۴) لام

ضابطہ: جہاں قسم ہو وہاں چار چیزیں ہوتی ہیں۔(۱) مقسم (۲) مقسم به (۳) حرف قسم (۴) جواب قسم جیسے: و العصر ان الانسان لفی خسر۔

ضابطہ (٤٦٣): حروف جارہ قسمیہ ہمیشہ اقسم فعل محذوف کے متعلق ہوتے ہیں۔

ضابطہ (٤٦٤): جواب قسم کا ہونا ضروری ہے اور حذف کرنے کی شرط گذری چکی ہے۔

ضابطہ (٤٦٥): جواب قسم کا مؤکد ہونا ضروری ہے۔

ضابطہ (٤٦٦): لام تاکید اور لقد سے پہلے قسم مقدر ہوتی ہے

ضابطہ (٤٦٧): جملہ قسمیہ ہمیشہ انشائیہ ہوتا ہے اور جواب قسم جملہ خبریہ۔

ضابطہ (٤٦٨): قسم اور جواب قسم کے بارے میں تفصیل اور جواب قسم کی مختلف صورتیں:

نمبر شمار	جواب قسم	حکم	مثال
۱	جملہ اسمیہ مثبتہ	شروع میں اِنّ یا لام تاکید ضروری ہے	و الله ان زیدا قائم ، وا لله لزید قائم
۲	جملہ اسمیہ منفیہ	شروع میں ما ، لا ، ان نافیہ میں سے کوئی ایک ضروری ہے	و الله ما زید قائما، و الله لا زید فی الدار و لا عمرو، و الله ان زید قائم و الله ان زید قائم
۳	جملہ فعلیہ ماضویہ مثبتہ	شروع میں اکیلا لام تاکید ہوگا	و الله لقام زید و الله لقد قام زید
۴	جملہ فعلیہ ماضویہ منفیہ	شروع میں ما ہو	و الله ما قم زید
۵	جملہ فعلیہ مضارعیہ مثبتہ	شروع میں لام تاکید ہو	و الله لا فعلن کذا
۶	جملہ فعلیہ مضارعیہ منفیہ	شروع میں ما یا لا یا لن ہو	و الله ما افعلنکذا والله لا افعلن کذا و الله لن افعل کذا

﴿ تذکیر وتانیث کے لئے ضوابط ﴾

مذکر کی تعریف: مذکر وہ ہے جس میں علامت تانیث کی نہ ہو جیسے رجل۔

مؤنث کی تعریف: مؤنث وہ ہے جس کے آخر میں علامت تانیث موجود ہو عام ازیں کے وہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو جیسے طلحة یا مقدر ہو جیسے ارض

ضابطہ (۴۶۹): **علامت تانیث تین ہیں**

پہلی علامت: تاء ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ حالت وقف میں ھاء بن جائے خواہ تاء ملفوظ ہو جیسے طلحہ یا مقدرہ ہو جیسے ارض۔ جو اصل میں ارضۃ تھا۔ تائے مقدرہ پر متعدد دلیلیں دی جاتی ہیں۔

(۱) تصغیر۔ جیسے ارض کی تصغیر اریضۃ آتی ہے۔

(۲) ضمیر مؤنث کا لوٹنا جیسے فاتقوا النار التی اعدت للکافرین۔

(۳) اسم اشارہ مؤنث کے لیے مشار الیہ ہونا۔ جیسے ھذہ جھنم

دوسری علامت: الف مقصورہ ہے۔ جیسے حبلی الف مقصورہ علامت تانیث ہے۔

تیسری علامت: الف ممدودہ یعنی وہ الف زائدہ جس کے بعد ہمزہ زائدہ ہو جو تاء کو قبول نہ کرے جیسے حمراء۔

ضابطہ (۴۷۰): مذکر و مؤنث کی پہچان، اگر چار علامت تانیث میں سے کوئی علامت ہو تو وہ کلمہ مؤنث ہوگا اگر نہیں تو وہ کلمہ مذکر ہوگا۔

ضابطہ (۴۷۱): انسان کے متکرر اعضاء سوائے خدو حاجب کے۔

(۲) عورتوں کے نام۔

(۳) عورتوں کے صفات کالحمل والولادۃ والارضاع والحیض۔

(۴) جنگوں کے نام۔

(۵) جھنم کے تمام طبقات کے نام۔

(۶) ہواء کے نام۔

(۷) شراب کے نام۔

(۸) سورج کے نام۔

(۹) لفظ نفس، ارض یہ سب مؤنث سماعی ہیں۔

ضابطہ (٤٧٢): اگر اسم فعل کا صیغہ صرف مؤنث کے ساتھ خاص ہو تو فاعل کے وزن پر آئے گا۔ بغیر تائے تانیث کے۔ جیسے: حائض، طالق جو کہ عورت کے ساتھ مختص ہیں۔

ضابطہ (٤٧٣): مؤنث سماعی کے الفاظ جو واجب التانیث ہیں۔ عین، اذن، نفس، دار، دلو، من، کف، جهنم، جحیم، سعیر، نار، لظی، عقرب، ارض، است، عضد، ید، عصا، فردوس، ریح، خمر، فلك، غول، ثعلب، فارس، ارنب، بیر، ذهب۔ تبر، ینبوع، درع، قدم، کبد، عقب فرس، افعی، سقر، حرب، کأس، ثدی، عنکبور، موسیٰ، یمین، شمال، اصبع، رجل، سراویل، ضبع، ساق، شمس۔

ضابطہ (٤٧٤): مؤنث سماعی کے وہ الفاظ جو جائز التانیث ہیں۔ سماء، سلم، قدر، مسك، حال، بیت، طریق، ثری عنق، لسان، سبیل، ضحی، صلاح، قفا، رح، سرطان، سکین۔

ضابطہ (٤٧٥): تذکیر و تانیث یہ صرف اسماء میں متحقق ہوتی ہے جب مدلول کا قصد کیا جائے۔ لہذا کوئی فعل اور حرف مذکر و مؤنث نہیں ہوگا اگر لفظ مراد لیا جائے تو پھر اسم و فعل و حرف سب میں تذکیر و تانیث آسکتی ہے

ضابطہ (٤٧٦): چند اوزان اور اسماء ہیں جو مذکر اور مؤنث کے لیے برابر استعمال ہوتے ہیں (۱) اسم تفضیل مستعمل بہ من (۲) مصادر (۳) حروف تہجی۔

چند اوزان جن کے آخر میں تاء لاحق نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ بھی مذکر اور مؤنث کے لیے برابر استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) فعول کا وزن رجل صبور۔ امرائة صبور۔ اگر بمعنی مفعول ہو تو پھر آتی ہے جیسے رکوب ۔ ناقة رکوبة

(۲) مفعال کا وزن مفتاح، مفراح

(۳) مفعیل کا وزن منطیق للرجل البلیغ والمرئة البلیغة۔

(٤) مفعَل کا وزن مغشَم بمعنی شجاع (اوضح المسالک)

﴿اضافت کے لئے ضوابط﴾

ضابطہ (۴۷۷): مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔ جس کا اعراب حسب عامل ہوتا ہے۔

ضابطہ (۴۷۸): مضاف الف لام سے خالی ہوتا ہے۔

ضابطہ (۴۷۹): علم کی اضافت جائز نہیں۔ اور نہ ہی الف لام تعریف کا دخول صحیح ہے۔ کیونکہ علیت کی وجہ سے پہلے ہی سے معرفہ ہے۔

ضابطہ (۴۸۰): مضاف الیہ اپنے مضاف میں عمل نہیں کر سکتا۔ جیسے: و اذا قیل، لھم اس مثال میں قیل لھم مضاف الیہ ہے جو اذا مضاف میں عامل نہیں

ضابطہ (۴۸۱): مشہور قاعدہ ہے کہ اعلام پر الف لام داخل نہیں کیا جاتا مگر قابل یاد ہے کہ جو اعلام کو وصفیت سے علیت کے طرف منتقل کیے گیے ہیں ان پر الف لام کا داخل ہونا جائز ہے۔ جیسے الحسن، الحسین، الحارث، العباس وغیرہ

ضابطہ (۴۸۲): مضاف اور مضاف الیہ میں فاصلہ جائز نہیں،

ضابطہ (۴۸۳): مضاف الیہ اور اس کے کسی معمول کو مضاف پر مقدم کرنا ناجائز ہے۔

ضابطہ (۴۸۴): وجوب استفادۃ (کل و بعض) من المضاف الیہ الظرفیۃ۔

ضابطہ (۴۸۵): یجوز حذف التاء من المضاف کقولہ تعالی: و اوحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوۃ۔

ضابطہ (۴۸۶): اذا توالت الاضافات، انتقل التعریف و التخصیص من المضاف الیہ الاخیر الذی قبلہ، فالذی قبلہ، حتی یصل الی المضاف الاول نحو: ھذا بیت و الد محمود (صیان، مفصل)

ضابطہ (۴۸۷): مضاف مضاف الیہ کی پہچان کے لئے چند نشانیاں اور علامات

(۱) اگر پہلا اسم نکرہ دوسرا معرفہ ہے تو عموماً وہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: رب العالمین، غلام زید وغیرہ۔

(۲) اگر ایک اسم بغیر الف لام کے ہو اور نکرہ ہو پھر اس کے بعد الف لام والا اسم آ جائے تو یہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے اله العلمين ۔ عبدالله ۔ سعاية النحو۔

(۳) اگر دو اسم بغیر الف لام کے ہوں یا تین ہوں یا چار ہوں پھر ان کے بعد الف لام والا اسم آ جائے تو یہ مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: باب صلوة الجنازة، نور وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، و سبب نفس وجوب صلوة الظهر،

(۴) اگر کسی اسم کے بعد ضمیر آ جائے تو وہ بھی مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: ربهم، رسولهم، غلامه۔

(۵) اسی طرح اگر دو اسم بغیر الف لام کے ہوں ان کے بعد ضمیر آ جائے تو وہ بھی مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: بعد موتها، قد نرى تقلب وجهك۔

(۶) اسی طرح تین اسم بغیر الف لام کے ہوں پھر ضمیر آ جائے یا چار اسم ہوں پھر ضمیر آ جائے تو یہ سب مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے: ومسح ربع راسه، حسن وجه ابن عمه

ضابطہ (۴۸۸): مضاف مضاف الیہ کے اردو ترجمہ میں (کا، کی، کے، نا، نی، نے، را، ری، رے) کے لفظ آتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ مضاف مضاف الیہ کے اردو ترجمہ میں مضاف الیہ کا ترجمہ پہلے اور مضاف کا بعد میں کیا جاتا ہے۔ مثالیں: جدی میرا دادا۔ خالتی میری خالہ۔ اجدادی میرے دادے۔ غلام زید زید کا غلام۔ کتاب سعید سعید کی کتاب۔ ثیاب خالد خالد کے کپڑے۔ لبست ثوبی میں نے اپنا کپڑا پہنا۔ غسلت قمیصی میں نے اپنی قمیص دھوئی اخذت دراهمی میں نے اپنے دراہم لئے۔

لفظ کل کے لیے ضوابط

ضابطہ (۴۸۹): لفظ کل ماقبل کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔

(۱) نکرہ یا معرفہ کے لئے صفت واقع ہو اس کی اضافت اسم ظاہر کی طرف ہو جو مماثل ماقبل ہو لفظاً اور معنی اور دال ہو کمال پر۔ جیسے: اطعمنا شاة كل شاة

(۲) جو معرفہ کے لئے تاکید ہو۔ جیسے: یا اشبه الناس کل الناس بالقمر

(۳) تابع نہ ہو اور اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: کل نفس بما کسبت رهينة، الآیۃ یا مضاف نہ ہو۔ جیسے: کلا جربنا له الامثال۔

ضابطہ (۴۹۰): کل اپنے ماقبل کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔ یہ دوسری تقسیم ہے۔

(۱) اسم ظاہر کی طرف مضاف ہو اس میں تمام عوامل عمل رکھتے ہیں۔ جیسے: اکرمت کل بنی تمیم

(۲) ضمیر محذوف کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: کلا هدینا

(۳) مضاف ہو ضمیر کی طرف جو لفظ میں موجود ہو۔ جیسے: ان الامر کله لله

ضابطہ (۴۹۱): لفظ کل کا حکم یہ ہے کہ یہ مفرد مذکر ہوتا ہے ور اس کے معنی کا لحاظ باعتبار مضاف الیہ ہوگا۔ اگر نکرہ کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی کا لحاظ رکھا جائے گا۔ جیسے: کل شئی فعلوه فی الذبر (الآیۃ) یہاں کل مفرد مذکر ہے جمع مذکر کی مثال۔ جیسے: کل حزب بمالديهم فرحون الآیۃ۔

ضابطہ (۴۹۲): اگر لفظ کل نفی کے تحت آجائے تو یہ نفی شمولیت کے طرف خاص طور پر متوجہ ہوتی ہے۔ اور ثبوت فعل میں بعض افراد کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے: ما جاء کل الصوم

اسمائے استفہام کے لیے ضوابط

ضابطہ (۴۹۳): وہ اسماء جو استفہام کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

من، من ذا، ما، ما ذا، متی، ایان، این، کیف، انی، کم، ای

ضابطہ (۴۹۴): من اور ما نکرہ موصوفہ جیسا کہ موصولہ اور استفہامیہ واقع ہوتے ہیں۔ اسی طرح شرطیہ بھی واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسے: ومن یعمل سواء یجزبه، اور وما تنفقوا من خیر یوف الیکم، الآیۃ۔

ضابطہ (۴۹۵): اگر من سے مراد شخص معہود ہو تو من موصولہ ہوگا اگر شخص غیر متعین مراد ہو تو من موصوفہ ہوگا۔ جیسے: ومن الناس من یقول الخ علی قول من موصوفہ ہے اور یہ راجح

ہے اور علی قول آخر موصولہ ہے۔

ضابطہ (۴۹۶): ومن الناس من یقول امنا علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اگر الناس میں الف لام عہد کے لئے ہو تو یہ موصولہ ہوگا اگر الف لام جنس کے لئے ہو تو من موصوفہ ہوگا۔

ضابطہ (۴۹۷): لفظ متی کے ذریعے سے فعل ماضی یا فعل مستقبل کے بارے میں استفہام ہو گا۔ جیسے: متی تذھبون اور متی نصر اللہ

ضابطہ (۴۹۸): این استفہامیہ کے ذریعے اس مکان کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جس میں وہ شئی واقع ہو۔ جیسے: فاین تذھبون، الایۃ۔ جیسے:

ضابطہ (۴۹۹): لفظ 'ایان' استفہامیہ کے ذریعے صرف فعل مستقبل کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ جیسے: ایان شافو

ضابطہ (۵۰۰): لفظ 'ایان' کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ تھویل، او تفخم کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ایان یوم الدین، الایۃ

ضابطہ (۵۰۱): لفظ 'ایان' کبھی کبھی شرط کے معنی میں بھی استعمال ہوسکتا ہے ما زائدہ کے ساتھ یا اس کے بغیر۔ مثال: ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی، الایۃ

ضابطہ (۵۰۲): ای استفہامیہ اگر متضمن معنی شرط کے لئے ہو تو دونوں فعل مجزوم ہوں گے۔ جیسے: ای رجل یستقم یبخ

ضابطہ (۵۰۳): اگر این استفہامیہ سے پہلے من واقع ہو تو یہ کسی چیز کے ہونے کے مکان سے استفہامیہ ہوگا۔ جیسے: من این قدمت۔

ضابطہ (۵۰۴): اگر این متضمن ہو معنی شرط کو تو دونوں فعل مجزوم ہونگے اس کے ساتھ ما زائدہ ہوگا یا نہیں۔ جیسے: این ما تکونوا یدرککم الموت اور این تجلس اجلس۔

ضابطہ (۵۰۵): انی استفہامیہ من این کے معنی میں بھی آسکتا ہے۔ جیسے: یا مریم انی لک، ھذا ای من این لک ھذا، الایۃ۔

ضابطہ (۵۰۶): کیف کے بعد اسم واقع ہوگا یا فعل۔

اگر اسم ہو تو کیف خبر مقدم ہوگا۔ اگر فعل ہو تو اس فعل کا فاعل اللہ جل جلالہ کے اسماء میں سے ہوگا یا اسماء غیر اللہ میں سے ہوگا۔ جیسے: الم تر کیف فعل ربك الخ اگر اسماء اللہ میں سے واقع ہو تو مفعول مطلق مقدم واقع ہوگا۔ اور اگر اسم غیر اللہ ہو تو حال مقدم واقع ہوگا۔ جیسے: کیف کفرون باللہ اور اگر کیف کے بعد فعل ناقص ہو تو یہ خبر مقدم ہوگا۔ جیسے: فکیف کان نکیر

ضابطہ (۵۰۷): لفظ ای کبھی کمال کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہ اس وقت جب یہ نکرہ کے بعد واقع ہو اور یہ ماقبل کے لئے صفت بنے گی۔ جیسے: خالد رجل ای رجل۔

ضابطہ (۵۰۸): لفظ ای اس نداء کے صلہ میں بھی واقع ہوتا ہے۔ جب منادیٰ لفظ لام اور ھا تنبیہ کے ساتھ ہو۔

ضابطہ (۵۰۹): اگر ما استفہامیہ پر حرف جارہ آجائے تو اس سے الف حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے: لم تقولون ما لا تفعلون...... فیم انت من ذکرٰھا......الآیۃ فبم تبشرون......الآیۃ

ضابطہ (۵۱۰): من کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) شرطیہ۔ جیسے: من یعمل سوء ا یجزبه......الآیۃ

(۲) استفہامیہ۔ جیسے: من بعثنا من مرقدنا......الآیۃ، فمن ربك یا موسیٰ......الآیۃ

(۳) موصولہ۔ جیسے: من شاء منکم ان یستقیم......الآیۃ

(۴) نکرہ موصوفہ ہو۔ جیسے: حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا

فکفی بنا فضلا علی من غیرنا

حب النبی محمد ایانا

ضابطہ (۵۱۱): من ذا اور ماذا میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر بمنزلہ اسم واحد کے نہیں ہو سکتا۔ جب کہ ثانی الذکر ہو سکتا ہے۔ جیسے: من ذا الذی یقرض اللہ اور ماذا اراد اللہ بھذا مثلا، الآیۃ۔

ضابطہ (۵۱۲): ماذا میں عموماً دو ترکیبیں چلتی ہیں۔ (۱) ما اسم استفہام مبتداء اور ذا بمعنی الذی خبر ہوگا اپنے صلہ کے ساتھ ملکر۔

(۲) ما و ذا بمنزلہ ایک اسم کے ہیں ورنہ یہ ما بعد والے عامل کا معمول ہوں گے۔ جیسے: ماذا اراد اللہ میں ماذا مفعول بہ مقدم ہے۔

﴿اسم کی تقسیم﴾

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اسم جامد (۲) اسم مشتق

اسم جامد وہ اسم ہے جو محض ذات پر دلالت کرے نہ مشتق ہو اور نہ مشتق منہ، یعنی نہ اس سے کوئی چیز بنے اور نہ یہ کسی سے بنے جیسے: زید

اور اسم مشتق: وہ اسم ہے جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے۔ جیسے: ضارب، مضروب پھر اسم مشتق کی ساتھ (۷) قسمیں ہیں۔ (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم تفضیل (۴) صفت مشبہ (۵) اسم ظرف (۶) اسم آلہ (۷) اسم مبالغہ اور بعض کے نزدیک اسم مصدر بھی شامل ہے۔

﴿اسم فاعل کے ضوابط﴾

اسم فاعل کی تعریف: وہ اسم مشتق ہے جس کے ساتھ معنی مصدر یہ بطور حدوث کے قائم ہو۔ نہ بطور ثبوت کے۔

عمل: اسم فاعل دو قسم پر ہے۔ (۱) مقرون بالام (۲) مجرد عن الام۔

مقرون باللام کے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ بلکہ فعل کی طرح زمانہ ماضی، حال، استقبال اور تمام معمولات یعنی فاعل ضمیر ہو یا مفعول مطلق، لہ، فیہ، حال، تمیز وغیرہ میں عمل کرتا ہے۔ جیسے: جاء المعطی المساکین امس اوالان اوغدا۔

مجرد عن اللام: فاعل اسم ظاہر اور مفعول بہ کے علاوہ باقی تمام معمولات میں بلا شرط عمل کرتا ہے فاعل اسم ظاہر میں عمل کے لئے تین شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: چھ امور میں سے کسی ایک پر معتمد ہو۔

دوسری شرط: اسم فاعل موصوف نہ ہو۔

تیسری شرط: تصغیر کا صیغہ نہ ہو۔

اور مفعول بہ میں عمل کے لیے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: زمانہ حال یا استقبال ہو۔اس لیے کہ اسم فاعل مضارع کی مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے۔اور مضارع کے ساتھ اس صورت میں دو مشابہتیں ہو جاتی ہیں شبہ لفظی بھی اور شبہ معنوی بھی اور زمانہ ماضی کی صورت کی مشابہت نہیں رہتی البتہ اسم فاعل اگر بمعنی ماضی ایسا ہو۔ جس کی جگہ مضارع کا واقع ہونا درست ہو تو وہ بھی عمل کر سکتا ہے۔جیسے وکلبھم باسط ذراعیہ بمعنی یبسط ذراعیہ (حضری جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵) (صفحہ ۲۶ جلد نمبر ۲ حضری)۔خضری۔ الہمع۔ شرح التصریح۔

دوسری شرط: چھ امور میں سے کسی ایک پر معتمد ہو۔

(۱) مبتداء ہو۔جیسے: زید قائم ابوہ۔

(۲) موصوف ہو۔جیسے: هذا رجل مجتهد ابناء ہٗ۔

(۳) موصول ہو۔جیسے: جاء نی القائم ابوہٗ۔

(۴) ذوالحال ہو۔جیسے: جاء نی زید راکبا غلامه فرساً۔

(۵) نفی ہو۔جیسے: قائم زید۔

(۶) استفہام ہو۔جیسے: اضارب زید عمراً۔

ضابطہ (۵۱۳): اسم فاعل میں ضمیر متکلم مخاطب غائب میں سے مقام کے مناسب پر۔

ضابطہ (۵۱٤): اگر اسم فاعل سے ثبوت کا معنی مراد ہو تو وہ اسم فاعل صفت مشبہ جیسا عمل کرے گا کہ فاعل سببی کو رفع اور تشبیہ یعنی مفعول بہ خود نہ ہو لیکن اس اسم فاعل کے بعد ایسا اسم ہو جو منصوب ہو مشبہ بالمفعول بہ کی بنا پر نصب دے گا اگر معرفہ ہو۔اور اگر نکرہ ہو تو تمیز کی بنا پر نصب

دے گا یا بالا ضافت جر دے گا۔ (شرح التصریح جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰)

صفت مشبہ جس کو نصب دیتا ہے اس کو شبہ مفعول بہ کہتے ہیں۔

فائدہ: ہم اس کی مختصر تعبیر یوں کر سکتے ہیں کہ اصل عامل فعل ہے۔ اسم کا عمل فعل کی مشابہت پر موقوف ہے۔ جو اسم جتنا فعل سے زیادہ مشابہ ہوگا، اسی قدر عمل اس کا قوی ہوگا۔ اسم فاعل کو فعل مضارع سے بلحاظ تعداد حروف وحرکات وسکنات لفظی مشابہت حاصل تھی۔ لہذا اپنے قریب والے اسم میں یعنی فاعل میں رفع کا عمل کر سکتے گا۔ اور اسی طرح ظروف وغیرہ میں بھی، جہاں عمل کا توسع رہتا ہے بلا شرط عامل ہوگا۔ لیکن معنوی مشابہت نہ ہونے کے باعث جو کمزوری پائی جاتی ہے ان شرائط مذکورہ سے اس کمزوری کو جب تک رفع نہ کر دیا جائے، نصب کا عمل نہ کر سکے گا یعنی اول تو مفعول بہ بلحاظ درجہ فاعل سے بعید ہے۔ قریب میں عمل کی جو سہولت ہے وہ بعید میں کہاں؟ علاوہ ازیں عمل نصب کی صورت میں دو عمل جمع ہو جاتے ہیں (۱) فاعل میں رفع کا عمل (۲) اور مفعول میں نصب کا عمل۔ ضعیف عامل بیک وقت دو مختلف عمل کس طرح کرے؟ رفع کا عمل تو ضروری عمل ہے کہ اس کے بغیر کلام کی تمامیت اور افادیت نہیں ہوتی۔ لہذا اس عمل کے لئے تو ادنی سہارا بھی کافی ہونا چاہیے۔

فائدہ: معنی حال میں عموم ہے، خواہ حال حقیقی ہو یا حکائی: اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ معنی حال کے لے یہ لازم نہیں کہ وہ واقع حالی ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ واقع زمانی تکلم کے اعتبار سے ماضی ہو۔ مگر متکلم اس واقع کی حکایت کرتے ہوئے اسے صورت حال میں پیش کرے۔ پس بلحاظ حکایت متکلم اس کو حال قرار دیا جائے گا۔ دیکھئے زید آج اس واقعہ کی حکایت بیان کرتا ہے جو کل پیش آ چکا ہے۔ اور اس لحاظ سے ماضی ہے۔ مگر وہ اپنے بیان میں اس کو حال کی صورت دے کر اس کی تصویر بلفظ مضارع پیش کرتا ہے۔ گویا یہ واقعہ اسی وقت کا ہے جس وقت کہ متکلم اس کی خبر دے رہا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔ کان زید یضرب عمرا امس یوں نہیں کہتا کہ کان زید ضرب عمرا امس۔ اسی طرح قرآن عزیز میں و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید کو سمجھ لیں کہ اس

کا تعلق اصحاب کہف کے واقعہ سے ہے نزول آیت کے زمانہ سے صدہا برس پیشتر کا ہے۔مگر تعبیر میں وہی استحضار حکایت حال ماضی کا طریق اختیار فرمایا گیا ہے۔چنانچہ و کلبھم قد کان بسط ذراعیه بالوصید کی جگہ و کلبھم باسط ذراعیه بالوصید فرمایا۔اصحاب کہف کا کتا اپنی دونوں کلائیاں،یا ہاتھ غار کے آستانہ پر پھیلائے ہوئے ہے۔یعنی اسوقت اپنے دونوں ہاتھ غار کی چوکھٹ پر بچھائے بیٹھا ہے۔

غرض یہاں واقعہ کی قدامت کے باعث یہ سمجھنا کہ یہ اسم فاعل بمعنی ماضی ہے۔اور ذراعیہ میں نصب کا عمل کررہا ہے۔جیسا کہ کسائی نے سمجھا اور اس کی بنا پر اشتراط حال واستقبال کو غیر ضروری قرار دیا یہ صحیح نہیں ہے۔

فائدہ : یہ اضافت معنوی ہوگی۔اضافت لفظی نہ ہوگی۔کیونکہ اضافت لفظی میں تو یہ ضروری ہے کہ مضاف الیہ اپنے مضاف صیغہ صفت کا معمول ہو۔اور صورت مذکورہ میں وہ اسم مضاف الیہ اس کا معمول نہیں۔جیسے مررت بزید ضارب عمرو امس یہاں اگرچہ ضارب عمرو،زید کی صفت ہے اسی وجہ سے ضارب کی با مکسورہ ہے۔اور کیونکہ اضافت معنوی ہے جو مفید تعریف ہوتی ہے۔لہذا زید،موصوف اور ضارب عمرو،صفت میں بلحاظ تعریف مطابقت ہوگئی۔یعنی دونوں معرفہ ہیں۔مگر امس نے ظاہر کردیا کہ یہاں ضارب ماضی کے معنی میں ہے۔تو شرط اول منتفی ہوگئی۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم احکم۔

اسم المبالغہ کے لیے ضوابط

تعریف : اسم مبالغہ ہر وہ اسم ہے کہ مشتق ہو مصدر سے اور اس ذات کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے ساتھ فعل کثرت وزیادتی کے ساتھ قائم ہو۔

ضابطہ (۵۱۵):اسم مبالغہ کی پہچان،صیغہ مبالغہ وہ ہے جس میں زیادتی والا معنی پایا جائے۔

جیسے:ضراب بہت مارنے والا۔اسم مبالغہ کے چند اوزان ہیں۔

(۱)فعل ــ حذر بہت پرہیز کرنے والا۔(۲)فعیل ــ علیم بہت جاننے والا (۳)فعل۔

ضروب بہت مارنے والا۔(۴)فعال ۔۔اکال بہت کھانے والا۔

(۵)فعال ۔۔قطاع بہت کاٹنے والا۔

(۶)مفعل ۔۔مجزم۔(۷)مفعال ۔۔مجزام دونوں کا معنی بہت کاٹنے والا۔

(۸)مفعیل ۔۔منطیق بہت بولنے والا۔(۹)فعیل ۔۔شریر بہت شرارت کرنے والا۔

(۱۰)فعلة ۔۔ضحکة بہت ہنسنے والا۔(۱۱)فعل ۔۔قلب بہت پھرنے والا۔

﴿اسم مفعول کے لیے ضوابط﴾

قسم پنجم، اسم مفعول کی تعریف: وہ اسم مشتق ہے جو دلالت کرے اس ذات پر جس پر فعل واقع ہو اس کے احکامات اسم فاعل کی طرح ہیں البتہ فرق اتنا ہے کہ یہ فاعل کے بجائے نائب فاعل کو رفع دیتا ہے۔

ضابطہ (۵۱۶): اگر اسم مفعول سے معنی ثبوت کا مراد ہو تو یہ نائب فاعل کی بنا پر رفع دے گا اور تشبیہ بالمفعول کی بنا پر نصب دے گا اگر معرفہ ہو۔ اور اگر نکرہ ہو تو تمیز کی بنا پر نصب دے گا یا اضافت کی وجہ سے جر دے گا۔(شرح التصریح صفحہ ۲۳ جلد نمبر۲)

﴿صفة مشبہ کے لیے ضوابط﴾

صفة مشبّہ کی تعریف: صفت مشبہ وہ اسم ہے جو مشتق ہو مصدر لازمی سے اور اس کے ساتھ بطور ثبوت کے معنی مصدری قائم ہوں۔

صفت مشبہ کا عمل: صفت مشبہ مطلقا اپنے فعل والا عمل کرتی ہے جس کے عمل کے لئے ایک شرط ہے کہ وہ پانچ امور میں سے کسی ایک پر معتمد ہو، اس میں زمانہ حال یا استقبال کی شرط نہیں اسی طرح یہ لام موصول پر بھی معتمد نہیں ہوتا اور یہ بھی یاد رکھیں صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل سے زائد ہے کیونکہ یہ اپنے معمول کو نصب بھی دیتا ہے شبہ مفعول بہ ہونے کی بنا پر لیکن اس کا فعل

لازمی وہ اپنے مفعول بہ کو ہرگز نصب نہیں دیتا۔

فائدہ چونکہ صفت مشبہ کے اندر دوام اور ثبوت والا معنیٰ ہوتا ہے اس کے لئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط نہیں کیونکہ وہ تو حدوث کو مستلزم ہے اور الف لام موصول پر اعتماد اس لئے نہیں ہوتا کہ بالاتفاق جو صفتہ مشبہ پر الف لام آتا ہے وہ موصول کا داخل نہیں ہوتا اس پر جب آتا نہیں تو وہ اعتماد کیسے پکڑ سکتا۔

فائدہ : صفت مشبہ میں زمانہ کی شرط لغو ہے۔اس لیے کہ جب ایک شئی دواماً ثابت ہے، تو اس وقت بھی ثابت ہے، اور آئندہ بھی ثابت رہے گی، تو بلا اشتراط بھی حال کے معنی پیدا ہو رہے ہیں۔اور فاعل کی مشابہت کے لئے اتنی بات کافی ہے۔پس یہ اشکال خود بخود درفع ہو جاتا ہے کہ صفت مشبہ اسم فاعل کی فرع ہے، تو جو شرط اصل میں عمل کے لئے ضروری ہو، وہ فرع میں بھی لازمی طور پر ضروری ہونی چاہئے ورنہ فرع عمل کے باب میں اپنی اصل سے بڑھ جائے گی کہ اصل کا عمل تو کسی خاص شرط پر موقوف ہو۔اور فرع بدون شرط بھی عمل کرے۔

فائدہ مشبہ اسم مفعول کا صیغہ ہے باب تفعیل سے جس کا معنی ہے تشبیہ دیا ہوا۔ چونکہ اس کو اسم فاعل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔تثنیہ اور جمع اور تذکیر و تانیث کے صیغے آنے میں اسی وجہ سے اسکو صفت مشبہ کہا جاتا ہے۔

ضابطہ (۵۱۷): صفت مشبہ کا وزن، صفت مشبہ کا صیغہ یہ اسم فاعل و اسم مفعول کے صیغے کے مخالف ہوتا ہے۔یعنی صفت مشبہ کا صیغہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن پر نہیں آتا یہ جمہور نحویوں کے مسلک پر ہے اور صاحب الفیہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اسم فاعل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ آتا ہے علی سبیل القلت جیسے شاھدکا معنی شھید۔

ضابطہ (۵۱۸): صفت مشبہ کے اوزان بہت سارے ہیں جنکا تعلق سماع کے ساتھ ہے قیاس کو دخل نہیں لیکن شیخ رضی نے اس پر رد کیا ہے کہ صفت مشبہ جو لون اور عیب والے معنے میں ہو وہ ہمیشہ افعل کے وزن پر آتی ہے جیسے ابیض، اسود اعور، اعمی وغیرہ یہ تو قیاسی

اوزان میں لہذا یہ قاعدہ کلیہ بنانا صحیح نہیں۔

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں ہیں

وجہ حصر: صفت مشبہ کی استعمال کے لحاظ سے آٹھارہ صورتیں بنتی ہیں۔ بعض بہت عمدہ ہیں ان کو (احسن) کہتے ہیں اور بعض اس سے کم درجے کی ہیں۔ ان کو (حسن) کہتے ہیں اور بعض مختلف فیہ اور بعض قبیح ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ معرف باللام یا مجرد عن اللام پھر اس کے معمول کی تین صورتیں ہیں۔ معمول معرف بالام یا مضاف ہو یا دونوں سے خالی ہو یہ چھ قسمیں ہوئیں پھر ہر معمول پر تین اعراب (۱) مرفوع ہو فاعل یا ضمیر مستتر سے بدل ہونے کی وجہ سے۔

(۲) منصوب: وہ اگر معرفہ ہے تو شبہ مفعول کی بنا پر اور نکرہ ہے تو تمیز ہونیکی وجہ سے۔

(۳) مجرور اضافت کی وجہ سے۔ چھ کو تین سے ضرب دے دی جائے تو اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں جن میں سے نو احسن، دو حسن، ایک مختلف فیہ چار قبیح اور دو نا جائز ہیں۔

پہلی صورت: صفت مشبہ معرف باللام ہو اور اس کا معمول مضاف ہو اس سے تین صورتیں بنے۔

(۱) کہ معمول مرفوع ہو جیسے زید الحسن وجهه

(۲) معمول منصوب ہو جیسے الحسن وجهه

(۳) معمول مجرور ہو جیسے الحسن وجهه

دوسری صورت: صفت مشبہ معرف باللام ہو اور معمول بھی معرف باللام ہو تو اس کی بھی تین صورتیں بنے گی اعراب کی وجہ سے۔

(۱) مرفوع ہو جیسے الحسن الوجه

(۲) منصوب ہو جیسے الحسن لوجه

(۳) معمول مجرور ہو جیسے الحسن الوجه تین اور تین چھ ہو گی۔

صفت مشبہ

- **غیر معرف باللام**
  - **معمولہا**
    - **خالی عنہما**
      - مرفوع: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ ۔ احسن
      - منصوب: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا ۔ احسن
      - مجرور: زَيْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ ۔ قبیح
    - **معرف باللام**
      - مرفوع: زَيْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهُ ۔ احسن
      - منصوب: زَيْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ ۔ احسن
      - مجرور: زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ ۔ قبیح
    - **مضاف**
      - مرفوع: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ ۔ مختلف فیہ
      - منصوب: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ ۔ احسن
      - مجرور: زَيْدٌ حَسَنُ وَجْهِهٖ ۔ احسن
- **معرف باللام**
  - **معمولہا**
    - **خالی عنہما**
      - مرفوع: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهٌ ۔ ممتنع
      - منصوب: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهًا ۔ احسن
      - مجرور: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهٍ ۔ قبیح
    - **معرف باللام**
      - مرفوع: زَيْدُ الْحَسَنُ الْوَجْهُ ۔ احسن
      - منصوب: زَيْدُ الْحَسَنُ الْوَجْهَ ۔ احسن
      - مجرور: زَيْدُ الْحَسَنُ الْوَجْهِ ۔ قبیح
    - **مضاف**
      - مرفوع: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهُهٗ ۔ ممتنع
      - منصوب: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهَهٗ ۔ حسن
      - مجرور: زَيْدُ الْحَسَنُ وَجْهِهٖ ۔ احسن

تیسری صورت: صفت مشبہ معرف باللام ہو اور معمول اضافت اور الف لام دونوں سے خالی ہو تو اس کی بھی تین صورتیں بنے گی۔

(۱) معمول مرفوع ہو جیسے الحسن وجہ

(۲) معمول منصوب ہو جیسے الحسن وجهاً

(۳) معمول مجرور ہو جیسے الحسن وجہ

تو صیغہ صفت معرف باللام ہونے کی صورت میں یہ نو صورتیں بن گئیں۔

اور اسی طرح مجرد عن اللام ہونے کی صورت میں بھی یہی نو صورتیں بنے گی جس کی تفصیل کہ صیغہ صفت مجرد عن اللام اور معمول مضاف جس پر تینوں اعراب جائز

اور صیغہ صفت مجرد عن اللام اور معمول بھی، اس سے بھی تین صورتیں حاصل ہوئیں۔

اور صیغہ صفت مجرد عن اللام اور معمول معرف باللام تو معمول پر تینوں اعراب جائز ہونگے۔

ضابطہ (۵۱۹): اٹھارہ صورتیں کے احکام

اور صفت مشبہ کے مسائل اور صورتیں امتناع اور اختلاف اور قبح اور حسن اور احسن ہونے کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہیں۔

جن میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں۔

امتناع کی پہلی صورت: صیغہ صفت معرف باللام ہو اور وہ مضاف معمول مجرد عن اللام کی طرف جیسے الحسن وجہہ اس کی ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہے جو اضافت معنویہ میں ممتنع تھی تو اس مشابہت کی وجہ سے نحویوں نے اسے بھی ممتنع قرار دے دیا۔

امتناع کی دوسری صورت: صیغہ صفت معرف باللام مضاف ہو معمول کی طرف اور وہ معمول مضاف ہو ضمیر کی طرف جیسے الحسن وجهه اس کی ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس اضافت سے کوئی کچھ بھی تخفیف حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ تخفیف یا تو تنوین کے حذف سے ہوتی

ہے یا نون تثنیہ نون جمع کے حذف سے یا ضمیر موصوف کے فاعل صفت سے حذف ہونے سے۔ جیسے ے الحسن الوجہ اصل میں تھا الحسن لہذا یہ اضافت ان تینوں مذکورہ وجوہ میں سے کسی کا فائدہ نہیں دیا تو اسی وجہ سے اسے بھی ایسے ممتنع قرار دے دیا۔

اور ان اٹھارہ صورتوں میں سے جو باقی بچی تھیں وہ سولہ تھیں ان سولہ صورتوں میں سے ایک صورت مختلف فیہ وہ یہ کہ صیغہ صفت معرف باللام نہ ہو اور اس معمول کی طرف مضاف ہو جو ضمیر موصوف کی طرف مضاف ہو جیسے حسن وجھہ اسمیں اختلاف ہے بصریین اور امام سیبویہ قباحت کے ساتھ ضرورت شعری کے لئے جائز قرار دیتے ہیں۔

قبیح ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اضافت لفظیہ تخفیف کے لئے ہوتی ہے لہذا چاہیے تھا اعلی درجے کی تخفیف ہوتی یعنی مضاف سے تنوین اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوتی لیکن چونکہ یہاں ادنی درجے کی تخفیف ہے وہ یہ تھی کہ فقط مضاف سے تنوین حذف ہوئی تھی۔ اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی تھی تو اسی وجہ سے اعلی درجے کی تخفیف ممکن ہوتے ہوئے ادنی درجے کی تخفیف پر اکتفا کرنا بھی قبیح ہوا کرتا ہے اور کوفیین کے نزدیک بغیر قباحت کے جائز ہے۔ انکی دلیل یہ ہے کہ جواز کیلئے فی الجملہ کسی نہ کسی قدر تخفیف ہونی چاہیے اور وہ یہاں تخفیف حذف تنوین سے حاصل ہے۔

اٹھارہ میں سے تین کے نکل جانے کے بعد بقایا پندرہ صورتیں رہتی ہیں ان میں سے وہ صورتیں جن کے اندر ایک ضمیر موجود ہے خواہ وہ صفت کے اندر ہو یا معمول کے اندر وہ احسن ہے اور ایسی صورتیں نو ہیں احسن اس لئے کہا جاتا ہے کہ موصوف کے ساتھ ربط دینے کے لئے ان میں ایک ضمیر موجود ہے اور ایک ضمیر کا ہونا ربط کیلئے کافی ہوا کرتا ہے۔

اور جن میں دو ضمیریں ہوں وہ دو صورتیں بنتی ہیں۔ وہ حسن ہیں انکے احسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ضمیر موصوف کے ساتھ ربط دینے کے لئے موجود ہے۔

اور غیر احسن اس لئے ہے کہ اس میں ضرورت تو ایک ضمیر کی تھی ربط کے لئے اور اس میں دو

ضمیریں موجود ہیں۔

اور نو اور دو گیارہ بقایا چار صورتیں ہیں جو کہ قبیح کی ہیں یعنی وہ صورتیں جن کے اندر ضمیر موجود نہیں وہ قبیح ہیں اور وہ چار بنتی ہیں وہ قبیح اس لئے ہیں کہ صفت کو موصوف کے ساتھ ربط دینے کے لئے ضمیر کی ضرورت ہوتی ہے ان میں موجود نہیں ہے۔

ضابطہ (۵۲۰): جس صفت میں ایک ضمیر ہوگی وہ احسن کہلاتی ہیں۔

اور جس میں دو ضمیریں ہوں گی وہ حسن۔ اور جو خالی ہونگی وہ قبیح ہوگی۔

اور جو صفت مجرد عن اللام مضاف ہو مضاف الی الضمیر کی طرف وہ مختلف ہیں۔ اور جو صفت معرف باللام مضاف ہو طرف مضاف الی الضمیر کے۔ یا صفت معرف باللام مضاف ہو نکرہ کی طرف یہ دونوں ناجائز ہیں۔

ضابطہ (۵۲۱): ضمیر کے معرفت اور پہچان کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ جب صفت مشبہ اپنے معمول کو رفع دے رہی تو اسوقت صفت مشبہ کے اندر ضمیر نہیں ہوگی کیونکہ اس کا معمول اسم فاعل ظاہر موجود ہے اور جب وہ صیغہ صفت اپنے معمول کو نصب یا جر دے رہا ہو تو اس وقت صفت مشبہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹ رہی ہوگی اور صفت مشبہ کا فاعل ہوگی اور اسی وقت صفت کی تذکیر و تانیث اسی طرح اس کا تثنیہ اور جمع موصوف کے لحاظ سے ہوگا کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے ساتھ مطابقت رکھنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ جیسے زید حسن وجہ سے لے کر والزیدون حسن وجہ تک۔

ضابطہ (۵۲۲): صفت مشبہ اور اسم فاعل کے درمیان چار فرق ہیں

پہلا فرق: صفت مشبہ مصدر لازم سے مشتق ہوتا ہے اور اسم فاعل متعدی مصدر سے۔

دسرا فرق: صفت مشبہ میں وصف کا قیام ذات کیس اتھ بطریقہ ثبوت کے ہوتا ہے او اسم فاعل بطریقہ حدووث کے

ہوتا ہے پس حدوث استقبال یا ماضی یا حال منقطع ہو جاتا ہے۔ اور ثبوت اس کو کہا جاتا ہے جو دلالت کرے حاضر دائم اور غیر منقطع پر اس لئے اللہ جل جلالہ کو سمیع کہا جا سکتا ہے نہ کہ سامع

تیسرا فرق: یہ ہے کہ صفت مشبہ کا معمول ہمیشہ مؤخر ہوتا ہے بخلاف اسم فاعل کے معمول کا کہ کبھی کبھار مقدم بھی آتا ہے

چوتھا فرق: صفت مشبہ کے مرفوع حالت میں نصب اور جر دونوں جائز ہیں اور اسم فاعل کے مرفوع حالت میں صرف رفع ہوگا۔

﴿ اسم تفضیل کے ضوابط ﴾

اسم تفضیل کی تعریف: ہر وہ اسم ہے جو اس موصوف کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے ساتھ اصل فعل زیادتی کے ساتھ قائم ہو۔

ضابطہ (۵۲۳): اسم تفضیل ہمیشہ افعل کے وزن پر آتا ہے اگر چہ تقدیرا کیوں نہ ہو۔ جیسے: شر، خیر۔ کہ اصل میں اشر۔ اخیر ہے۔

ان میں ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے گرا ہے۔ اخفش کہتے ہیں کہ اسمیں دو شذوذ ہیں۔ (۱) ہمزہ کا حذف (۲) ان کے لیے فعل کا نہ ہونا۔ (شرح التصریح جلد نمبر ۱ صفحہ ۹۲)

اور فُعلٰی کا وزن مونث کے لئے شرط ہے۔ ورنہ افعل کا صیغہ اسم تفضیل نہیں ہوگا جیسے ابیض بیضی۔ احمر حمری انکا معنی صرف سپید اور سرخ ہوگا۔ بہت سفید کا معنی نہیں ہوگا۔

ضابطہ (۵۲٤): اسم تفضیل تمیز، ظرف حال اور فاعل مستتر میں بغیر کسی شرط کے عمل کرتا ہے اور مصدر مفعول لہ، معہ بہ میں عمل نہیں کرت کیونکہ زیادتی کی وجہ سے اسم میں نقص آتا ہے تو عمل کمزور ہو گیا ہے۔

اسم تفضیل کا عمل

اسم تفضیل کا عمل دو قسم پر ہے۔ (۱) عمل نصب (۲) عمل رفع پھر نصب والا عمل دو قسم پر ہے (۱) بنا بر مفعولیت (۲) بنا بر حال یا ظرف یا تمیز۔

پہلا عمل نصب: یہ عامل ضعیف ہے اس لیے اس میں مصدر کا معنی بعینہ باقی نہیں رہا بلکہ اس میں زیادتی کا معنی پیدا ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ تمام معمولات میں عمل نہیں کرتا۔ صرف ان معمولات میں عمل کرتا ہے (۱) تمیز (۲) حال (۳) ظرف مفعول فیہ (۴) فاعل مستتر میں مطلقاً عمل کرتا ہے زید احسن منك الیوم راکبا اس مثال میں الیوم ظرف ہے اور راکبا حال ہے اور انا اکثر منك مالا واعز نفرا میں تجھ سے آزروئے مال کے زیادہ ہوں اور ازروئے نفر کے زیادہ غلبہ والا ہوں تو اس میں مالاً اور نفراً تمیز ہے۔

حال اور ظرف دونوں معمول ضعیف ہیں لہذا ان میں عمل کرنے کے لئے عامل کی فعل کے ساتھ تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہے۔ اور اسم تفضیل کی فعل کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وہ معنی حدثی پر دلالت کرتا ہے مشابہت موجود ہے اور تمیز بھی معمول اتنا ضعیف ہے کہ اس میں اسم تام جو معنی فعل سے خالی ہے۔ عمل کر رہا ہے جیسے عندی رطل زیتا تو اس میں اسم تفضیل جس کی کسی درجہ مشابہت موجود ہے تو بطریق اولیٰ عمل کرے گی۔

لیکن اسم تفضیل مفعول بہ میں تو بالکل عمل کرتا ہی نہیں خواہ مفعول بہ مظہر ہو یا مضمر کیونکہ اسم تفضیل کا مفعول مفضل علیہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور مفضل علیہ جب مذکور ہو تو مجرور ہی ہو گا۔ اور مفعول مطلق لہ معہ میں بھی عمل نہیں کرتا۔

دوسرا عمل: رفع یہ بنا بر فاعلیت ہوتا ہے جس کی تین صورتیں ہیں (۱) ضمیر مستتر میں عمل کرنا۔ (۲) ضمیر بارز میں عمل کرنا۔ (۳) اسم ظاہر میں عمل کرنا، ضمیر مستتر میں بغیر کسی شرط کے عمل کرتی ہے اسلئے ضمیر مستتر یہ بھی معمول ضعیف ہے

اور ضمیر بارز اور اسم ظاہر میں بغیر شرط کے عمل نہیں کرتی کیونکہ یہ دونوں معمول قوی ہیں۔ مگر ایک مقام میں جس کے لیے تین شرائط ہیں۔

پہلی شرط: اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شیَ کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شیَ کے متعلق کی صفت ہو اور وہ متعلق اس شیَ اور دوسری شیَ میں مشترک ہو۔

قولہ : وَلَا يَعْمَلُ... الخ۔

مسئلۃ : کحل

عَمَلِ اِسْمِ تفضیل

- **نصب**
  یہ عمل بلا شرط واقع ہے۔
  - **بر مفعولیۃ**
    بناء بر مفعولیۃ نصب نہیں دیتا کیونکہ اس کا مفعول مفضل علیہ ہوتا ہے اور وہ جب مذکور ہو تو مجرور ہوتا ہے جیسے : زَيْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ اَوْ مِنْ عَمْرٍو
  - **ظرفیۃ**
  - **حالیۃ**
    - (ظرفیۃ اور حالیۃ کی مثال) زَيْدٌ اَحْسَنُ مِنْكَ الْيَوْمَ رَاكِبًا (ظرف، حال)
  - **تمیز**
    اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا۔
- **رفع**
  - **در ضمیر**
    اس میں بھی بلا شرط عمل کرتا ہے۔
    - **غائب** : زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْكَ
    - **مخاطب** : اَنْتَ اَفْضَلُ مِنْهُ
    - **متکلم** : اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا
  - **در ظاہر**
    اس میں تین شروط سے عمل کرتا ہے۔
    1. اسم تفضیل لفظ کے اعتبار سے ماقبل کی صفت ہو اور معنی کے اعتبار سے مابعد کی صفت ہو۔
    2. اسم ظاہر میں دو اعتبار ہوں ماقبل کے لحاظ سے مفضل علیہ اور مابعد کے اعتبار سے مفضل۔
    3. اسم تفضیل سے قبل نفی یا نہی یا استفہام انکاری ہو جیسے مَا رَأَيْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ۔

سوال : قرآن پاک میں اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهِ میں مفعول واقع ہے۔

جواب : مَنْ يَّضِلُّ ، اَعْلَمُ کا مفعول نہیں فعل محذوف کا مفعول ہے۔ أی اَعْلَمُ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ يَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ .... الخ۔

۳ درظاھر : جیسے مثال میں اَلْكُحْلُ ہے۔

دوسری شرط: وہ متعلق شیٔ ایسی ہو جو اس شیٔ کے اعتبار سے مفضل ہو اور دوسری شیٔ کے اعتبار سے مفضل علیہ ہو یعنی مفضل بھی اور مفضل علیہ بھی لیکن دو اعتبار سے۔

تیسری شرط: اسم تفضیل سے قبل نفی یا نہی یا استفہام انکاری۔

یاد رکھیں کہ متعلق شیٔ کا اسی شیٔ کے اعتبار سے مفضل ہونا اور دوسری شیٔ کے اعتبار سے مفضل علیہ ہونا یہ نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہے جب کہ نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہو جائیں گے جیسے ما رایت رجلا احسن فی عینه الکحل منه فی عین زید اس مثال میں پہلے اثبات کے لحاظ سے معنیٰ کرنا چاہیے تاکہ کلام کے معنی ظاہر اور واضح ہو جائیں پھر نفی والا معنی کیا جائے۔

اب اس مثال سمجھیں کہ اسمیں احسن اسم تفضیل ہے باعتبار لفظ کے ایک شیٔ یعنی رجلا کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے متعلق رجل یعنی کحل کی صفت ہے اور یہ کحل رجل اور زید کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ کحل باعتبار عین رجل مفضل ہے اور باعتبار عین زید مفضل علیہ ہے اور اس وقت معنی یہ ہوں گے میں نے ایک رجل کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ سے زیادہ اچھا تھا۔ اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئی ہیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہوئی تو اب اسم تفضیل منفی ہو جائیگا تینوں شرطیں پائی جائینگی اور نفی کے بعد کحل باعتبار عین رجل مفضل علیہ اور باعتبار عین زید مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زید کی آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے۔ اس مثال میں ما نافیہ ہے رجلا مفعول بہ ہے۔ رائیت کا۔ احسن اسم تفضیل ہے جو الکحل میں عمل کر رہا ہے اور الکحل اسم ظاہر ہے جو احسن کا فاعل ہے۔

ضابطہ (۵۲۵): یہ اسم تفضیل بھی انہیں ابواب سے آتی ہے جن سے فعل تعجب آتا ہے اگر ایسے ابواب سے اسم تفضیل والا معنی حاصل کرنا ہو جس سے اسم تفضیل نہیں آتی اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو فعل تعجب کا تھا۔ اگر زائد علی الثلاث یعنی ثلاثی مزید یا رباعی مجرد ہو یا رباعی مزید ہو یا ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جن کے اندر لون عیب والا معنی ہو، یعنی اگر اسم تفضیل والا معنی ایسے

ابواب سے لینا چاہتے ہو جن سے اسم تفضیل نہیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ اولا تو ثلاثی مجرد سے افعل کا وزن بنایا جائے اپنے مقصود کے مطابق خواہ شدت کثرت یا حسن والا معنی ہو مثلاً اشد کا لفظ، اقوی کا لفظ احسن کا لفظ پھر ثانیا اسی باب کا مصدر کو بطور تمیز کے اس کے بعد لایا جائے جو کہ منصوب ہوگا تو اس سے اسم تفضیل والا معنی حاصل ہو جائے گا جیسے اشد استخراجاً، اقوی حمرۃً، اقبح عرجا۔

فائدہ اسم تفضیل کی بناء کے لیے یہ شرائط ہیں کل فعل ثلاثی متصرف تام مثبۃ قابل للتفاضل مبنی للفاعل لیس الوصف من ہ علی افعل۔(شرح التصریح صفحہ ۹۳ جلد نمبر ۱)(اوضح المسالک شرح الفیہ ابن مالک صفحہ ۲۹۴ جلد نمبر ۲)

ضابطہ (۵۲۶): صفت مشبہ مصدر (مفعول مطلق) میں عمل کرتی ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں (۱) عمل کرتی ہے (۲) عمل نہیں کرتی

ضابطہ (۵۲۷): اسم فاعل کے صیغے قیاسی ہیں اور صفت مشبہ کے سماعی۔ جیسے: حسن، صعب، شدید، فرح، حزین۔

ضابطہ (۵۲۸): وہ فعل جس میں لون اور عیب کا معنی ہو فعل اسم تفضیل کے وزن پر آجائے تو وہ صفت مشبہ ہوگا اسود، ابیض، اعمی، اعور، یہ قیاسی ہیں۔

ضابطہ یہ فائدہ ابن ہشام نے لکھا ہے اسم تفضیل کے تین حکم ہیں۔

پہلا حکم: اسم تفضیل کو اس کے موصوف کے مطابق لانا واجب ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل الف لام کے ساتھ مستعمل ہو۔

دوسرا حکم: عدم مطابقت واجب ہے۔ یعنی اسم تفضیل کو مفرد مذکر رکھنا واجب ہے جس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت اسم تفضیل من کے ساتھ مستعمل ہو۔

دوسری صورت اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہو۔

تیســـرا حکم : دونوں وجہیں جائز ہیں یعنی مطابقت بھی اور عدم مطابقت بھی جس کی صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ بشرطیکہ تفضیل کا معنی باقی ہو۔ (شذور الذھب صفحہ ۳۷۷)

ضابطہ (۵۲۹): اسم تفضیل اپنے فاعل (ضمیر مستتر) یعنی ھو میں عامل ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۳۰): اگر اسم تفضیل جر بن رہا ہو تو اکثر اوقات میں یہ من کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے اور من کو محذوف قرار دیا جات ہے۔ جیسے: الله اکبر اے اکبر من کل شئی " ولذکر الله اکبر"، الآیۃ۔

ضابطہ (۵۳۱): اگر اسم تفضیل حال بن رہا ہو تو کبھی کبھار اس سے من حذف کیا جاتا ہے۔

ضابطہ (۵۳۲): اسم تفضیل کبھی کبھار اسم مفعول کے معنی میں زیادتی معنی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے: اشھرف بمعنی مشہور تر

ضابطہ (۵۳۳): اسم تفضیل کو باء حرف جر کے ساتھ متعدی کیا جا سکتا ہے۔

ضابطہ (۵۳٤): اسم تفضیل میں اگر بغض یا حب کے معنی پائے جائیں اور مصدر متعدی سے اس کو لیا گیا ہو تو یہ ا کے ساتھ اپنے فاعل کی طف عنی مضاف ہوگا۔ جیسے: المومن احب الی الله من غیرہ۔ (اللہ جل جلالہ کو مومن زیادہ محبوب ہوتا ہے غیر سے) اور اگر لام کے ساتھ متعدی ہوت و یہ مفعول کی طرف معنی متعدی ہوگا۔ جیسے: المومن احب لله من نفسه (مومن کی اللہ جل جلالہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۳۵): ہر وہ باب جو غیر ثلاثی مجرد ہو یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ باقی تین ابواب ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور مزید یا ہر وہ باب اگر چہ ثلاثی مجرد ہو لیکن اس میں لون، یا عیب والا معنی پایا جائے تو اس سے اگر زیادتی اور اسم تفضیل کے معنی مقصود ہوں تو قاعدہ ہے کہ افعل کو مجرد سے لائیں گے تا کہ دلالت کرے مبالغہ شدت اور کثرت پر پھر اس کے بعد اس باب کا مصدر منصوب

لائیں گے۔ جیسے: اشدا سخرا جا اور یہ مصدر منصوب ہوتا ہے بناء بر تمیز و کقوله تعالی: و الذین امنوا اشد حبا لله، الایۃ۔

ضابطہ (۵۳۶): کبھی اسم تفضیل معنی تفضیلی سے خالی ہوتی ہے۔ جیسے: ربکم اعلم بکم۔ اکثرمن القوم اکبرھم وا صغرھم ای صغیر ھم و کبیر ھم۔

﴿ مصدر کے لیے ضوابط ﴾

مصدر کی تعریف: مصدر وہ اسم ہے جو دلالت کرے فقط حدث پر یعنی ایسے معنی پر جو قائم با لغیر ہوں۔ فارسی میں دن یا تن اور اردو میں نا آتا ہے۔

مصدر کا عمل:۔ مصدر اپنے فعل والا عمل کرتا ہے یعنی اگر مصدر لازمی ہو تو فقط فاعل کو رفع دیگا جیسے اعجبنی قیا م زید تو قیام مصدر لازمی ہے اس نے فقط فاعل زید کو رفع دیا ہے اور اگر مصدر متعددی ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیگا جیسے اعجبنی ضرب زید عمراً

مصدر کے عمل کے لئے شرائط۔ چھ شرطیں ہیں (۱) مفرد ہو (۲) مفعول مطلق نہ ہو (۳) ضمیر نہ ہو یعنی ایسی ضمیر نہ ہو جو راجع ہو مصدر کی طرف (۴) مصغر نہ ہو (۵) تائے وحدت بھی نہ ہو (۶) معمول کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ اسکے عمل کے لیے زمانے کی شرط نہیں۔

ضابطہ (۵۳۷): کہ مصدر چونکہ عامل ضعیف ہے اس لیے اس کا مفعول اس پر مقدم نہیں ہو سکتا لہٰذا اعجبنی ضرب زید عمرا کو اعجبنی عمرا ضرب زید پڑھنا نا جائز نہیں

ضابطہ (۵۳۸): کہ مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول دونوں کی طرف جائز ہے جب اضافت فاعل کی طرف ہو تو لفظاً مجرور مرفوع معناً ہوگا۔ جیسے کرھت ضرب زید عمرا تو یہاں زید فاعل ہے مصدر کا اور معناً مرفوع فاعل ہے اور عمر الفظاً منصوب مفعول بہ ہے۔ اور مفعول کی طرف اضافت ہو تو مفعول مجرور لفظاً منصوب معنیً مفعول ہوگا اور اسکے بعد فاعل مرفوع ہوگا جیسے کرھت ضرب عمرا زید۔

اور مصدر معرف باللام بھی کبھی کبھی عمل کرتا ہے۔

مصدر تین طرح استعمال ہوتا ہے۔

پہلی استعمال: منون ہو۔ جیسے فك رقبة او اطعام فی یوم ذی مسغبة یتیماً ذا مقربة

اب یہاں اطعام نصب دے رہا ہے یتیما کو۔

دوسری استعمال: مستعمل بالاضافت ہو مثال لولا دفع الله الناس۔

تیسری استعمال: مقرون بال ہو یعنی معرف باللام ہو۔ تینوں صورتوں میں عمل کرتا ہے پہلی صورت میں عمل کرنا قیاس کے زیادہ موافق ہے اور اس لیے کہ مصدر کا عمل فعل کی مشابہت کی وجہ سے ہے اور فعل نکرہ ہوتا ہے اور اس صورت میں مصدر بھی نکرہ ہے۔

ضابطہ (۵۳۹): مصدر دو مقام میں عمل کرتا ہے۔

پہلا مقام: کہ مصدر لفظ فعل سے بدل واقع ہو۔ جیسے ضرباً زیدً۔

دوسرا مقام: اس مصدر کی جگہ فعل ان کے ساتھ یا فعل ما کے ساتھ آنا درست ہو۔ جیسے لولا دفع الله الناس کی جگہ لولا ان یدفع۔ صاحب تسھیل نے ان اور ما ان دو حرفوں کے ساتھ ان مخففہ کو بھی ذکر کیا ہے۔

مصدر اور فعل میں چند فرق

(۱) فعل کا فاعل حذف نہیں ہوسکتا اور مصدر کا فاعل حذف ہو جاتا ہے۔

(۲) فعل میں فاعل کی ضمیر مستتر ہو جاتی ہے اور مصدر میں ضمیر مستتر نہیں ہو سکتی۔

(۳) فعل مجہول نائب فاعل کو رفع دیتا ہے لیکن مصدر کا نائب فاعل کو رفع دینے میں عاجز ہے یعنی نائب فاعل کو رفع نہیں دیتا (ھمع)

ضابطہ مصدر متعدی کی باعتبار اضافت الی الفاعل یا الی المفعول پانچ صورتیں بنتی ہیں۔

پہلی صورت: فاعل کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد مفعول بہ ہو جیسے لولا دفع الله الناس۔

دوسری صورت: اس کے برعکس جیسے اعجبنی شرب العسل زید اور حج البیت من

استطاع الیہ سبیلاً۔

تیسری صورت: فاعل کی طرف مضاف ہو لیکن مفعول مذکور نہ ہو۔

مثال وما کان استغفار ابراھیم۔

چوتھی صورت: اس کے برعکس ہو جیسے لایسئم الانسان من دعآء الخیر۔

پانچویں صورت: مصدر مضاف ہو ظرف کی طرف بعد میں فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے جیسے اعجبنی انتظار یوم الجمعۃ زید عمراً۔

ضابطہ مصدر کے شروع میں میم کو لایا جائے تو مصدر میمی بن جاتا ہے۔ مصدر میمی کو اسم مصدر کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی عمل کرتا ہے مصدر کی طرح کیونکہ یہ حقیقت میں مصدر ہے اس کو اسم مصدر کہنا مجازاً ہے۔ (اشمونی جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۳۵)

اسم مصدر کی تعریف :- اسم مصدر وہ ہے جو لفظ مصدر پر دلالت کرے اور فعل کے تمام حروف اس میں موجود نہ ہو یعنی معنی مصدری ہو لیکن مشتق منہ نہ بن سکے خواہ وہ حقیقتاً ہو یا تقدیراً ہو۔ حقیقتاً کی مثال۔ اعطی یعطی اعطاءً۔

تقدیر کی مثال جیسے قاتل قتالاً اب قتالاً میں ایک حرف نہیں ہے لیکن وہ مقدر ہے جو قیتالاً ہے۔ اسم مصدر کا عمل قلیل ہے اور علم مصدر بالکل عمل نہیں کرتا ہے۔ اور ھمع میں ہے علم مصدر نہ مضاف واقع ہوتا ہے اور نہ الف لام کو قبول کرتا ہے اور نہ فعل کی جگہ میں واقع ہوتا ہے۔ اور نہ موصوف واقع ہوتا ہے۔ جیسے یسار علم ہے یسر کا اور فجار علم ہے فجور کا۔ (حاشیہ الصبان صفحہ ۴۳۷ جلد نمبر ۲) مصدر عمل کرتا ہے بشرطیکہ فاصل نہ ہو۔

اعتراض انہ علی رجعہ لقادر یوم تبلی السرائر اس یوم میں رجعہ مصدر عمل کر رہا ہے۔ حالانکہ فاصل موجود ہے اور آپ نے کہا کہ فاصل موجود ہو تو عمل نہیں کرتا۔

جواب رجعہ میں عمل نہیں کرتا ہے۔ بلکہ یرجع فعل مقدر عمل کر رہا ہے۔ یعنی یوم تبلی السرائر رجع کا معمول نہیں بلکہ یہاں پر یرجع فعل مقدر ہے۔ جو اس میں عمل کر رہا

ہے (حاشیہ حضری صفحہ ۲۲)

اسم دو قسم پر ہے۔(۱) اسم عین۔(۲) اسم معنی۔

(۱) اسم عین۔ جو قائم مقام بنفسہ ہو جیسے زید۔

(۲) اسم معنی۔ جو قائم بالغیر ہو جیسے حسبك۔

﴿ اسم تام کے لیے ضوابط ﴾

اسم تام کی تعریف: اسم تام وہ ہے جس کی موجودہ حالت پر اضافت ناممکن ہو۔

اور اسم پانچ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے۔

(۱) تنوین ظاہر کے ساتھ۔ جیسے: مافی السماء قد راحة سحابا۔

(۲) تنوین مقدر کے ساتھ۔ جیسے: عندی احد عشر رجلا ۔

(۳) نون تثنیہ کے ساتھ۔ جیسے: عندقفیزان براً ۔

(۴) نون جمع کے ساتھ۔ جیسے: هل ننبئكم با لاخسرين اعمالا ۔

(۵) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: ملؤه عسلا

اسم تام کا عمل: یہ ہے کہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مشابہت ہے فعل کے ساتھ جس طرح فعل فاعل سے تمام ہو کر مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ اسم بھی ان اشیاء کے ساتھ تمام ہو کر شبہ مفعول یعنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔

﴿ اسمائے عدد کی تمیز ﴾

اسمائے عدد باعتبار تمیز کے تین قسم پر ہے۔

(۱) **عدد ادنی**: یہ ثلاثہ سے عشر تک اس کی تمیز جمع قلت اور جمع مکسر مجرور خلاف قیاس یعنی مذکر کے لیے تاء کے ساتھ۔ جیسے: ثلاثۃ رجال اور مونث کے لئے بغیر تاء۔ جیسے: ثلاث نسوۃ ۔ سخرها علیهم سبع لیال وثمانیۃ ایام ۔ ورنہ جمع کثرت اور جمع سالم آئی گی۔ جیسے سبع سموات طباقا، ثلاثۃ قروء۔ لیکن یہ حکم تمیز کے لیے ہے۔ اگر یہ تمیز موصوف واقع ہو تو پھر عدد دونوں طرح جائز ہے

(۲) **عدد اوسط**: احد عشر سے تسع و تسعون تک ہے اس کی تمیز مفرد منصوب۔ جیسے:

احدعشر رجلا ۔ انی رایت احد عشر کوکبا، ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا، وواعدنا موسی ثلثین لیلة و اتممنها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة۔ ان هذا اخی له تسع و تسعون نعجةً۔

یادرکھیں وقطعنا هم اثنتی عشرة اسباطا یہ اسباط بدل ہے اثنتا عشرة کا اور تمیز محذوف ہے ای اثنتا عشرة فرق۔ کیونکہ اگر اسباطا تمیز ہوتی تو اسم عدد مذکر ہوتا۔

(۳) **عدد اعلی**: مائته اور الف اور انکے تثنیہ اور جمع کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے۔ جیسے:

ثلث مائة سنین

ضابطہ (۵۴۰): اثنان سے عشرة تک ان سے اسم فاعل بنانا درست ہے جیسا کہ فعل سے بنایا جاتا ہے جیسے ثانی، ثالث، رابع، عاشر۔ لیکن مذکر کے لئے مذکر اور مونث کے لئے مونث یعنی قیاس کے مطابق البتہ لفظ واحد اور واحدة یہ واضع کی وضع سے ہے۔

فائدہ عدد لغۃ بمعنی معدود ہے جیسے قبض بمعنی مقبوض۔ اسماء عدد پر دو طرح کی بحث ہوتی ہے پہلی بحث تذکیر و تانیث کی ہوتی ہے دوسری بحث ان کی تمیز کی ہوتی ہے۔

پہلی بحث کہ اسمائے عدد تین قسم پر ہیں۔

پہلی بحث

پہلی قسم: مذکر کے لیے مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث اور یہ دو لفظ ہیں واحد اور اثنان۔

واحد مذکر کے لیے واحدة مؤنث کے لیے جیسے اله واحد۔ نفس واحدة۔

فائدہ اسی طرح وہ اسمائے عدد جو فاعل کے وزن پر آتے ہیں۔ ان کا بھی یہی حکم ہے جیسے ثالث ثالثة رابع رابعة۔

دوسری قسم: مذکر کے ساتھ مؤنث اور مؤنث کے ساتھ مذکر علی الدوام اور یہ سات کلمے ہیں ثلثة سے عشرة تک خواہ مرکب ہوں یا غیر مرکب جیسے ایتك الا تکلم الناس ثلثة ایام اور

ایتك الا تکلم الناس ثلث لیال سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام۔ اس مثال میں دونوں اکھٹے ہیں۔

تیسری قسم: جو لفظ عشر ہے جس کا حکم یہ ہے اگر یہ مرکب ہو تو قیاس کے مطابق یعنی مذکر کے ساتھ مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث جیسے احد عشر کوکباً اور فانفجرت منه اثنتا عشرة عیناً اور اگر غیر مرکب ہو تو پھر ثلثة کی طرح خلاف القیاس۔

بحث ثانی

ضابطہ (۵۴۱): **اسمائے عدد کی باعتبار تمیز کے پانچ قسمیں ھیں**

پھلی قسم: محتاج الی التمیز نہ ہو اور یہ دو لفظ ہیں واحد۔ اثنان۔

دوسری قسم: جس کی تمیز جمع مجرور آتی ہے۔ یہ اسمائے عدد میں سے دس کلمات ہیں ثلثه سے لے کر عشر تک جیسے ثلثة رجال لیکن اسمیں لفظ مائة مستثنیٰ ہے کہ اگر لفظ مائة ان کی تمیز واقع ہو تو اس کا مفرد ہونا واجب ہے۔ جیسے ثلاث مائة۔

تیسری قسم: اسمائے عدد جن کی تمیز مفرد منصوب ہو۔ یہ اسمائے عدد احد عشر سے لے کر تسع وتسعون تک ہے جیسے ووعدنا موسی ثلثین لیلة واتممنها بعشر فتم میقات اربعین لیلة۔

فائدہ قطعنهم اثنتی عشرة اسباطاً اس میں تمیز اسباطاً تمیز نہیں۔ اس کی تمیز فرقة محذوف ہے اور یہ تمیز سے بدل ہے۔ اور عند الفراء ان کی تمیز جمع لانا بھی جائز ہے۔ جس پر دلیل اسی کو پیش کرتے ہیں۔ (شرح شذور الذھب۔ اشمونی)

چوتھی قسم: اسمائے عدد جن کی تمیز مفرد مجرور ہے اور یہ دو لفظ ہیں مائة اور الف اور ان کا تثنیہ جمع۔

ضابطہ (۵۴۲): لفظ ثلثة وغیرہ کی تمیز جمع قلت کا آنا اکثر ہے اور جمع کثرت کا آنا اقل ہے اقل کی مثال۔ والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء۔

اگر کوئی اسم ایسا ہو جس کے لیے جمع قلت نہیں تو پھر جمع کثرت ہی ہوگی۔

ضابطہ (۵۴۳): اس کی تمیز جمع قلت میں سے جمع مکسر آئے گی اور جمع سالم کا آنا ضرورت کی وجہ سے ہے جیسے سبع سموت۔ سبع بقرات۔

ضابطہ (۵۴۴): ثلث سے لے کر تسعة تک خلاف القیاس استعمال ہونا اس وقت ہے جب معدود عدد کے بعد ہو اگر مقدم ہو جائے اور اسم عدد کو صفت بنا دیا جائے تو پھر ت کا ذکر اور حذف دونوں طرح جائز ہے جیسے رجال ثلث یا رجال ثلثة۔

ضابطہ اگر معدود حذف ہو جائے لیکن منوی ہو پھر بھی تا کا حذف کرنا جائز ہے۔ مذکر سے جیسے حدیث میں آتا ہے۔واتبعه ستة من شوال اور مؤنث میں تاء کا ثابت رکھنا اور اگر معدود محذوف ہو لیکن مقصود اور منوی نہ ہو بلکہ فقط اسم عدد مقصود ہو تو پھر تا کا ہونا ضروری ہے۔جیسے ثلثة من خیر من ستة اور یہ غیر منصرف ہوگا علم جنسی اور تانیث کی وجہ سے۔(خضری صفحہ ۱۲۷)

« اسمائے کنایہ کے ضوابط »

قولہ یازدھم اسمائے کنایہ ۔

کنایات جمع ہے کناية کی اور کناية مصدر ہے جس کا معنی کسی شئ کو کسی غرض کی بنا پر ایسے الفاظ سے تعبیر کرنا کہ اس پر اس کی دلالت صریح نہ ہو۔

اسم کنایۃ کی تعریف: کنایہ وہ اسم ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرے۔

کم و کذا عدد سے کنایہ ہیں جیسے کم مالاً، انفقت کتنا مال خرچ کردیا وعندی کذا درهما میرے پاس اتنے درہم ہے۔

اور کیت ذیت مبہم بات سے کنایہ ہیں اور یہ اکثر واو عطف کے ساتھ مکرر استعمال ہوتے ہیں جیسے سمعت کیت وکیت میں نے ایسے ویسے سنا۔کان بینی وبین فلان ذیت وذیت میرے اور فلاں کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوگئیں۔ان دونوں کی تاء کو ضمہ اور فتحہ اور کسرہ تینوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں یعنی کیتَ کیتِ کیتُ ۔ ذیتَ ،ذیتِ ، ذیتُ۔

اسماء جو کنایہ ہیں عدد سے وہ عامل ہیں اور جو قول سے ہیں وہ عامل نہیں۔

(۱) کم (۲) کذا (۳) کأین

﴿ کَم ﴾

کم دو قسم پر ہے، استفہامیہ بمعنی ای عدد۔ اور کم خبریہ بمعنی عدد کثیر انشاء تکثیر اور یہ دونوں تمیز کے مقتضی ہیں

کم استفهامیه کا عمل: کم استفہامیہ تمیز مفرد کو نصب دیتا ہے جیسے: کم رجلا عندک اور اگر حرف جر داخل ہو جائے تو مجرور بھی جاتا ہے۔ جیسے: بکم درهما اشتریت۔ لیکن نصب فصیح ہے اور کم خبریہ کی تمیز کم کی اضافت کی وجہ سے مفرد مجرور ہوتی جیسے کم مال انفقته اور کبھی جمع مجرور آتی ہے جیسے کم رجال لقیته۔

ضابطہ اگر کم خبریہ اور اس کی تمیز میں فاصلہ آ جائے تو استفہامیہ پر محمول کرتے ہوئے تمیز منصوب ہوتی ہے۔

ضابطہ ممیز کا منفی ہونا نہ تو استفہامیہ میں جائز ہے اور نہ خبریہ میں جائز ہے۔ لہذا کم لا رجلاً جاءک کہنا غلط ہے۔ (کتاب سیبویہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۶۸)

ضابطہ (٥٤٥): کم کا اعراب اور ترکیب یہ محلا مرفوع اور منصوب اور مجرور ہوتا ہے۔

(۱) **منصوب محلا**: اس فعل میں عمل کی استعداد موجود ہو تو یہ کم منصوب محلا ہوگا ہمیشہ، پھر منصوب محلا ہونے کی صورت میں تین ترکیبیں ہے یا تو مفعول بہ ہوگا یا مفعول فیہ ہوگا یا مفعول مطلق ہوگا جس کا مدار تمیز پر ہے۔

اگر تمیز ظرف ہو تو مفعول فیہ ہوگا جیسے کم یوما سرت و کم یوم صمت۔

اگر تمیز مصدر ہو تو مفعول مطلق ہوگا جیسے کم ضربۃ ضربت اور کم ضربة ضربت۔

اگر تمیز نہ ظرف ہو نہ اور مصدر ہو تو پھر مفعول بہ ہوگا جیسے کم رجلاً ضربت و کم غلام ملکت۔

(۱) **مجرور محلا**: یہ مجرور محلا ہونے کیلئے قاعدہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جب حرف جار موجود ہو

یا مضاف موجود ہو جیسے بکم رجلا مررت وعلی کم رجل حکمت مضاف کی مثال غلام کم رجلاً ضربت اور غلام کم رجل سلبت ۔

(۳) **مرفوع محلا** : اس کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ جب سابقہ دونوں امر مذکور نہ ہوں یعنی نہ مابعد والے فعل میں عمل کی استعداد موجود ہو اور نہ ہی اس کم پر حرف جار اور مضاف داخل ہو۔ تو اس وقت یہ مرفوع ہوگا پھر مرفوع ہونے کی صورت میں دو ترکیبیں ہیں (۱) مبتدا (۲) خبر اس کا مدار بھی تمیز پر ہے کہ اگر تمیز ظرف نہیں تو کم مرفوع محلا مبتدا جیسے کم رجلا اخوك وکم رجلا ضربته اور اگر تمیز ظرف ہوں تو یہ مرفوع محلا خبر ہوگی جیسے کم یوما سفرك وکم شهر صومی کہ کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز پر من کا داخل کرنا بھی درست ہے جیسے کم من رجل لقیته بمعنیٰ کتنی آدمیوں سے تیری ملاقات ہوئی اور کم خبریہ کی مثال کم من مال انفقته میں نے بہت مال خرچ کیا ہے اب دونوں میں فرق قرینے کے لحاظ سے کیا جائیگا۔

ضابطہ (۵۴۶): اگر کم اور اس کی تمیز کے درمیان فعل متعدی کا فاصلہ آ جائے تو پھر کم کی تمیز پر من کا داخل کرنا واجب ہوا کرتا ہے تا کہ اسم کی تمیز کو اس فعل متعدی کے مفعول سے التباس نہ لازم آئے

ضابطہ (۵۴۷): اگر قرینہ موجود ہو تو کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے کم مالك تو اس کی تمیز دینار المحذوف ہے، اصل عبارت کم دیناراً مالك اور کم خبریہ کی مثال کم ضربت اصل میں ہے کم ضربة ضربت اول مثال میں قرینہ یہ ہے کہ کم معرفہ پر داخل ہے حالانکہ کم نکرہ پر داخل ہوا کرتا ہے یہ دلیل ہے اس بات کہ یہاں تمیز محذوف ہے اور دوسری مثال میں قرینہ یہ ہے کہ کم فعل پر داخل ہے حالانکہ کم اسم پر داخل ہوا کرتا ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ تمیز محذوف ہے۔

﴿ کذا ﴾

کذا یہ مرکب ہے (ک) اور (ذا) اسم اشارہ سے

عمل: یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔ قبضت کذا و کذا درھما۔

کذا کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

فائدہ کذا کی تمیز کا من کے ساتھ مجرور نہ ہونے میں اتفاق ہے۔ اضافت کے ساتھ اختلاف ہے عند الجمہور نا جائز ہے اور کوفیین کے نزدیک جائز ہے۔ (الھمع)

﴿ کأین ﴾

کأین یہ مرکب ہے (کاف) اور (ای) مع التنوین سے یہ بمنزلہ کم خبریہ کے ہے افادہ تکثیر اور لزوم تصدیر میں۔ اور اس کی تمیز من کے دخول کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔ جیسے: و کاین من دابة لا تحمل رزقها اور کبھی منصوب ہوتی ہے۔ جیسے: کاین لنا فضلا۔

کاین کی تمیز اکثر من ظاھرہ کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے و کاین من اية۔

فائدہ ابوحیان نے کہا ہے کہ سیبویہ کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مــن زائدہ ہے۔ جو تاکید بیان کے لیے ہے۔ (کتاب سیبویہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۷۰)

﴿ عوامل معنویہ ﴾

قولہ بدانکہ عوامل معنویہ ۔ مبتداء اور خبر کے عامل کے بارے میں اختلاف ہے

علامہ جار اللہ زمخشری کے نزدیک دونوں کا عامل معنوی ہے۔

سیبویہ کے نزدیک مبتداء کا عامل معنوی ہے اور خبر کا عامل مبتداء ہے

عند الکوفیین مبتداء عامل ہے خبر میں اور خبر عامل ہے مبتداء میں۔ راجح مذہب سیبویہ کا ہے۔

اور مضارع کا حالت رفع میں کوفیین کے نزدیک خلو مضارع عامل معنوی ہے۔

اور عند البصر یین وقوعہ موقع الاسم ہے۔

اور کسائی کے نزدیک حروف مضارعت حروف اتین ہیں۔

مبتداء کی تعریف :ھو اسم او بمنزلته مجرد عن العوامل اللفظية او بمنزلته مجردا او وصفت رافع لاسم ظاهر جیسے الله ربنا۔ ان تصوموا خير لكم ہمزہ تسویہ کی وجہ

سے، جیسے سواء علیھم ا انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون، یا نامصدریہ کی وجہ سے۔

تحقیق تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ ان حروف مصدریہ میں سے اصل (ان) ہے اسی وجہ سے اس کے علاوہ کسی کو مقدر نہیں مانا جاسکتا لیکن ان اس کے باوجود ضعیف العمل ہے یعنی جب حذف ہوجائے تو عمل باقی نہیں رہتا سوائے چند مقامات کے۔ حتی کہ لا تجد وغیر کے بعد میں بھی نحویوں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں (ان) مقدر اور بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ یہی حروف ناصب ہیں اس لیئے ضابطہ ہے کہ (ان عامل ضعیف لا یعمل محذوفا) اب اس مثال تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ میں تین روایتیں ہیں۔

(۱) لا ن تسمع بالمعیدیخیر من ان تراہ اس پر کوئی اشکال نہیں

تسمع کو منصوب پڑا جائے ان مقدر ہونے کی وجہ سے یہ شاذ ہے گذشتہ ضابطہ کی بناء پر

تسمع مرفوع ہے۔ (ان) کے حذف ہونے کی وجہ سے عمل زائل ہو یہ روایت قاعدہ کے مطابق

مشترکہ ضوابط

ضابطہ (۵۴۸): لفظ قول: یہ مادہ اپنے متعلقات سے ملکر قول اور بعد والا جملہ مقولہ ہوتا ہے اور مقولہ مفعول بہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۴۹): کبھی یاء ضمیر متکلم مجرور کو بھی تخفیفا حذف کر دیا جاتا ہے اور کبھی یاء مبنی بر سکون پر فتحہ بھی پڑھ دیتے ہیں جیسے: ولی دین ای دینی۔

ضابطہ (۵۵۰): اگر ایک حرفی کلمہ فعل ہو تو ترکیب میں اس کو اس کی ذات سے تعبیر کیا جائے گا جیسے ق۔

اور اگر حرفی کلمہ اسم یا حرف ہو تو اسم خاص یا اسم مشترک سے تعبیر کیا جائے گا۔۔ انذرت

اور اگر دو یا دو سے زائدہ حرف والا کلمہ ہو خواہ اسم ہو یا فعل یا حرف اس کو اپنی ذات سے تعبیر کرنا

جائز ہے اور اسم مشترک سے بھی جائز ہے جیسے: ان، ما وغیرہ۔

ضابطہ (۵۵۱): ماضی کے مخاطب اور متکلم کے صیغوں کو بوقت ترکیب فعل یا فاعل سے تعبیر کیا جائے گا جیسے: ضربت، ضربنا۔ سوائے افعال ناقصہ کے۔

ضابطہ (۵۵۲): اسم اشارہ کے بعد اگر معرف باللام ہو تو اکثر اس کی صفت ہوتی ہے جیسے: ذالك الكتاب نکرہ کی صفت جملہ خبریہ ہو سکتی ہے جیسے: قام رجل ابوه عالم۔

ضابطہ (۵۵۳): نکرہ کے بعد جملہ خبریہ صفت اور معرفہ کے بعد حال واقع ہو سکتا ہے۔

ضابطہ (۵۵٤): جملہ اگرچہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے لیکن جب اس کا مضمون معرفہ میں بند ہو تو وہ معرفہ کی صفت بن سکتا ہے جیسے: لا اله الا هو یہ اللہ کی صفت ہے۔

ضابطہ (۵۵۵): مضمرات نہ موصوف واقع ہوتے ہیں نہ صفت اور اعلام موصوف بنتے ہیں۔ صفت نہیں اور ای صفت بنتا ہے اور موصوف نہیں۔

ضابطہ (۵۵٦): جہاں دو اسم معرفہ ہوں یا نکرہ تو اکثر موصوف ہوں گے اگر پہلا معرفہ دوسرا نکرہ تو مبتداء خبر اگر پہلے نکرہ دوسرا معرفہ تو مضاف، مضاف الیہ۔

ضابطہ (۵۵۷): جمع مکسر کی صفت جمع آتی ہے اگر جماعۃ کی تاویل کیا جائے تو اس کی صفت واحد مؤنثہ بھی جائز ہے جیسے: النساء المسلمات، النساء المسلمة۔

ضابطہ (۵۵۸): لفظ ای کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرف نداء جو کہ بعید، قریب اور متوسط کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ای رب (۲) حرف تفسیر۔ جیسے: عندی غضنفر ای اسد۔

ضابطہ (۵۵۹): لفظ ای تفسیریہ کے بعد جو لفظ واقع وہ ما قبل کے لئے عطف بیان یا بدل ہوگا۔

ضابطہ (۵٦۰): اگر ای تفسیریہ کی جگہ اذا واقع ہو تو یہ تقول کے لئے ظرف بنے گا۔

ضابطہ (۵٦۱): ای کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) شرطیہ۔ جیسے: ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى، الآية

(۲) استفہامیہ۔ جیسے: اٰیکم احسن عملاً، الآیۃ

(۳) موصولہ۔ جیسے: ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد...... الخ، الآیت

(۴) جو کمال کے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے: زید رجل ای رجل

(۵) جو اس نداء کے صلے میں واقع ہو جس میں الف لام مستعمل ہو۔ جیسے: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک، الآیۃ۔

ضابطہ (٥٦٢): لفظ (بید) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بید استثنائیہ جو غیر کے معنی میں ہوتا ہے یہ مجرور، مرفوع صفت اور استثنائیہ متصل کے طور پر واقع نہیں ہوسکتا۔ جیسے: نحن الآخرون السابقون بید انھم اوتوا الکتب من قبلنا (الحدیث)

(۲) بید جو اجل کے معنی میں ہو۔ جیسے: انا افصح من نطق بالضاد بید انی من قریش۔

ضابطہ (٥٦٣): لفظ ثَمّ سے مکان بعید کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اس میں تصرف بھی نہیں ہوسکتا۔ جیسے: وازلفنا ثَمّ الآخرین، الآیۃ

ضابطہ (٥٦٤): موصول صلہ مل کر جملہ کی جزء بنتے ہیں جملہ نہیں۔

ضابطہ (٥٦٥): قرآن مجید میں افمن اور اومن جیسے الفاظ جہاں کہیں بھی ہوں تو من موصولہ مل کر معطوف واو عاطفہ ہوتی ہے اور ہمزہ استفہام کا فاء اور واو سے پہلے معطوف محذوف ہوگا۔

ضابطہ (٥٦٦): لا کبھی کبھی جار مجرور کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ جیسے: غضبت من لا شئی۔

اور کبھی کبھی ناصب اور منصوب کے درمیان زائد ہوتا ہے۔ جیسے: لئلا یکون للناس (الآیۃ) اور کبھی جازم و مجزوم کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۶۷): چھ حروف جارہ ایسے ہیں جو متعلق نہیں ہوتے۔

(۱) باء زائدۃ۔ جیسے: كفى بالله شهيدا اس میں لفظ اللہ فاعل ہے کفی فعل کے لئے۔

(۲) لعل، جو کہ لغت عقیل میں حرف جر ہے۔

(۳) لولا، جو امام سیبویہؒ کے نزدیک حروف جارہ میں داخل ہے۔ جیسے: ''لولاك لما خلقت الافلاك'' جو کہ ایک مقولہ ہے۔

(۴) رُبَّ جیسے رب رجل صالح لقيته

(۵) کاف تشبیہ جو بمعنی مثل ہو۔ جیسے: ولا تكونوا كالذين نسوا الله......الآية

(۶) حرف استثناء یعنی خلا، عدا، حاشا، جب اس کا مابعد مجرور ہو۔

ضابطہ (۵۶۸): على المفعولية، على الفاعلية على التميز۔ اس جیسے الفاظ یہ جار مجرور بناءً کے متعلق ہوکر مفعول لہ ہوتے ہیں۔ یا مفعول مطلق بنتے ہیں۔ بنينا کے لئے۔

ضابطہ (۵۶۹): مستثنیٰ مفرغ کا اعراب حسب عامل ہوتا ہے اور مستثنیٰ منہ کا اعراب بھی حسب عامل اور اس کو ان جیسے الفاظ سے نکالا جائے گا اس جیسے الفاظ سے: شئي من الاشياء، فرد من الافراد، شخص من الاشخاص۔ وقت من الاوقات، اسم من الاسماء، فعل من الافعال، حرف من الحروف۔

ضابطہ (۵۷۰): فعلان اور فعلی صرف سماع کے ساتھ مختص ہیں اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں جیسے سكران، سكرى، غضبان، غضبى

ضابطہ (۵۷۱): لفظ کلا کی دو قسمیں ہیں حرفیہ، اسمیہ (للو جر)۔ جیسے: ''كلا سيعلمون'' اس میں دونوں ترکیبیں جائز ہیں۔

ضابطہ (۵۷۲): الف لام موصول سے اسم فاعل اور اسم مفعول معرفہ نہیں بنتے بلکہ نکرہ رہتے ہیں۔

ضابطہ (۵۷۳): جو چیز بھی علامت ہو وہ زائد ہوتی ہے اور جدا ہو سکتی ہے۔

ضابطہ (۵۷۴): ضمیر مبہم نکرہ کے حکم میں ہوتی ہیں۔

ضابطہ (۵۷۵): تمام مبنیات مفرد ہوتے ہیں اگر چہ بظاہر تثنیہ وجمع کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ تثنیہ وجمع اور اضافت معرب کا خاصہ ہے۔

ضابطہ (۵۷۶): کل جمع فی حکم التانیث کی بنا پر الفاظ جمع عموماً مؤنث مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ہر وہ جمع جس کے حروف اس کے واحد سے کم ہو اس کی تذکیر بھی جائز ہے۔ ایسا ہی اسم تفضیل خواہ مذکر ہو یا مؤنث جب من تفضیل کے ساتھ مستعمل ہو تذکیرو تانیث اس میں برابر ہو جاتی ہے جیسے: الصلوۃ خیر من النوم۔

ضابطہ (۵۷۷): عرب کی ایک لغت میں نون اعرابی بغیر کسی عامل کے حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے: لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا و لا تومنوا حتی تحابوا (الحدیث)

کیونکہ "لا" نافیہ ہے ناھیہ نہیں

ضابطہ (۵۷۸): لفظ "وا" کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حرف مندوب، جو باب مندوب کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے: ابوبکرؓ نے آپ علیہ السلام کے انتقال کے وقت فرمایا "وا خلیلاہ (ترمذی)

(۲) اسم ہو، تعجب کے لئے۔ جیسے: وا ھا یسلمی ثم وا ھا واھا

ضابطہ (۵۷۹): (ھا) کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم فعل ہو۔ جیسے: ھا ھی فوائد، ای خذ ھی فوائد

(۲) ضمیر مؤنث ہو۔ جیسے: فالھما فجورھا و تقوھا......الآیۃ

(۳) تنبیہ کے لئے ہو۔ جیسے: ھا انتم اولآء......الآیۃ

ضابطہ (۵۸۰): کذا کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) دو کلمے اصل پر باقی ہو یعنی کاف تشبیہ ور اسم اشارہ۔ جیسے: رأیت زیدا فضلا و رأیت عمرو

کذا ای مثل ذا

(۲) ایک کلمہ ہو جو مرکب ہو دو کلموں سے جو غیر سے عدد سے کنایہ ہو۔ جیسے: حدیث شریف میں آیا ہے تذکر یوم کذا و کذا فعلت فیہ کذا و کذا

(۳) دو کلموں سے مرکب ہو اور عدد سے کنایہ ہو۔ جیسے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'الشھر ھکذا' الحدیث، الخ

ضابطہ (۵۸۱): اذ کبھی جملہ اسمیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: اذ کر اذ انتم قلیل، الایۃ یا اس فعل ماضی کی طرف ہوتا ہے جو لفظاً و معنیً ماضی ہو۔ جیسے: اذ ق ن ربك للملئکۃ، الایۃ اور کبھی فعل ماضی معنیً کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: و اذ یرفع ابراھیم القاعد، الایۃ ان تینوں کی مثال ایک آیت میں ہے۔ جیسے: الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحذن ان اللہ معنا، الایۃ۔

ضابطہ (۵۸۲): تمام حروف اور افعال اور جملے لفظ کی تاویل میں مذکر اور کلمہ کی تاویل میں مؤنث ہوں گے۔

ضابطہ (۵۸۳): حاشا کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) فعل متعدی متصرف ہو۔

(۲) تنزیہ کے لئے جیسے: حاش للہ ما ھذا بشرا (الایۃ)

(۳) استثناء کے لئے۔ جیسے: قام القو حاشا زیدا۔

ضابطہ (۵۸٤): خلا کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حرف جار جو مستثنیٰ کے لئے ہو۔ جیسے: جاء نی القوم خلا زید

(۲) فعل متعدی جو مابعد کے لئے ناصب ہو۔

ضابطہ (۵۸۵): حاشا، خلا اور عدا میں تین احتمال ہوتے ہیں۔ حرف جر، حرف استثناء

اور فعل اس لئے ترکیب میں تین احتمال ہو سکتے ہیں۔ جیسے: جاء القوم خلا زیداً و خلا زید۔

(۱) حرف جر ہوں اور ان کا مدخول لفظاً مجرور محلاً منصوب، مستثنیٰ، متصل ہو تو مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ کے ساتھ مل کر فاعل یا مفعول وغیرہ ہوگا۔ اور یہ تینوں متعلق کی طرف محتاج نہیں ہوتے

(۲) حرف استثناء بمعنی الا ہو اس وقت ان کا مدخول لفظاً منصوب مستثنیٰ ہوگا۔ اور مستثنیٰ منہ مستثنیٰ مل کر فاعل وغیرہ ہونگے۔ مثال: جاء نی القوم خلا زیدا ای الا زیدا

(۳) فعل ہوں ضمیر مستتر اس کا فاعل اور اس ضمیر کا مرجع فعل مذکور کا مصدر ہو یا فعل مذکور کا اسم فاعل یا مستثنیٰ منہ کے بعض مطلق افراد ہوتے ہیں اور ان تینوں کا مدخول لفظاً منصوب مفعول بہ ہوتا ہے،

فعل اپنے فاعل، مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ بتقدیر قد حال از مستثنیٰ منہ۔

اور ذوالحال وحال مل کر فاعل وغیرہ ہوگا۔ اس وقت حاشا کا معنی تبرء عدا کا معنی جاوز ہوگا۔ یہ دونوں متعدی ہیں مگر خلا لازمی جس کا مفعول بہ نہیں ہوتا اس لئے خلا میں جاوز کے معنی کا اعتبار کر کے اس کو ماقبل سے حال بنائیں گے اور خلا کا مدخول اسی مجاوز احال کا مفعول بہ ہوگا۔

ضابطہ (۵۸۶): اگر خلا اور عدا کلام کے شروع میں ہوں تو اس وقت اس کا مابعد مرفوع ہو کر فاعل ہوگا۔ مثال: خلا البیت

ضابطہ (۵۸۷): رب ہمیشہ نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے یا ضمیر مبہم پر جس کی تمیز نکرہ موصوفہ ہوتا ہے دونوں صورتوں میں نکرہ موصوفہ کے بعد فعل ماضی مذکور یا محذوف جواب رب ہوتا ہے۔ جیسے: رب رجل صالح لقیته۔

ضابطہ (۵۸۸): اگر جواب رب فعل ماضی کا مفعول بہ موجود ہو یا وہ لازمی ہو تو رب کا معمول مبتداء ہوگا۔ اور جواب رب رجل کریم قام خبر۔

اور اگر جواب رب فعل متعدی ہو اور مفعول بہ موجود نہ ہو تو مدخول رب مفعول بہ مقدم ہوگا۔

ضابطہ (۵۸۹): رب افعال مقاربہ افعال مدح وذم اور کم استفہامیہ جملہ یہ جب داخل

ہوں تو جملہ انشائیہ ہوگا۔

ضابطہ (۵۹۰): اگر لفظ مع مضاف ہو تو یہ ظرف ہوگا۔ اور اس کے تین معانی ہو سکتے ہیں۔

(۱) مع بمعنی موضع الاجتماع۔ جیسے: و اللہ معکم ...... الآیۃ

(۲) بمعنی زمانہ اجتماع۔ جیسے: جئتك مع العصر، و دخل معه السجن فتین ...... الآیۃ

(۳) مرادف ہو عند کے،

ضابطہ (۵۹۱): اگر "مع" بغیر اضافت کے واقع ہو، تو وہ منون ہوگا۔ اور ماقبل سے حال بنے گا۔ جیسے: ج، و امعا ای مجتمعین

ضابطہ (۵۹۲): عمرو، بالفتح اور عمر بالضمہ میں دفع التباس کے لئے عمرو بالفتح کے ساتھ واو لکھ دی جاتی ہے۔

ضابطہ (۵۹۳): الذی اسم موصول تثنیہ مذکر اور جمع میں دفع التباس کے لئے اللذین تثنیہ کو دو لام سے لکھا جاتا ہے۔

ضابطہ (۵۹٤): مفسر اور مفسر کا اعراب ایک ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۹۵): اگر پہلے اجمالی طور پر چیزوں کا ذکر بصورت صیغہ جمع کے ہو یا بصورت اسم عدد کے ہو پھر بعد میں اس کی تفصیل کی جائے اس کی تین ترکیبیں ہو سکتی ہی۔

(۱) بدل البعض (۲) خبر محذوف المبتداء (۳) مفعول بہ فعل محذوف کا۔

ضابطہ (۵۹٦): لفظ (نحو) اپنے مضاف الیہ سے مل کر ہمیشہ خبر ہوتی ہے۔ مبتداء محذوف کے لئے جو کہ (نحوہٗ) ہوتا ہے۔

ضابطہ (۵۹۷): لفظ (مثل) کی تین ترکیبیں ہوتی ہیں۔

(۱) خبر محذوف المبتداء ہو۔ (۲) مفعول مطلق ہو، فعل محذوف امثل کے لئے۔

(۳) مفعول بہ ہو اعنی فعل محذوف کے لئے۔

ضابطہ (۵۹۸): قط کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) استغراقِ ماضی کے لئے اور یہ نفی کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے: آپ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے۔ ما عاب رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما قط

(۲) بمعنی حسب کے آتا ہے اور یہ طاء کے سکون کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: قط زید درهم ای حسب زید درهم

(۳) اسم فعل بمعنی یکفی کے آتا ہے۔ جیسے: قطني ای یکفینی

ضابطہ (۵۹۹): اگر حینئذٍ پر فاء داخل ہو تو یہ ہمیشہ مفعول فیہ مقدم ہوگا فعل موخر کا اور اگر بغیر فاء کے ہو تو کبھی فعل مقدم کا مفعول فیہ ہوگا اور کبھی فعل موخر کا جیسے: اجیئك غدا تو زید نے جواب دیا اکرمك حینئذ یا حینئذ اکرمك۔

ضابطہ (۶۰۰): فعل کے بعد جر پڑھنا حرام ہے۔ باقی رئیت مسلمات میں مسلمات پر جر نہیں نصب ہے۔

ضابطہ (۶۰۱): واحد مذکر غائب واحد مؤنثہ غائبہ کے علاوہ کسی فعل کے بعد رفع پڑھنا جائز نہیں۔

ضابطہ (۶۰۲): ما ذا تری موصوف صفت اور موصوف وصفت مل کر مفعول بہ ہے انظر کا۔ پھر موصوف وصفت کی چار صورتیں ہوں۔ (۱) ما استفہامیہ بمعنی ای شئی موصوف ذا اسم اشارہ موصوف ثانی جملہ تری یہ ذا کی صفت ہے۔ موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر صفت ہے ما کی۔

(۲) ما استفہامیہ موصوف ذا اسم موصول (تری) صلہ۔ موصول با صلہ صفت۔ موصوف با صفت مفعول بہ ہے۔ (۳) ماذا استفہامیہ بمعنی ای شئی موصوف (تری) صفت

(۴) ما استفہامیہ موصوف ذا زائدہ تری صفت۔ ۱۲

ضابطہ (۶۰۳): دو صورتیں ہیں (۱) ما ذا سے پہلے یا بعد میں فعل متعدی ہو اور اس کا

مفعول بہ نہ ہو تو ماذا مفعول بہ ہوگا۔ جیسے: فانظر ما ذا ترى۔ ما ذا صنعت۔

(۲) اس کے علاوہ ہو تو مبتداء یا خبر بنے گا جیسے: ما ذا صنعته

تمت الرساله بتوفيقه تعالى شانه

والله اعلم وعلمه اتم واحكم

سبحن ربك رب العزة عمايصفون ۔وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

إعراب القرآن أحبّ إلينا من تعلّم حروفه

مذہب اخناف

دارالعلم

تنویر

اُردو شرح

تنویر علیٰ نحو میر

مفتی عطاء الرحمن ملتانی

المکتبۃ الشرعیۃ شمع کالونی، جی ٹی روڈ
گوجرانوالہ، فون ــــ ۲۵۹۱۸۳

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا **مفتی عطاء الرحمٰن** صاحب

کے دیگر علمی شہ پارے

خطبات اسلام

جلد اول

①	اسلامی زندگی	⑦	حرص اور روزہ
②	اخروی زندگی	⑧	بخل اور زکوۃ
③	ایمانی زندگی	⑨	شہرت اور حج
④	عمل صالح	⑩	سیرت النبی ﷺ
⑤	اخلاص اور اتباع	⑪	عید الفطر
⑥	تکبر اور نماز	⑫	عید الاضحیٰ

شائع ہو چکی ہے

مرتب ... محمد سرور کھوکھر

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب

کے دیگر علمی شہ پارے

خطبات اسلام

جلد دوم

① فضیلت اسلام	⑦ اہمیت حقوق قرآن
② اللہ سے محبت	⑧ نکاح کے فوائد
③ اتباع	⑨ حقوق اولاد
④ حرص آخرت	⑩ توبہ
⑤ مقصد نبوت	⑪ موت کی تیاری
⑥ آفتاب نبوت	⑫ غفلت اور جہالت

شائع ہو چکی ہے

مرتب :۔ محمد سرور کھوکھر

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا **مفتی عطاء الرحمٰن** صاحب

کے دیگر علمی شہ پارے

تبلیغی بیانات

جلد اول

①	ایمان سیکھنا	⑦	فضائل امت
②	دعوت اور دعا	⑧	فضیلت لیلۃ القدر
③	عبادت اور خلافت	⑨	اللہ کا دیدار اور دعوت
④	اللہ کی معیت	⑩	اسلامی گھر
⑤	حضور ﷺ کی ذات قیمتی ہے	⑪	مستورات میں بیان
⑥	علم و عمل	⑫	اللہ کی معرفت

شائع ہو چکی ہے

مرتب :۔ محمد سرور کھوکھر

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا **مفتی عطاء الرحمن** صاحب

کے دیگر علمی شہ پارے

الفهم النامی

فی حلِ

شرح جامی

شائع ہو چکی ہے